اِنَّ فِیْ ذَالِکَ لَعِبْرَۃً لِاُولِی الْاَبْصَارِ

الحمد للہ کہ مجموعہ نافعہ از تالیف مولوی عبد الجبار غزنوی صاحب رحمہ
و مولوی غلام رسول صاحب قلعوی رحمہ المسمٰے

بسوانح عمری

مولوی عبد اللہ الغزنوی المرحوم و

مجموعہ مکتوبات

ایشاں باہتمام عبد الحمید پسر مولانا عبد الواحد صاحب غزنوی

تاجر کتب ۔ مسجد چینیانوالی لاہور

قیمت ۱۲/

علاوہ محصولڈاک

رفاہ عام سٹیم پریس لاہور میں باہتمام مولوی نور الحق صاحب چھپی

وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا

اور تھا حکم کرتا اہل اپنے کو ساتھ نماز کے اور زکوٰۃ کے اور تھا نزدیک پروردگار اپنے کے

پسندیدہ

ترجمہ رسالہ مولوی عبد الجبار صاحب غزنوی مرحوم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَحْمَدُ اللّٰهَ وَاَسْتَعِيْنُهٗ وَاَسْتَوْفِقُهُ السَّدَادَ وَالْهُدٰى وَاُصَلِّيْ وَاُسَلِّمُ عَلٰى نَبِيِّهٖ خَيْرِ الْوَرٰى

میں اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا ہوں۔ اور اس سے مدد مانگتا ہوں راستی اور ہدایت کی توفیق کا اس سے طلبگار ہوں اور درود اور سلام بھیجتا ہوں اس کے پیغمبر پر جو ساری مخلوق سے بہتر ہے۔

محمد اعظم بن محمد بن محمد شریف عمرزئی شیخ عبد اللہ غزنوی کے نام کے ساتھ مشہور تھے۔ آپ کا اصلی نام مبارک محمد اعظم ہے۔ مگر آپ نے اپنا عبد اللہ نام رکھ لیا اس لئے کہ اس نام میں اللہ تعالیٰ کی الوہیت اور بندے کی عبودیت کا اظہار اور فروتنی کا اقرار ہے۔ آپ شیخ تھے اللہ کی معرفت والے اس کے دین کے رواج دینے میں کوشش کرنے والے۔

عَابِدٌ كَثِيْرُ الذِّكْرِ رَجَّاعٌ اِلَى اللّٰهِ الْمُتَذَلِّلُ لَهُ الْخَاشِعُ الْخَاضِعُ الْوَرِعُ الْمُتَضَرِّعُ الْمُتَّبِعُ الْمُتَوَاضِعُ الْمُبْتَهِلُ الْحَنِيْفُ الْمُتَبَتِّلُ اِلَى اللّٰهِ الْكَامِلُ الْبَارِعُ الْمُلْهَمُ الْمُحَدَّثُ الْمُخَاطَبُ الْمُخْلَصُ الصِّدِّيْقُ الْكَرِيْمُ الْجَوَادُ الْاَوَّاهُ الْحَلِيْمُ الْمُتَوَكِّلُ الْمُنِيْبُ الصَّابِرُ الْقَانِتُ لَمْ تَاْخُذْهُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةُ لَائِمٍ

تھے عبادت کرنے والے اللہ کو بہت یاد کرنے والے اللہ کی طرف رجوع کرنیوالے اس کے لئے عاجزی کرنیوالے خشوع کرنیوالے خضوع کرنیوالے پرہیزگار تضرع کرنے والے فرمانبردار تواضع کرنیوالے گڑگڑانیوالے ایک اللہ کی جانب کو اختیار کرنے والے ماسوائے اللہ کو چھوڑ کر اللہ کی طرف پھرنے والے کامل دانشمند الہام کئے گئے بات کئے گئے خطاب کئے گئے اپنے زمانہ کے لوگوں سے چن لئے گئے بہت سچے بزرگ، بہت سخی رجوع کرنیوالے بردبار اللہ پر بھروسا کرنیوالے اور اسی کی طرف رجوع کرنیوالے۔ اللہ کی راہ میں تکلیفوں کو سہنے والے نہیں روکتی تھی آپ کو اللہ کے لئے بات کہنے سے کسی ملامت کرنیوالے کی ملامت

قطّ المؤثر لرضوان الله عزّوجلّ
على نفسه وأهله وماله وأوطانه
صاحب المقامات الشهيرة
والمعارك العظيمة الكبيرة
قد قام فيها لنصر دين الله و
إعلاء كلمته صابرًا محتسبًا
غارس بستان السنّة
والتوحيد فارس ميدان
الإخلاص والتجريد علم
الزّهاد وأوحد العبّاد
إمام الزمان ولي الرحمٰن
خادم القرآن متقرّب إلى الله
عزّوجلّ وكان في جميع
أحواله مستغرقًا في ذكر الله
عزّوجلّ حتّى أنّ لحمه و
عظامه وأعصابه وأشعاره
وجميع بدنه كان متوجّهًا
إلى الله فانيًا في ذكر الله عزّوجلّ

کبھی ترجیح دینے والے اللہ تعالیٰ کی خوشی کو اپنے نفس پر اور اہل پر اور مال پر اور وطن پر صاحب مقامات مشہورہ کے اور بڑے بڑے معرکوں کے جن میں آپ کھڑے ہوئے اللہ کے دین کی مدد کے لئے اور اُس کے کلمہ بلند کرنے کے لئے۔ حالانکہ آپ نے صبر کیا۔ اور ثواب کے طالب تھے سُنّت اور توحید کے باغ کے لگانے والے اخلاص اور تجرید کے میدان میں شاہ سوار۔ زاہدوں کے نشان اور عبادت کرنے والوں سے یگانہ۔ زمانے کے امام۔ اور رحمٰن کے دوست اور قرآن کی خدمت کرنے والے۔ اللہ کے نزدیک ہونے والے۔ اور آپ ہر وقت اللہ عزّوجل کے ذکر میں غرق رہتے۔ یہاں تک کہ آپ کا مبارک گوشت۔ اور ہڈیاں اور پٹھے اور بال اور سارا بدن اللہ تعالےٰ کی طرف متوجہ تھا۔ اور اُس بلند وبرتر کی یاد میں نابود تھا

آپ ۱۲۳۰ھ ہجری میں بہادر خیل کے قلعہ میں جو شہر غزنی کے ضلع میں واقع ہے۔ پیدا ہوئے۔ آپ کے پردادا بڑے کامل ولی تھے۔ اور آپ کے باپ اور دادا بھی اُن لوگوں میں سے تھے۔ جو صلاحیت کے ساتھ مشہور ہیں۔ اور آپ کا خاندان سیادت کے ساتھ مشہور ہے۔ لیکن جب کوئی پوچھتا۔ کہ آپ سیّد ہیں۔ تو آپ فرماتے۔ کہ لوگ ہم کو سیّد بتلاتے ہیں۔ لیکن عجم میں سیادت کا حال معلوم نہیں ہوتا۔ کیونکہ نسبیں

رل مل گئی ہیں۔ لڑکپن میں آپ اپنے زمانے کے عالموں سے علم حاصل کرتے رہے اور تحصیل میں مصروف رہے۔ اور فرماتے تھے۔ کہ جب میں الہام کو نہ سمجھتا تھا۔ اور توحید سے بخوبی واقف نہ تھا۔ ایک بار میں اپنے دادا محمد شریف کی قبر کے پاس جو اس دیار میں مرجع اور مقبول انام ہے گیا تو القا ہوا لَآ اِلٰہَ غَیْرُکَ لیکن اس وقت میں نے غلطی کی اور میں نے خیال کیا۔ کہ یہ ورد مجھ کو وظیفہ کرنے کے لئے سکھایا گیا ہے۔ اب میں نے جان لیا۔ کہ وہ اللہ کی طرف سے الہام تھا۔ کہ میرے سوا دوسرے کی طرف رجوع کرنا عبادت اور استعانت میں شرک ہے اکیلے اللہ کی طرف پوری توجہ چاہیئے۔ قبروں پر اس نیت سے جانا کہ میرا فلاں مطلب حاصل ہو جاوے توحید میں رخنہ ڈالتا ہے۔ اور کلمہ شہادت یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے معنی کے مخالف ہے۔ اور فرماتے تھے۔ کہ اگر کوئی گمان کرے۔ کہ میں کسی نیک آدمی کی قبر کے پاس اس لئے نہیں جاؤنگا۔ کہ اُن سے کچھ سوال کروں۔ بلکہ اس لئے جاؤنگا۔ کہ وہ قبر مبارک مکان ہے۔ وہاں میری دعا جلد قبول ہو گی۔ یہ بھی دین میں غلطی ہے۔ عبادت کے لئے شارع نے مسجد مقرر کی ہے۔ اور مقبرہ عبادت کی جگہ نہیں ہے۔ چنانچہ شیخ ابن قیم نے اغاثۃ اللہفان میں اس کی تصریح کی ہے۔ اور فرماتے تھے۔ کہ چھوٹی عمر میں مجھ کو یہ شوق از حد تھا۔ کہ جنگل اور تنہائی میں جا کر دعا کروں۔ اور اس کی طرف کمال توجہ تھی۔ اور مجھ کو خیال تھا۔ کہ ہر ایک شخص کو دعا کا شوق اور ذوق ایسا ہی ہو گا۔ ان دنوں میں بعض ارباب ذوق و باطن آپ کو فرماتے کہ تمہاری پیشانی چمکتی ہے خبردار ایسا نہ ہو کہ بُرے عالموں کی صحبت میں رہ کر اپنے دل کو خراب کر لو۔ اور تمام خاص و عام آپ کی صلاحیت اور تقوے پر جو طفولیت میں تھی۔ حیران تھے۔ اور علوم متداولہ کی تحصیل میں آپ تھوڑی مدت مشغول رہے۔ آپ کی زیرکی اور فہم کی تیزی اور فکر کی سلامتی پر لوگ حسرت کی انگلیاں چباتے اور تعجب کرتے تھے۔ آخر الامر جب آپ قوت کی شدت اور جوانی کی حد کو پہنچ گئے۔ تو آپ کو جذبہ غیبی اور عنایت ربانی نے پالیا۔ اور آپ تمام اُن چیزوں سے جو اللہ تعالیٰ کے سوا ہیں۔ بیزار ہو کر اپنے مالک کی طرف متوجہ ہو گئے۔ اور تنہائی اور لوگوں سے کنارہ کشی آپ نے اختیار کی۔ دفعۃً حضور دائمی اور پاس انفاس یعنی احسان کا مرتبہ

آپ کو دیا گیا۔ اور مرجع خلائق ہو گئے۔ اور فرماتے تھے۔ ایک مبادی ہیں دوسرے مقاصد مبادی سے وسیلے اور واسطے مراد ہیں لوگ وسیلوں اور واسطوں کے ساتھ مقصودوں کو حاصل کرتے ہیں۔ مثلاً صوفیوں کے اشغال یعنے ان کے لطیفے موضوعہ اخلاق حمیدہ یعنے تواضع اور توکل اور قصر امل اور قناعت اور صبر اور رضا، اور زہد اور تقوےٰ اور رتبہ یادداشت اور حضور دائمی کے تحصیل کے لئے وسیلے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل عمیم سے اس حقیر کی تربیت کی ہے۔ پہلے اس فقیر کے دل میں اللہ تعالےٰ نے مقاصد (مذکورہ) کو بغیر استعمال مبادی کے دفعۃً ڈال دیا جس کی وجہ سے اس نے تمام بے خلق مجھ سے یکبارگی اپنی بے غایت رحمت کے ساتھ کھینچ لئے۔ اور احسان کا مرتبہ مجھ کو عطا فرمایا۔ اور ماسوی اللہ کا خیال بالکل میرے دل سے اٹھ گیا۔ اور مالک کا ایک ہونا نظر آگیا اور نیت اور اخلاص ہر کام میں مجھ کو عنایت فرمائی۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی نِعَمِہِ السَّابِغَۃِ سب تعریف واسطے اللہ تعالیٰ کے اوپر نعمتوں اس کی پوری کے۔

آپ پہلے پہل لوگوں کی صحبت سے اس قدر بھاگتے تھے۔ کہ تمام ملنے والوں اور دوستوں سے ہجرت کر کے خواجہ ہلال کے پہاڑ میں جہاں کہ کوئی باشندہ نہ تھا جا کر رہنا اختیار کیا پس اس حدیث کے مضمون کے مطابق جس میں آیا ہے۔ کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو دوست بناتا ہے۔ تو اس کے لئے قبولیت زمین میں رکھ دی جاتی ہے۔ لوگ اس جگہ بھی آپ کے پیچھے پہنچتے تھے۔ زمانے کے عالم و فاضل آپ کے کام میں حیران تھے یہاں تک کہ بعض لوگ صرف دیکھنے کے ساتھ اور بعض صحبت اور مجلس کے ساتھ صاحب حالات اور واردات ہو گئے۔ اور آپ کے لباس سے شاگردوں کو فائدہ حاصل ہونے لگا۔ چنانچہ ایک طالب علم کو آپ کی پوستین اٹھانے سے وجد آگیا۔ اور اسی سبب سے طالب علم مذکور پوستین کے مرید کے ساتھ مشہور ہو گیا۔ علاوہ اس کے بہت لوگ صاحب حالات عجیبہ کے ہو گئے۔ اور ماسوی اللہ سے فارغ ہو کر اللہ کی طرف راجع ہو گئے۔ اور آپ لوگوں کے ملنے جلنے سے بہت ایذا پاتے یہاں تک کہ فرماتے۔ اگر کوئی شخص ہندوستان سے میرے پاس آنے کا ارادہ کرتا تو میرے دل میں ایسا صدمہ پہنچتا کہ گویا مجھ کو کسی نے گولی لگا دی۔ اور بہت ایذا پاتے۔ اور لوگوں سے نفرت کرتے۔ اور دور دور کے شہروں کے

عالم اور مشائخ فائدہ حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوتے۔ اور آپ کے تسبیح اور تہلیل کے وقت جمادات
بلند آواز کے ساتھ آپ کے ہمراہ سبحان اللہ اور لا الہ الا اللہ کہتے اور حرکت کرنے لگتے امیروں
اور دنیاداروں سے تاوقت وفات اس قدر گریزاں رہے۔ کہ کسی کی باوجود ان کے بہت درپے
ہونے کے ملاقات نہیں کی۔ اور اپنی اولاد اور دوستوں کو ہمیشہ یہ وصیت کرتے رہے۔ کہ دنیاداروں
کی صحبت زہر قاتل ہے۔ اپنے مالک کی طرف متوجہ رہو۔ وہ تم کو ضائع نہ کریگا۔ اور فرماتے تھے۔
الحمد للہ الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو دنیاداروں اور امیروں سے ابتدا اور انتہا میں محفوظ
رکھا ہے ابتدا میں تو یہ حالت تھی۔ کہ امیر لوگ سینکڑے روپیہ خرچ کرتے۔ کہ ایک بار میرا منہ دیکھیں
لیکن میں ہرگز ہرگز ان کو اجازت نہ دیتا تھا۔ کہ میرے مکان کے پاس سے گذریں۔ دور دور سے
چلے جاتے۔ اس کے پیچھے سنت کی تابعداری کے شوق کی آگ نے میرے سینے میں شعلہ مارا۔ پس
پھر تو تمام لوگ دشمن بن گئے۔ اور انہوں نے مخالفت کا جھنڈا اٹھایا۔ الحمد للہ یہ بھی اللہ عز
وجل کی تربیت تھی۔ کہ آخر عمر میں اسی طرح اس نے مجھ کو دنیاداروں سے بچالیا۔ ورنہ میری اولاد
تو بسبب توجہ امیروں اور حاکموں کے ان کی صحبت اور مجالست اختیار کر لیتے۔ اور دین سے ہاتھ
دھو بیٹھتے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے۔ اور اس کی نعمت اور عمدہ تربیت ہے آپکے ملک میں
سب لوگ کیا خاص اور کیا عام شرک اور بدعتوں اور رسموں میں مبتلا تھے۔ اور عالم اور مشائخ اسی کو
دین سمجھتے تھے۔ پھر بیچارے عامیوں کا کیا ذکر ہے۔ آپ کو غیب سے کبھی الہام کے ساتھ
اور کبھی خواب میں ان کاموں سے سخت روکا جاتا۔ اور کتاب و سنت کی ترغیب دی جاتی
آپ حیران ہوتے کہ اس ولایت میں کتاب و سنت کے علم کا نام نشان تک نہیں ہے۔ اور
نہ کتاب و سنت کا اسباب موجود ہے کس طرح مجھ سے یہ امر انجام پذیر ہوگا۔ جب یہ خیال کرتے
تو غیب سے تاکید آیت سَنُیَسِّرُکَ لِلْیُسْرٰی کا مضمون الہام ہوتا ناچار سنت کی تابعداری
اور شرک اور رسموں اور بدعتوں کا رد کرنا اختیار کیا۔ اور کتاب و سنت کے علم کی طرف توجہ کی۔
چونکہ اللہ عز وجل آپ کی تربیت کرنے والا تھا۔ عرب اور عجم سے حدیث اور تفسیر کی کتابیں۔ بہم
پہنچ گئیں۔ اور آپ نے غیبی تعلیم اور تیزی فہم اور اپنے فکر سلیم کے ساتھ محدثین کا عمدہ طریقہ
اختیار کیا۔ جو سب طریقوں سے بہتر طریق ہے اور جن مسئلوں اور جگہوں میں شبہ پڑا۔ فاضل اجل

عالم بے بدل جامع انواع تقی حامی شریعت غرا وحید عصر فرید دہر شیخ حبیب اللہ قندہاری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف جو بلاد افغانستان میں ہر علم میں بے نظیر اور علوم دینیہ وغیرہ میں مجتہد وقت اور امام زمان اور زہد اور تقوے میں بے مثل تھے۔ اور اُن کے زہد اور تقوے کے بیان کے لئے ایک بڑا دفتر درکار ہے سفر فرمایا کچھ مدت اُن سے فائدہ اٹھا کر اپنے وطن کی طرف لوٹ آئے۔ اور آپ کی یہی حالت رہی۔ کہ جو مسئلہ مشکل پیش آتا۔ ان سے جا کر استفسار کر لیتے اور شیخ مذکور محققین کی طرز پر جواب دیتے۔ اُس ولایت میں شیخ مذکور کے سوا کوئی یہ طریقہ نہ رکھتا تھا۔ اور وہ بھی بڑے عالموں اور وقت کے حاکموں کے خوف سے خاموش اور ساکت رہتے۔ اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو اس سیدھے راستے کی طرف دعوت نہ کر سکتے دوسری بار آپ نے پھر قندہار کا سفر کیا۔ اور اپنے شیخ کے پاس بعض مشکلات کے حل کرنے کے لئے حاضر ہو گئے۔ شیخ مذکور کو آپ کے حال پر تعجب کرتے اور عام مجلس میں جس میں شہر کے عالم موجود ہوتے فرماتے دین کے مسئلوں کو جیسے یہ شخص سمجھتا ہے میں بھی نہیں سمجھتا۔ بعض سوالوں کے جواب میں اُنہوں نے لکھا۔

يَقُولُ الْفَقِيرُ الرَّاجِي وَالْمُلْتَجِي إِلَى رَحْمَةِ اللهِ الْبَارِي حَبِيبُ اللهِ الْقَنْدَهَارِي قَدْ نَدَبَنِي مَنْ يَحِقُّ لِي مُطَاوَعَتُهُ بَلْ لَعَلَّ مِنَ الضَّرُورَاتِ وَلَا يَسَعُنِي مُدَافَعَتُهُ بَلْ عَسٰى أَنْ يَكُونَ مِنَ الْمَحْظُورَاتِ أَنْ أُمْلِيَ رِسَالَةً مُحْتَوِيَةً عَلَى حَلِّ إِشْكَالَاتٍ عَرَضَتْ لَهُ فَعَرَضَهَا عَلَيَّ وَأَجْوِبَةِ سُؤَالَاتٍ أَهَمَّتْهُ فَأَرْسَلَ بِهَا إِلَيَّ وَقَدْ عَامَلَنِي بِمِثْلِ ذٰلِكَ قَبْلُ فَكُنْتُ كَمَنْ كُلِّفَ أَنْ يَتَحَمَّلَ

کہتا ہے محتاج اُمید دار اور التجا کرنے والا اللہ تعالیٰ کی رحمت کی طرف یعنی حبیب اللہ قندہاری۔ مجھ کو بلایا اُس شخص نے جس کی تابعداری مجھ کو لائق ہے بلکہ واجب ہے۔ اور نہیں جائز مجھ کو اس کا رد کرنا بلکہ رد کرنا حرام ہے اس امر کی طرف کہ میں ایک رسالہ لکھوں۔ جو شامل ہو ان اشکالوں کے حل کو جو پیش کئے گئے اُس کے لئے۔ پس پیش کئے اُس نے وہ سوال مجھ پر اور شامل ہو وہ رسالہ ان سوالوں کے جوابوں پر جنہوں نے اس کو غم میں ڈالا۔ پھر بھیجے اُس نے وہ سوال میری طرف اور اس سے پہلے بھی اُس نے ایسے سوال مجھ سے دریافت کئے

مَا لَا يَسْتَطِيعُ لَهُ حَمْلًا إِذْ لَيْسَ الْإِفْتَاءُ
أَمْرًا هَيِّنًا وَعَمَلًا سَهْلًا وَلَسْتُ
أَرَى نَفْسِي لِلْاِنْتِصَابِ فِي هٰذَا
الْمَقَامِ أَهْلًا عَلٰى أَنِّي يَغْلِبُ عَلٰى
ظَنِّي أَنَّ الْمَسْئُولَ عَنْهُ لَيْسَ بِأَعْلَمَ
مِنَ السَّائِلِ فِيمَا سُئِلَ عَنْهُ
مِنَ الْمَسَائِلِ بَلْ أَرٰى أَنَّ السَّائِلَ
أَفْقَهُ فِي أَحْكَامِ الدِّينِ فَائِزًا بِا
لْوُصُولِ إِلَى مَرْتَبَةِ عَيْنِ الْيَقِينِ
فَمَا بَالُ جَاهِلٍ يُرِيدُ أَنْ
يَدُلَّ خَبِيرًا وَمَا شَأْنُ أَعْمٰى أَنْ
يَقُودَ بَصِيرًا وَلٰكِنْ لَمَّا كَرَّرَ
الْإِلْحَاحَ وَبَالَغَ فِي الْاِقْتِرَاحِ
وَحَرَّضَنِي عَلَى التَّصَدِّي لِلْبَيَانِ
وَحَذَّرَنِي بِالْوَعِيدِ الْوَارِدِ فِي
الْكِتْمَانِ عَيَّتْ بِيَ الْعِلَلُ وَضَاقَتِ
الْحِيَلُ وَلَمْ أَجِدْ سَبِيلًا إِلَى التَّعَلُّلِ
بِعَسٰى وَلَعَلَّ فَاضْطُرِرْتُ إِلٰى
أَنْ أَكْتُبَ قَدْرَ مَا يَصِلُ إِلَيْهِ
فَهْمِي وَيَنْشَرِحُ لَهُ صَدْرِي
مُتَفَصِّيًا عَنْ عُهْدَةِ غَيْرِهِ بِقَوْلِ
لَا أَدْرِي وَاللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ أَسْأَلُ
خَاشِعًا مُتَضَرِّعًا أَنْ يَعْصِمَنِي مِنْ

پس میری مثال اُس شخص کی سی مثال ہے۔ جو اس چیز کے اُٹھانے کی تکلیف دیا جاوے جس کو وہ اُٹھا نہ سکے۔ کیونکہ فتویٰ دینا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ اور نہ میں اپنے آپ کو اس مقام میں کھڑا ہونے کے لائق خیال کرتا ہوں۔ علاوہ میرا غالب گمان ہے۔ کہ میں ان مسائل کو ان سے اچھا نہیں سمجھتا۔ جو مجھ سے پوچھتے ہیں۔ بلکہ یقین کرتا ہوں۔ کہ سائل احکام دین میں مجھ سے زیادہ سمجھدار ہے۔ اور وہ عین الیقین کے مرتبے کو پہنچا ہوا ہے۔ پھر کیا حال اس جاہل کا جو خبردار کو خبر دینا چاہے۔ اور کیا حال ہے اس اندھے کا جو دیکھنے والے کو لیکر چلے لیکن جب اُس نے بہت بار الحاح کی۔ اور مسائل کے جواب طلب کرنے میں مبالغہ کیا۔ اور مجھ کو بیان کرنے کی ترغیب دی۔ اور مجھ کو اس وعید سے ڈرایا جو کتمان میں وارد ہے۔ تو میرے بہانے سست پڑ گئے۔ اور داؤ تنگ پڑ گئے اور میں لیت ولعل کے ساتھ بہانہ نہ کر سکا۔ پس میں بے قرار ہوا اس امر کی طرف کہ میں اپنی سمجھ کے مطابق ایک رسالہ لکھوں۔ اور جس مسئلہ میں میرا ذہن رسائی نہ دیوے۔ اُس میں لا ادری کہہ کر چھوٹ جاؤں۔ اور اللہ عزوجل سے یہ سوال کرتا ہوں عاجزی اور زاری کر کر کہ مجھ کو پھسلنے کی جگہوں سے بچالیوے

نواقع الزلل ويثبت قدمي في مظان الخطأ والخلل انه خير موفق للصواب ومفيض للحق في كل باب

اور خطا اور خلل کی جگہوں میں میرے پاؤں کو ثابت رکھے وہ بہت اچھی توفیق دینے والا ہے ثواب کے لئے اور سمجھانے والا ہے حق بات ہر مسئلہ میں۔

اور ان سوالوں کے جواب کے آخر میں لکھا۔

هذا آخر ما تيسر لي في تحريره من أجوبة سؤالات التي أمتن عليّ بارسالها الى صاحبي ومخدومي المكرم الميان محمد أعظم مد الله ظلال ارشاده على مفارق المسترشدين وأمد آثار احسانه وأفاض أنوار عرفانه الى يوم الدين وإني يا صاحبي بالتقصير لمعترف ومن عين الاعتذار لمغترف والملتمس من خدام ذلك الجناب أن لا ينسوني من دعائهم المستجاب إن شاء الله تعالى وها أنا لطلب الدعاء ماد كف الالتماس اليكم وأقول السلام عليكم وعلى من لديكم

یہ اخیر ہے اس کا جو میسر ہوا مجھ کو اس کی تحریر میں ان سوالوں کے جواب سے جو ممنون کیا مجھ کو وہ سوال بھیجکر میری طرف میرے صاحب اور میرے مخدوم و مکرم میاں محمد اعظم نے اللہ تعالے پھیلاوے اس کے حکموں کا سایہ اس کے مریدوں کے سروں پر اور زیادہ کرے اس کے احسان کی علامتوں کو اور گرادے اس کی معرفت کے انوار کو قیامت تک اور میں اے صا اپنے قصور کا اقرار کرتا ہوں اور اعتذار کے چشمے سے چلو بھرتا ہوں مجھ خادم کو آں جناب کا یہ التماس ہے کہ مجھ کو اپنی دعا مستجاب سے فراموش نہ فرماویں اور یاد رکھیں دعا کی طلب کے واسطے پھیلایا ہوا ہوں ہاتھ التماس کے تمہاری طرف اور کہتا ہوں السلام علیکم وعلی من لدیکم۔

اور اور سوالوں اور جوابوں میں یوں لکھا۔ اما بعد معروض آرائے ثاقبہ و افکار صائبہ اصحاب فطنت وقادہ و فکرت نقادہ میدارد کہ چون دریں وقت از جناب فیض انتساب مخدوم مکرم معارف آگاہ میانصاحب ملا محمد اعظم سلمہ ربہ و شرف و کرم سوالاتے چند وارد گردید فقیر قلیل البضاعت عدیم الاستطاعت ہرچند خود را دران مقام ندید کہ معرض حل اشکالات عارضہ بزرگواران زبان کشاید و در مقابلہ صاحبدلان در مقام جواب در آید حد فقیر حقیر آنست کہ از انفاس متبرکہ حق شناسان بہرہ فیضے گیرد واز انوار فائضہ حقیقت آگاہان پرتو صفای پذیرد اما بحکم المامور معذور واجب المقدور در

تحریر آنچہ گنجائش وقت بود تقلید ورزیدہ واشتغال نمود ملتمس از نظر آن اکسیر نظر مستبصران عیب پوش ہنر پرور آنکہ مس سہو خطای فقیر را بنظر اصلاح منظور داشتہ جلوۂ علین صواب دہند وسماجت وعیب ونقصان حقیر را در پس پردہ اغماض داشتہ منزلت ہنر وکمال دہند۔

۵	غلام ہمت آن عارفان باکرم		کہ یک صواب بہ بیند وصد خطا پوشند	

دوسری بار جو آپ شیخ صاحب سے رخصت ہونے لگے۔ تو رخصت کرتے وقت شیخ صاحب نے فرمایا۔ کہ یہ شہر (قندہار) تمہارے ملک سے بہت دور ہے۔ اور تم کو یہاں تک آنے میں سخت تکلیف اور سفر کی مشقت ہوتی ہے۔ اب آنے کی تکلیف نہ اٹھانا جواب میں فرمایا میرا آنا دین کی ضرورت کے واسطے ہے اور تکلیفوں اور مشقتوں کو جو میں اپنے پر گوارا کرتا ہوں۔ تو آخرت کے کام کے لئے۔ شیخ نے کہا مجھ کو معلوم ہے۔ کہ تمہارا تربیت کرنیوالا اخود اللہ عزوجل ہے۔ تم کو میری حاجت نہیں ہے اللہ عزوجل کبھی تم کو ضائع نہیں کریگا۔ اور اگر کبھی کوئی مشکل اور عقدہ پیش آویگا۔ تو مجھ کو یقین ہے۔ کہ اللہ عزوجل کسی دیوار یا درخت کو آپ کے لئے گویا کردیگا۔ جس سے آپ کا عقدہ حل ہوجاویگا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ میرے مالک نے جس کی ذات بزرگ ہے۔ موافق شیخ کے کہنے کے میرے ساتھ معاملہ کیا۔ قندہار کے قاضی اور عالم آپ کو دیکھ کر نہایت خوش ہوا کرتے۔ مگر ملا کتہ کہ عداوت اور مخالفت کے درپے تھا۔ قندہار کے قاضی غلام نے ملا کتہ کی شکایت ملا سعد الدین منقری کی طرف لکھی۔ کہ ملا کتہ حقائق ومعارف آگاہ الموفق من عند اللہ قائد الخلق الی صراط اللہ محی السنۃ وقامع البدعۃ میاں محمد اعظم صاحبزادہ کی نسبت جس کے حق میں یہ کہنا بجا اور درست ہے۔ رجل مملو من السنۃ من الفرق الی القدم اور اُس نے سیر اور سلوک باطن میں نسبت اویسی کے حاصل کرنے کے بعد محض اللہ پاک کی عنایت سے طریقہ نقشبندیہ میں قدم ٹکایا ہے۔ اور اس طریق کے سیر وسلوک کو پورے طور پر حاصل کیا ہے۔ اور اس طریقہ میں مجاز ہوگیا۔ اور اس کے بعد سید آدم بنوری قدس اللہ سرہ کے طریق کو بھی حاصل کیا ہے۔ اور اس طریق میں بھی مجاز ہوگئے ہیں۔ القصہ میاں محمد اعظم صاحب کا ظاہر تقوی

کے زیور اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی موافقت کے ساتھ آراستہ ہے۔ اس کا باطن اہل صفا کے احوالات اور مقامات کے ساتھ پیراستہ لیکن صرف اسی قدر نقصان ہے کہ یہ صاحبزادہ اپنے آپ کو اُن کے مخلصوں اور دوستوں سے شمار نہیں کرتا ملا کٹہ اس بزرگ صاحبزادہ کو کبھی وہابی کہتا ہے۔ اور کبھی مبتدع کہہ کر پکارتا ہے۔ بلکہ معتبر لوگوں سے سنا گیا ہے۔ کہ ملا کٹہ نے غلجائی کے اطراف واکناف میں اس مضمون کے نامے بھی ارسال کئے ہیں۔ کہ فلاں وفلاں (میاں محمد اعظم) کے ساتھ ایسا ایسا معاملہ کرو نعوذ باللہ اس میں شک نہیں ہے کہ اہل اللہ کی عداوت نے اس کے دل کی آنکھ کو نابینا کر دیا ہے۔ کہ دن کو رات اور رات کو دن سمجھتا ہے انتہے۔ ملا عبدالحق کہ اپنے زمانہ کے فاضل تھے۔ اس خط کے آخر میں جس کو اُنہوں نے آپ کے نام نامی پر بھیجا ہے۔ اور اس میں بعض مسائل کی تحقیق کی ہے۔ لکھتے ہیں۔ مخدوما مطاعا از امثال ما گم گشتگان بوادی جہالت ونگونساران مغاک غفلت این مسائل را بدان جناب مقدس قلمی نمودن در رنگ آنست کہ کناسے طرق غالیہ سازی را در نزد عطار بیان نماید اما این جرأت وگستاخی وہرزہ سرائی محض بنا بر الطاف واشفاق آن مخدوم معظم است کہ درباره این احقر دارد آنچہ بفکر قاصر می رسد بدان گستاخی کرده می آید انتہیٰ۔ مولوی عبدالرحمٰن بن شیخ محمد بن بارک اللہ کہ وقت کے عالموں سے مشہور عالم ہیں۔ اور زہد اور تقویٰ اور صلاحیت میں اپنے زمانے کے امام آپ کی صحبت بابرکت سے فیض حاصل کرنے کے لئے ملک پنجاب سے سفر کرکے ملک غزنی تک جو دو ماہ کی مسافت ہے گئے راستے میں جو اُنہوں نے مخالفوں سے کچھ کلمات آنجناب کی نسبت سنے تو حیران ہوئے۔ اسی رات ان کو یہ الہام ہوا۔

فَوَرَبِّ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ ۞	سو قسم ہے رب آسمان اور زمین کے کی یہ بات تحقیق ہے جیسے کہ تم بولتے ہو۔

دوسری بار یہ الہام ہوا۔

وَاِنَّهٗ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ	تحقیق یہ ہمارے پاس ہے چنے نیک لوگوں میں ۱۲۔

تیسری بار یہ الہام ہوا۔

إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وہ کیا ہے ایک بندہ ہے جس پر ہم نے فضل کیا۔

القصہ جب دوسری بار قندہار سے مراجعت کر کے اپنے ملک میں پہنچے۔ تو لوگوں کو توحید اور اتباع سُنّت کی طرف بلانا اور شرک اور بدعت اور مروج رسموں کا رد کرنا شروع کیا۔ زمانے کے لوگ خاص وعام اور عالم اور حاکم جو سب کے سب آپ کے فرمانبردار تھے آپ کی اس کارروائی پر آپ کے مخالف ہو گئے۔ اور ایذارسانی کے درپے۔ اس نواح کے عالم اس مسئلہ میں کہ مذہب کے خلاف حدیث پر عمل کرنا چاہئے۔ بحث کرنے کے لئے جمع ہو گئے۔ اور اُنہوں نے اقرار کیا کہ حق آپ کی طرف ہے۔ اور یہ بھی آپ کی ایک کرامت تھی کہ سب نے اپنا خطا پر ہونا مان لیا۔ اور پھر آنجناب کا حق پر ہونا قبول کر لیا حالانکہ مقابلہ کے وقت ایسا اقرار کرنا نہایت مشکل سا معلوم ہوا کرتا ہے اور دُور دُور کے عالموں نے یہ ماجرا سُنا تو وہ بھی گفتگو اور مباحثہ سے ڈر گئے۔ اور لشکروں کو جمع کیا۔ اور لڑائی کا ارادہ کیا۔ مگر چونکہ آپ کے تابعدار اور دوست اور معتقد بھی بہت تھے۔ مخالفوں سے کچھ نہ بن سکا۔ ناچار وقت کے حاکموں کے پاس انہوں نے شکایت کی۔ اور قسم قسم کے بہتان اور جھوٹ آپ پر باندھے۔ اور بعض رئیسوں کی وساطت سے امیر کے گوش مدہوش میں یہ بات ڈلوادی۔ کہ اس شخص کو اگر ایک سال تک ایسا ہی چھوڑ دو گے۔ تو تمہارے ملک اور بادشاہی کو خراب کر دیگا۔ اور سلطنت میں ایک خلل عظیم ڈالدیگا۔ دولت کے تمام امیر و وزیر اور عہدہ دار اس شخص کے معتقد اور مرید ہیں۔ پس اس وقت بعض آپ کے دوستوں نے یہی مصلحت دی۔ کہ امیر وقت کے طلب کرنے سے پہلے ہم کابل میں جاویں۔ اور امیر کے سامنے مخالفین کے ساتھ بحث کریں آنجناب کی مرضی تو نہ تھی۔ مگر دوستوں کی رعایت کے لئے شہر کابل میں امیر دوست محمد خان کے پاس جو اس وقت کابل کا امیر تھا۔ چلے گئے۔ اور علماء مخالفین بھی حاضر ہوئے۔ ان کے سرپرست خان ملّا درانی وملا مشکی اندڑی اور ملا نصر اللہ لوہانی تھے۔ اور اُن کے سوا سینکڑوں طلاب جمع تھے سب نے پوشیدہ یہی اتفاق کیا۔ کہ مباحثہ میں کبھی ہم اس شخص پر غالب نہ ہونگے۔ جھوٹی گواہی اس پر دینی چاہئے۔ ورنہ اگر بحث تک نوبت پہنچیگی۔ تو ہم سب شرمندہ اور رسوا ہونگے۔

اور کیا عمدہ کہا ہے حافظ ابن القیم رحمہ نے اپنے نونیہ میں۔

مَا عِنْدَهُمْ عِلْمٌ سِوَی التَّکْفِیْرِ وَالتَّبْدِیْعِ وَالتَّضْلِیْلِ وَالْبُهْتَانِ
وَاِذَا تَیَقَّنَ اَنَّهُ الْمَغْلُوْبُ عِنْدَ تَقَابُلِ الْفُرْسَانِ فِی الْمَیْدَانِ
قَالُوا اشْتَکُوْهُ اِلَی الْقُضَاةِ فَاِنَّهُمْ
حَکَمُوْا وَاِلَّا اشْکُوْا اِلَی السُّلْطَانِ
قُوْلُوْا لَهٗ هٰذَا یُحِیْلُ الْمُلْکَ بَلْ
هٰذَا یُزِیْلُ الْمُلْکَ مِثْلَ فُلَانٍ
فَاعْقِرُوْهُ مِنْ قَبْلِ اشْتِدَادِ الْاَمْرِ مِنْهُ
بِقُوَّةِ الْاَتْبَاعِ وَالْاَعْوَانِ
وَاِذَا دَعَاکُمْ لِلرَّسُوْلِ وَحُکْمِهٖ
فَادْعُوْهُ کُلُّکُمْ لِرَأْیِ فُلَانٍ
وَاِذَا اجْتَمَعْتُمْ فِی الْمَجَالِسِ فَالْغَطُوْا
وَالْغُوْا اِذَا مَا احْتَجَّ بِالْقُرْاٰنِ
وَاسْتَنْصِرُوْا بِمَحَاضِرٍ وَشَهَادَةٍ
قَدْ اُصْلِحَتْ بِالرِّفْقِ وَالْاِتْقَانِ
لَا تَسْئَلُوا الشُّهَدَاءَ کَیْفَ تَحَمَّلُوْا
وَبِاَیِّ وَقْتٍ بَلْ بِاَیِّ مَکَانٍ

نہیں ہے اُن کے پاس کوئی دلیل خلاف کتاب و سُنّت پر سوا اُنکے کہ وہ کتاب و سنّت کی پیروی کرنیوالے کو منسوب کرتے ہیں کفر اور بدعت کی طرف اور گمراہی اور بہتان کی طرف سے اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔ اور جب مخالف گمان کرتا ہے کہ میں مقابلہ میں مغلوب ہو جاؤنگا تو یہی کہتے ہیں کہ قاضیوں کے پاس اس کی شکایت کرو کیونکہ وہ فیصلہ کر دینگے ورنہ بادشاہ کے پاس شکوہ لیجاؤ اور کہو کہ یہ شخص بادشاہی لینا چاہتا ہے نہیں بلکہ بادشاہی کو خراب کر دیگا فلانے کی طرح آپ اس کی کونچیں کاٹیئے اس سے پہلے کہ اس کا کام مضبوط ہو جاوے اپنی بادشاہی انتظام کے ساتھ اور کہتے ہیں کہ جب کوئی تم کو رسول اور اس کے حکم کی طرف بلاوے تو تم سب اس کو فلانے کی رای کی طرف بلاؤ اور جب تم مجلسوں میں جمع ہوا کرو اور کوئی شخص قرآن مجید سے دلیل لیا کرے تو تم شور ڈالدیا کرو اور مدد لیا کرو ایسے مواقع میں اس پر جھوٹی گواہی دینے کے ساتھ جس کو تم پہلے اپنے درمیان سوچ سمجھ لو پھر گواہوں سے گواہی کے تحمل کی کیفیت نہ پوچھو اور یہ دریافت نہ کرو کہ کس وقت یہ بات اس سے سنی ہے اور کس مکان میں۔ ۱۲

وہاں تک کہ بیان کیا حافظ ابن قیم نے اللہ تعالیٰ اُس پر رحمت کرے۔ بُرے اور شریر عالموں کا حال ایک دن نونیہ کا یہ مقام جو آپ کے پاس پڑھا گیا تو آپ نے فرمایا۔ کہ بعینہ یہی واقعہ اس عاجز کے ساتھ پیش ہو چکا ہے۔ جس کو حافظ ابن قیم نے بیان کیا ہے۔ الغرض دونوں فریق امیر کی مجلس میں حاضر ہوئے مخالفین بولے اس شخص کے ساتھ ہماری کچھ گفتگو اور مناظرہ نہیں ہے۔ کیونکہ پختہ گواہوں کے ساتھ ہم ثابت کر دیتے ہیں۔ کہ یہ شخص ایسے کلمات بولتا ہے۔ جن سے اس

کا کافر اور مرتد ہونا لازم آتا ہے۔ جھوٹے گواہ مانگے گئے۔ سبحان اللہ تعصب اور نفسانیت اور مرتبہ اور عزت کی محبت کیسی بری بلا ہے۔ کہ اچھے اچھے لوگوں کو اندھا اور بہرا کر دیتی ہے اور وہ ایمان اور آخرت کو اس کے مقابلہ میں نسیاً منسیاً کر دیتے ہیں۔ جھوٹے گواہوں نے گواہی دی۔ کہ یہ شخص حضرت کا منکر ہے۔ اور شفاعت کا منکر اور نبوت کا دعوے کرنے والا اسی طرح اور بہت سی باتیں سنائیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب باتوں سے پناہ دیوے امیر وقت نے سمجھ لیا۔ کہ یہ سب جھوٹ ہے۔ مگر اس ڈر کے مارے کہ سلطنت میں ان لوگوں کے شور وشغب سے تزلزل پڑ جاویگا۔ بولا مصلحت یہی معلوم ہوتی ہے۔ کہ تم اس ملک سے چلے جاؤ۔ اور شہر کابل سے آپ کو نکالدیا۔ سب تابعدار اور دوست آپ کی جدائی پر نالاں و گریاں تھے۔ لیکن آپ کو کچھ تردد اور اضطراب نہیں ہوا۔ اور فرمایا جب یہ جلاوطنی اور اہل و احباب کی جدائی مالک کے راہ اور رب الارباب کی رضا ڈھونڈھنے میں ہے۔ تو پھر کیا پرواہ۔ زبان پشتو میں آپ نے ایک عجیب قصیدہ کہا ہے ازانجملہ یہ چار شعر ہیں ؎

عزت آبروے مولے لہ تا قربان دی آغا   کہ پلاس راشی مرضے پہ رلشہ نہ ارزیژے
کہ مے صد جان وی مولے لہ تا قربان شہ آغا   طالب یم ستا د مرضے خومی مری غوخیژے

یعنی میری عزت اور آبرو اے مالک تجھ پر سے قربان ہے۔ اگر تیری رضامندی ہاتھ آجاوے تو عزت اور آبرو کو میں ایک جو کے برابر بھی نہیں سمجھتا۔ اور اگر میری سو جانیں ہوں تو بھی تجھ پر فدا ہیں۔ میں تو تیری خوشی کا طالب ہوں۔ یہانتک کہ میرا سر بدن سے جدا کیا جاوے جب وہ علما کابل سے غزنی میں واپس آئے۔ تو لوگوں نے پوچھا کیا فیصلہ کر آئے۔ بعض انصاف پسند عالموں نے صاف کہدیا۔ کہ ایمان کو کابل چھوڑ آئے ہیں۔ لوگوں نے کہا۔ کیوں انہوں نے جواب دیا۔ کہ جب ہم جھوٹی گواہی نہ دیتے۔ تو خان ملا خان ہماری سالیانہ تنخواہیں موقوف کر دیتا۔ ان عالموں میں سے بعض عالموں نے نزع کے وقت اس جھوٹی گواہی کا اقرار بھی کیا اور اپنے مالک سے بخشش طلب کی۔ ان میں سے ہیں ملا عبد الخالق اندری شاگر کے رہنے والے اور قاضی میر افضل ازبکی مقر کے رہنے والے حاصل کلام آپ امیر دوست محمد خان کے حکم سے سوات و بنیر میں پہنچے۔ اور وہاں سے کوٹھہ میں اور وہاں سے ہزارہ میں ولایت کے عالموں کے ساتھ آپ کا مشاہدہ عظیمہ

مشہور و معروف ہے۔ ایک جہان اس سفر میں آپ کی صحبت سے فیضیاب ہوا۔ آپ کسی مباحثہ میں مغلوب نہیں ہوئے۔ اور فتح اور مدد آپ ہی کی طرف ہوتی۔ حدیث کی کتابوں کی سند حاصل کرنے کے لئے آپ ملک ہزارہ سے دہلی میں بقیۃ المحدثین فخر المتاخرین زمانے کے استاد اور وقت کے امام سید محمد نذیر حسین صاحبؒ کی خدمت میں گئے۔ اور حدیث کی کتابوں کی وہاں سند حاصل کر کے واپس آئے۔ اور آپ کے واپس آنے کے وقت دہلی کا غدر جو مشہور ہے ظہور میں آیا۔ تمام عالم کے مال اور اسباب لوٹے گئے۔ الا ماشاء اللہ۔ حافظ حقیقی نے آپ کا اسباب بمعہ کتابوں کے بچا لیا۔ لوٹیروں نے راستے میں آپ پر حملہ کیا۔ اور کابلی ٹٹو جو آپ کے بدن پر تھا۔ آپ کے بدن سے اُتار کر بھاگ گئے۔ ایک دن کے بعد وہی ٹٹو خوب تہ کر کے لے آئے۔ اور آپ کے آگے رکھ کر چپ چاپ چلے گئے۔ جب آپ پنجاب میں پہنچے تو اللہ کے راستے کی طرف لوگوں کو بلانا شروع کیا۔ اور کتاب و سُنت کی تابعداری کی رغبت دینے لگے۔ اس کے بعد کہ پنجاب میں توحید کا نام و نشان نہ تھا۔ ہزاروں آدمی آپ کی صحبت بابرکت سے توحید کا دم بھرنے لگے۔ یہ سب مسجدوں کی آبادی اور نماز روزے کا لحاظ اور حدیث پر عمل کرنا اور کتاب و سُنت کا پڑھا جانا اور سلف کے عقیدے کو اختیار کرنا جو پنجاب کے شہروں میں جو تو دیکھ رہا ہے آپ ہی کی سعی اور کوشش کا نتیجہ ہے ورنہ آپ سے پہلے کسی شخص کو ان باتوں کے ساتھ سروکار نہ تھا اس مضمون کو مولوی عبد اللہ صاحب جو غلام رسول ساکن قلعہ کے نام سے مشہور ہیں رشتہ نظم میں لائے ہیں

تعالی اللہ چہ باد صبحگاہی
روائح جانفزای سنت ازوے
شگفت ازوے چہ گلہا گونہ گونہ
کہ ہرسو کس نہ زاغ و زغن بود
ز سنت گشتہ خنداں لالہ و گل
کہ بازاے باغباں بین سوئے گلزار
اگر دانستہ ایام دوری
دریں ایام در ہر شہر خانہ

رسید از مہبط فضل الٰہی
شنیدہ عاشقاں حق پیاپے
بساطین ارم را شد نمونہ
خزاں را دست بر زیر و چمن بود
بہر گل نغمہ پرداز ست بلبل
کہ بے تو لالہ داغ گل شدہ خار
کہ گردد سنگ قرا بہ صبوری
ز عبد اللہ کند ہر کس فسانہ

ہزاراں نغمہ عشقش در آغوش
ز غزنی آمد اول بر ہزارہ
سموم بدعت ارچہ باغ پنجاب
کنوں از فیض این باد بہاری
صبا از من سحرگاہے گذر کن
بیاد بیدلاں را باش دلدار
جدائی را نکے کردم گوارا
رواج ترجمہ قرآن بہر جا

کہ گردد ماسوا از وے فراموش
فتاد آخر بہ لاہورش گذارہ
نمودہ بود بس بے آب و بیتاب
بہر جا سبزہ و سبزہ جویباری
ازیں موسم بجاناں خبر کن
ز ہجرت بلبلاں را نالہ زار
ترحم کن بحال من خدارا
ز آثار نبوت گفتگو ہا

سبحان اللہ کہ آفتاب خراسان کی بلندی پر چمکا۔ اور ہندوستان کے میدان نے اُس سے روشنی حاصل کی انتہٰے۔ پھر آپ پنجاب کے ملک سے ڈیرہ اسمٰعیلخان میں گئے۔ پھر اس جگہ سے بدین امید کہ اب امیر دوست محمد خان کا خیال بدل گیا ہو گا۔ اپنے وطن ہالوف میں پہنچے۔ ایک ماہ اپنے وطن میں اقامت کئے کو ہو گیا ہو گا۔ کہ یکایک امیر دوست محمد خان کے سوار آپ کے اخراج کا پروانہ لیکر پہنچے۔ آپ وہاں سے نکل کر ملک ناوہ میں گئے۔ اور وہاں اقامت فرمائی۔ اس شہر کے عالم جمع ہوئے۔ اور لشکر کو فراہم کیا۔ تاکہ آپ کو وہاں سے بھی نکالدیں۔ اور آپکا اسباب اور کتابیں لوٹ لیں اُس بستی کے لوگ جس میں آپ اقامت رکھتے تھے۔ ان عالموں کے مجمع میں گئے اور بولے اگر تمہارا ارادہ مباحثہ کرنے کا ہے۔ تو ہمارے سامنے ان کے ساتھ مباحثہ کرو۔ اور اگر فتنے و فساد کا ارادہ ہے تو ہم بھی تمہارے ساتھ مقابلہ کرینگے۔ اتفاقاً اسی وقت آپ کے خادموں میں سے ایک شخص ملا مراد نام اُس مجلس میں پہنچا۔ اور بولا۔ اگر مناظرہ کی خواہش ہے تو میرے ساتھ مناظرہ کرو جب مباحثہ شروع ہوا تو اُس نے ایسی گفتگو کی کہ سب کو چپ چاپ کر دیا۔ آپس میں کہنے لگے یہ شخص اُس کے ادنیٰ خادموں میں سے ہے۔ اور ہم کو اُس کے ساتھ مباحثہ کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ تو اس کے ساتھ ہم کیونکر مباحثہ کر سکتے ہیں اور مباحثہ سے انکار کیا۔ چونکہ بستی والے زور آور تھے۔ اس لئے وہ عالم فتنہ برپا نہ کر سکے۔ اور لاچار ہو کر بھاگ گئے۔ آخر الامر امیر دوست محمد خان نے وہاں سے بھی نکالنے کا حکم بھیجدیا۔ بیچارے بستی والے اگرچہ زبردست تھے لیکن وقت کے بادشاہ کا مقابلہ تو نہ کر سکتے تھے۔ ناچار ہو کر آپ کو بسمیت آپ کے اہل و عیال کے یاغستان کے پہاڑوں میں پہنچا گئے۔ آپ نے اُس پہاڑ کے دروں میں سے ایک درّے میں آبادی کی اس قدر امتحانوں اور مقدمات میں آپ کو کسی قسم کی استکانت اور ضعف اور سستی رب العالمین کے دین میں نہیں پہنچی۔ اور برابر توحید اور اتباع سنت کے رواج دینے اور صفات رب العالمین کے ظاہر پر جاری کرنے اور شرک اور بدعتوں اور رسموں کے رد کرنے میں مصروف رہے۔ ملک ناوہ کے عالموں نے اس وقت کو غنیمت سمجھا کہ اس وقت پہاڑوں میں تو ان کا کوئی مددگار نہیں ہے۔ سینکڑوں لوگوں کو جمع کر کے آپ پر چڑھ آئے۔ اور آپ کے گھروں کو جلا دیا۔ اور چند لوگوں کو آپ کے تابعداروں میں سے زخمی کر گئے۔ مگر آپ کے اور آپ کے اہل و عیال کی رب العٰلمین نے ایسی نگہبانی کی۔ کہ کسی کو ان میں سے

سخت چوٹ نہ لگی۔ سب دشمنوں کے درمیان سے سلامت نکل آئے۔ اور آپ کا اسباب اور کتابیں سب دشمنوں کے ہاتھ میں آئیں بعض عالم اور آپ کے تابعدار مصلحۃً ان کے ساتھ مل گئے اور جب دیکھا کہ یہ ظالم ظلم کرتے ہیں تو جدا جدا ہو گئے۔ اور آپ کے اسباب اور منتشر کتابوں کو ایک جگہ جمع کیا اور اور دشمنوں سے ان کو بچا لیا۔ اور آپ کی خدمت بابرکت میں پہنچا دیا۔ یہ سب رب العالمین کی حفاظت اور حمایت اور تربیت تھی۔ ورنہ ایسے دشمنوں سے مال اور جان کا سلامت رہنا عقل کے خلاف ہے۔ حاصل کلام آپ برے عالموں اور ظالم حاکموں کے ہاتھ سے جور اٹھاتے دربدر اور کوہ بکوہ پھرتے رہے۔ اور جس جگہ پہنچتے وہاں کے لوگ آپ کے مخالف ہو جاتے۔ اور وہاں سے نکال دیتے سبحان اللہ ان امتحانوں اور جلا وطنی اور تمام جہان کی دشمنی میں آپ ایسے مرفہ الحال اور خوش عیش رہتے۔ کہ کوئی امیر آپ سے بڑھ کر اطیب عیش میں نے نہیں دیکھا۔ گویا غیب سے قسم قسم کی نعمتیں آپ کے سر پر برستی تھیں۔ وہ کون نعمت تھی۔ جو آپ کے پاس ان پہاڑوں میں نہیں پہنچتی تھی ان دنوں میں امیر دوست محمد خان نے شہر ہرات میں وفات پائی۔ چونکہ ان پہاڑوں میں آپ کوئی سکونت کی جگہ نہیں پاتے تھے۔ پھر اپنے وطن کی طرف کہ وہاں کے باشندے آپ کے عقیدت مند تھے مراجعت کی امیر شیر علیخان ملک کا امیر ہوا۔ انہیں برے عالموں نے امیر شیر علی خان کو آپ کی ایذا دینے پر ترغیب دی۔ آپ امیروں کی ملاقات سے نہایت نفرت رکھتے تھے۔ اس قدر امتحانوں میں بھی کبھی آپ کسی امیر کے پاس نہ گئے۔ امیر وقت کے نام ایک خط اس مضمون کا لکھا۔ کہ میں مظلوم ہوں اور حاسدوں کے افترا اور تہمت کے ساتھ تمہارے باپ نے مجھ کو اپنے ملک سے بدر کر دیا تھا تم اس کام میں اپنے باپ کی تابعداری نہ کرو۔ امیر نے جواب میں لکھا کہ میں ایک شخص کی تمام رعایا کے خلاف رعایت نہیں کر سکتا۔ تم کو لازم ہے۔ کہ ہماری ولایت سے باہر ہو جاؤ۔ آپ حیران ہوئے۔ کہ اب کس طرف جاؤں۔ اور کوئی جگہ بھاگنے کی نہ دیکھی جنگل کی کسی غار میں اکیلے جا کر چھپ گئے۔ اور کچھ مدت پوشیدہ رہے۔ ان دنوں میں یہ الہام ہوا۔

فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِينَ ظَلَمُوا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

پھر کٹ گئی جڑھ ان ظالموں کی اور تعریف ہے واسطے اللہ کے جو رب ہے سارے جہان کا۔

اور یہ شعر بھی الہام ہوا۔ ؎

ای مدعی ہیچ کہ سر ہیچ میشوی ؎ من سبزہ دمیدہ ز بستان کیستم

انہیں دنوں میں اس کی سلطنت الٹ پلٹ ہو گئی۔ اور اس کا اقبال ادبار کے ساتھ بدل گیا۔ اور وہ اپنی سلطنت سے جدا ہو کر ہرات چلا گیا۔ پھر محمد افضل خاں اور محمد اعظم خان کی سلطنت کی نوبت پہنچی۔ بُرے مولویوں دین فروش جاہ عزت کے طالبوں اور دین و آخرت کے تارکوں نے پھر وہی تہمتیں اور جھوٹ محمد افضل خان اور محمد اعظم خان کے کانوں تک پہنچائی اور طرح طرح کے وسواس اور وہم اُن کے دلوں میں ڈال دیئے۔ اور آپ تو کسی حاکم کے پاس جاتے ہی نہ تھے۔ وقت کے امیر محمد افضل خان نے مقر کے حاکم کے نام پروانہ لکھا کہ فلاں شخص کو بے خبر پکڑو۔ خبردار ہاتھ سے نہ جاوے۔ سردار محمد عمر نے اسی وقت ایک سلحدار سواروں کا رسالہ رات رات بھیجدیا۔ جنہوں نے آدھی رات کے قریب مکان کا گھرا احاطہ کر لیا۔ اُنہوں نے آپ کو پکڑ لیا۔ اور آپ کو اور آپ کے تمام اسباب اور کتابوں کو ملک کے صوبہ سردار محمد عمر خان پسر امیر دوست محمد خان کے پاس لاکر حاضر کیا۔ اور آپ کے فرزندوں میں سے مولوی محمد صاحب مرحوم اور مولوی عبد اللہ صاحب مرحوم اور مولوی عبد الجبار صاحب مرحوم اُس وقت آپ کے ہمراہ تھے۔ سب لوگوں کو یہی یقین تھا۔ کہ وہاں پہنچتے ہی سخت سزا دیئے جاوینگے۔ جب آپ وہاں پہنچے۔ تو صوبہ دار صرف آپ کا مبارک چہرہ دیکھ کر نرم ہو گیا۔ ادب کے ساتھ بولا۔ کہ آپ کیوں اس اپنے راستہ کو چھوڑ نہیں دیتے۔ جو کچھ وقت کے مولوی کرتے ہیں۔ آپ بھی اُن کے ساتھ شریک ہو جائیں سردار محمد عمر کے جرنیل نے کہا۔ کہ اس شخص کو میرے ہاتھ میں دو۔ میں اس کو توپ سے اڑا دوں آپ نے جواب میں فرمایا۔ مجھ کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ میں کتاب اور سُنت کو جاری کروں۔ بارہا مجھ کو الہام ہوا ہے

یَا عَبْدِیْ هٰذَا کِتَابِیْ وَ هٰذَا عِبَادِیْ فَاقْرَءْ کِتَابِیْ عَلٰی عِبَادِیْ۔ یعنی اے میرے بندے یہ میری کتاب ہے اور یہ میرے بندے ہیں پس پڑھ میری کتاب میرے بندوں پر۔

اور یہ بھی الہام ہوتا ہے۔

وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِیْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَالَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ اور کبھی تو چلا ان کی خواہشوں پر بعد اس علم کے جو تجھ کو پہنچا ہے تو تیرا کوئی نہیں اللہ کے عذاب سے حمایت کرنیوالا دوست نہ مددگار۔

میں محکم قصد اور مصمم ارادہ رکھتا ہوں۔ کہ جب تک جان بدن میں ہے اور سر تن پر کتاب

وسنت کی خدمت میں سرگرمی سے کوشش کروں یہ مصیبتیں کیا ہیں جو مجھ پر آتی ہیں۔ میں تو اپنے مالک سے یہی چاہتا ہوں کہ اس راہ میں پارہ پارہ کیا جاؤں۔ اور میری انتڑیاں اور روودے جنگل کے درختوں اور کانٹوں پر ڈالی جاویں۔ اور پھر ان کو کوّے اپنی چونچیں ماریں اور دل کے جوش کے ساتھ اور بھی ایسی باتیں کیں کہ اس مجلس کے لوگ کیا صوبہ دار اور کیا دوسرے سب رو رہے تھے۔ سردار کے جرنیل نے کہا۔ ظاہر میں تو یہ شخص خوب ہے ملک کے صوبہ سردار محمد عمر نے کہا کہ بخدا اس شخص کا باطن بھی خوب ہے۔ تو نہیں دیکھتا کہ ولایت کا دم بھرتا ہے۔ اُسی وقت حکم دیا۔ کہ اسی وقت ان کا تمام اسباب اور کتابیں ان کے گھر پہنچا دو۔ اور اس ملک کے قاضیوں اور عالموں کو مباحثہ کے واسطے طلب کیا۔ سب علما جمع ہوئے ان مولویوں کے سرگروہ ابن موت مقری تھے۔ اُس نے صوبہ کے سامنے گفتگو شروع کی۔ آپ نے اپنے چھوٹے لڑکے کو کہ اُس وقت اُس کی عمر بیس سال کی تھی پیش کیا مجلس کے تمام لوگ حیران تھے۔ کہ یہ چھوٹا سا لڑکا ان اعلام کا کیونکر مقابلہ کر سکیگا۔ مگر چونکہ اللہ تعالیٰ حق والوں کے ساتھ ہے۔ وہ لڑکا ایسا غالب آیا۔ کہ صوبہ اور مجلس کے اعیان آفرین آفرین کہنے لگے۔ اور باہر اندر شور و غل پڑ گیا۔ کہ ایک چھوٹے سے لڑکے نے تمام عالموں اور قاضیوں کو ساکت اور ملزم کر دیا۔ اُسی وقت ملک کے صوبہ نے امیر افضل خان اور اعظم خان کے کے نام خط لکھا کہ حسب الحکم آپ کے میں نے اس شخص کو گرفتار کیا۔ اور اس نواح کے علماء اُس کے ساتھ مناظرہ کرنے کے لئے حاضر ہوئے۔ لیکن ان سے کچھ نہ بنا۔ بلکہ ملزم اور ساکت ہو کر چلے گئے۔ یہ شخص صالح اور فقیر ہے۔ اور دنیا کے اسباب سے بالکل عاری ہے جو کچھ حکم ہو۔ ارقام فرماویں انہوں نے جواب میں لکھا۔ کہ تمام احتیاط کے ساتھ بلا درنگ شہر کابل میں ہمارے پاس ان کو پہنچا دو۔ ملک کے صوبہ نے اُسی وقت سوار آپ کے ساتھ مقرر کئے۔ اور کابل میں پہنچا دیا۔ ملا مشکی اور ملا نصر اللہ وغیرہ امیر افضل خان اور اعظم خان کے پاس گئے۔ اور کہا کہ امیر دوست محمد خان کے عہد میں ہم اس کا کفر ثابت کر چکے ہیں۔ اب دوبارہ تحقیق کی حاجت نہیں سب نے متفق ہو کر قتل کا فتویٰ لکھا۔ مگر ملا مشکی کہ وہ اُن میں سے قدرے انصاف رکھتا

لہ اس سے مراد مولوی عبد الجبار صاحب ہیں۔ جنہوں نے اس رسالہ کو بنایا ہے۔ ۱۲

تھا۔ اُس فتویٰ میں ان کا شریک نہ ہُوا۔ بہت گفتگو کے بعد قتل کے فتویٰ کو چھوڑ گیا۔ اور یہ فتویٰ دیا۔ کہ دُرّے مارے جاویں۔ اور سر اور داڑھی مونڈی جاوے اور منہ کالا کیا جاوے اور گدھے پر سوار کر کے مشہور کیا جاوے۔ اور جب اُنہوں نے یہ فتویٰ لکھا۔ تو اُس وقت سے لیکر اجراءِ حکم تک آپ اور آپ کے تینوں بیٹے بحکم امیر نظر بند رہے۔ امیر محمد افضل خان نے بڑے عالموں اور محمد اعظم خان کی رعایت کے واسطے مجبوراً ان کی مرضی کے مطابق حکم کر دیا۔ اور اسی طرح کا فتویٰ بڑے عالموں نے امام مالک کے حق میں جعفر بن سلیمان مدینہ کے حاکم کو دیا تھا۔ جب امام مالک نے فتویٰ دیا۔ کہ مکرہ کی طلاق واقع نہیں ہوتی۔ جیسا کہ ابو نعیم نے حلیۃ الاولیا میں وہب بن منبہ سے نقل کیا ہے۔

اَنَّ مَالِكًا لَمَّا ضُرِبَ وَحُلِقَ وَحُمِلَ عَلٰى بَعِيْرٍ فَقِيْلَ لَهٗ نَادِ عَلٰى نَفْسِكَ قَالَ فَقَالَ اَلَا مَنْ عَرَفَنِيْ فَقَدْ عَرَفَنِيْ وَمَنْ لَّمْ يَعْرِفْنِيْ فَاَنَا مَالِكُ ابْنُ اَنَسِ ابْنِ عَامِرٍ الْاَصْبَحِيُّ وَاَنَا اَقُوْلُ طَلَاقُ الْمُكْرَهِ لَيْسَ بِشَيْءٍ قَالَ فَبَلَغَ جَعْفَرَ ابْنَ سُلَيْمَانَ اَنَّهٗ يُنَادِيْ عَلٰى نَفْسِهٖ بِذٰلِكَ فَقَالَ اَدْرِكُوْهُ فَاَنْزِلُوْهُ

یعنی امام مالک کو جب درے مارے گئے۔ اور ان کا سر اور داڑھی مونڈی گئی۔ اور اونٹ پر سوار کئے گئے۔ تو کسی نے کہا۔ کہ آپ خود منادی کرو۔ کہ میں نے یہ کام کیا ہے اور مجھ کو یہ سزا ملی کہا وہب بن منبہ نے پس فرمایا امام مالک نے سنو اے لوگو۔ جو شخص مجھ کو پہچانتا ہے وہ تو پہچانتا ہے اور جو مجھ کو نہیں پہچانتا تو میں ہوں مالک بیٹا انس کا جو بیٹا تھا عامر اصبحی کا اور میں کہتا ہوں کہ مجبور کی طلاق واقع نہیں ہوتی کہا وہب بن منبہ نے پھر جعفر بن سلیمان کو یہ خبر پہنچی۔ کہ امام مالک اپنے نفس پر یہ منادی کر رہے ہیں۔ وہ بولا کہ پاؤ اُس کو اور اونٹ سے اُتار دو۔ انتہیٰ۔

اور اُس کی غرض اس تعزیر سے یہ تھی۔ کہ اس فتویٰ دینے سے امام مالکؒ باز آویں اور امام مالک کو اس مسئلہ کے اشتہار کا موقع مل گیا۔ اس لئے حاکم نے کہہ دیا۔ کہ جلد پہنچو۔ اور اتار دو۔ ایسا نہ ہو۔ کہ یک نشد دو شد کا مصداق ہو جاوے۔ اللہ اکبر۔ کوئی شخص ان حاکموں اور عالموں سے ایسا نہ نکلا۔ جو اس قدر کہتا کہ اس فتوے کا کیا ثبوت ہے۔ اور اس کی کیا دلیل ہے۔ فقط۔ مدعیوں کی باتوں کو سند پکڑا اور مدعا علیہ سے کسی نے نہ پوچھا۔ کہ آیا یہ باتیں فی الواقع ہیں یا آپ پر بہتان باندھتے ہیں۔ آپ کو سمیت تینوں بیٹوں کے تمام شہر میں مشہور کیا۔ خاص آپ کو سو دروں سے زیادہ لگائے ہونگے۔ تین آدمی نوبت بنوبت آپ کو مارتے تھے۔ جب ایک تھک جاتا تو دوسرا اُس کے ہاتھ سے درہ پکڑ لیتا۔ سب لوگوں کو یہی یقین تھا۔ کہ آج آپ فوت ہو جاویں گے۔ کیونکہ آپ معمّر

اور ضعیف تھے۔ اسی اثنا میں ایک ظالم طرار زبردست آیا۔ اور بڑے غصے سے اُس نے محتسب کے ہاتھ سے درہ چھین لیا۔ اور بولا کہ تو آہستہ آہستہ مارتا ہے پھر اس نے اور زور زور سے مارنا شروع کیا جب اُس نے کئی بار درہ مارا تو دوسرے لوگ بولے کہ اے ظالم تو نے ان کو مار ڈالا اور درہ اس کے ہاتھ سے چھین لیا۔ ایک دن امام نووی کی کتاب ریاض الصالحین آپ کے سامنے پڑھی جارہی تھی۔ جب یہ حدیث آئی۔

مَا يَجِدُ الشَّهِيدُ مِنْ مَسِّ الْقَتْلِ إِلَّا كَمَا يَجِدُ أَحَدُكُمْ مِنْ مَسِّ الْقَرْصَةِ

یعنی شہید کو مقتول ہونے کے وقت اتنی درد بھی نہیں ہوتی جتنی ایک تمہارے کو چیونٹی کے کاٹنے سے درد ہوتی ہے۔

تو فرمایا۔ میں باوجودیکہ شہید بھی نہیں ہُوا تھا۔ شہر کابل میں وہ پہلوان جو مجھے نہایت زور سے مارتا تھا۔ مجھے خبر بھی نہ تھی۔ کہ مجھے مار رہا ہے یا کسی اور کو۔ مولوی عبدالاحد خانپوری نے ایک دن عرض کی۔ کہ میرے حق میں دعا کرو۔ کہ اللہ تعالیٰ ایمان میں استقامت دیوے۔ فرمایا کہ میں اُس شخص کے حق میں بھی دعا کرتا ہوں۔ جو کابل میں مجھ کو نہایت سختی سے مارتا تھا۔ کہ یا اللہ اس کو معاف کر اور اس کو بہشت میں داخل کر کیونکہ وہ جاہل تھا۔ جانتا نہ تھا۔ تمہارے واسطے کیوں دعا نہ کروں۔ بلکہ میرے دل سے بے اختیار تمام مسلمانوں کے لئے دعا نکلتی ہے جو آدم سے اس دم تک پیدا ہوئے ہیں۔ اور اس وقت کے کافروں کے واسطے بھی ہدایت کی دعائیں کرتا ہوں۔ جو زندہ ہیں۔ کئی دفعہ آپ کی زبان مبارک سے میں نے سنا کہ فرمایا کرتے تھے جن لوگوں سے میں نے قسم قسم کی تکلیفیں اور گوناگوں ضرر اُٹھائے ہیں میں نے سب کو معاف کر دیا قیامت میں اللہ تعالیٰ میرے لئے کسی کو نہ پکڑے۔ جب وہ ظالم اس زدو کوب اور تشہیر سے فارغ ہوئے اور آپ کو سمیت بیٹوں کے قید خانہ میں لے گئے۔ تو بعض دوستوں نے کہا کہ اس زدو کوب کا کچھ علاج کرنا چاہئے۔ ورنہ آپ ہلاک ہو جاویں گے۔ جب دیکھا تو آپ کی پشت مبارک پر تھوڑی سی سُرخی بھی نمودار نہیں تھی۔ گویا آپ کو کوئی چوٹ ہی نہیں لگی تھی۔ کابل کے امیروں میں سے ایک عالم گل خان نام کہتا تھا کہ مجھ کو بسبب اس واقعہ کے آپ کے ولی ہونے پر یقین کامل ہو گیا۔ کیونکہ اس قدر سخت اگر میرے اس ہاتھی کو مارتے تو بخدا یہ بھی ہلاک ہو جاتا لیکن اس شخص کو باوجود اس قدر ضعف اور کلاں سالی کے کچھ نہیں ہُوا۔ اس واقعہ عظیمہ کے بعد

آپ کو یہ الہام ہوا۔

وَجَزَاھُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّۃً وَّحَرِیْراً — اور بدلا دیا ان کو اس پر کہ اُنہوں نے صبر کیا بہشت اور کپڑے ریشمی۔

آپ کے دوستوں میں سے ایک شخص آپ کے پاس قید خانہ میں آ کر اس واقعہ پر رونے لگا فرمایا تو کیوں روتا ہے۔ عزت اور ڈاڑھی کیا چیز ہے۔ جو مولیٰ کی راہ ورضا میں چلی گئی شکر کرو۔ کہ دین ہاتھ سے نہیں گیا۔ رونا تو مخالفین کو چاہئے۔ کہ دین سے وہ ہاتھ دھو بیٹھے۔

اَفْسَدُوْا عَلَیَّ دُنْیَایَ وَاَفْسَدْتُّ عَلَیْھِمْ دِیْنَھُمْ — یعنی اُنہوں نے میری دنیا کو خراب کر دیا اور میں نے اُن کے دین کو خراب کر دیا۔

دو سال اپنے بیٹوں کے ساتھ قید رہے۔ اُن سنگدل حاکموں کی طرف سے ایک حبہ بھی آپ کے خرچ کے لئے مقرر نہ تھا۔ بس قید خانہ میں ڈال گئے اور پھر خبر نہ لی۔ شہر کے لوگوں کے دلوں میں اللہ کی طرف سے القا ہو گیا۔ وہ ہر وقت قسم قسم کے کھانے اور پھل آپ کے سامنے لاتے۔ اور اس قدر فراخی تھی۔ کہ اپنے گھروں میں کبھی اس قدر فراخی نہیں دیکھی تھی۔ امیر افضل خان بعارضہ وبا مر گیا۔ اس کے بعد امیر اعظم خان تخت پر بیٹھا اس کمبخت ظالم نے خان ملا خان عبدالرحمٰن نام کے بہکانے سے عین گرمی کے موسم میں پیادہ پا آپ کو بغیر زاد راہ پشاور کی طرف نکال دیا۔ اور سخت دل سپاہیوں کو آپ کے ساتھ مقرر کیا کہ بہت جلد آپ کو پشاور پہنچا دیں۔ اوپر سے گرمی کی آگ برستی تھی۔ اور نیچے سے زمین کی تپش کے ساتھ پاؤں جلتے تھے۔ اور سنگدل سپاہیوں کی وجہ سے جو آپ کے پیچھے تھے آرام کی نوبت نہ ملتی تھی۔ اس سفر میں آپ کے دو خادم آپ کے ساتھ تھے۔ ایک ملا سفر نام اور ایک طاہر اد نام جب آپ چل نہ سکتے تو ملا سفر اللہ تعالیٰ اس کو دارین میں عزیز کرے آپ کو اپنی پیٹھ پر اٹھا لیتا الغرض نہایت تکلیف کے ساتھ پشاور پہنچے۔ اسی سبب سے ملا سفر احلا عبداللہ کے نام سے مشہور ہو گیا اس اثنا میں آپ کو کئی بار یہ الہام ہوا۔

فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ — پھر کٹ گئی جڑ اور ان ظالموں کی اور تعریف ہے واسطے اللہ کے جو رب ہے سارے جہان کا۔

اور اسی طرح یہ القا ہوا۔

اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِیْنَ مُنْتَقِمُوْنَ تحقیق ہم گنہگاروں سے بدلہ لینے والے ہیں۔

ایک ماہ پورا نہ گذرا ہو گا۔ کہ اس کی سلطنت نہ رہی۔ اور ہزیمت کھا کر نکل گیا۔ اور کوہ بکوہ سرگردان وحیران پھرا کیا۔ اور اس کے اہل وعیال جو عمر بھر کبھی گھر سے باہر نہیں نکلے تھے۔ اُس کے پیچھے ان کو بھی نکالدیا گیا۔ کریمہ

فَلَمَّا اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ پھر جب غصے میں لائے ہم کو بدلہ لیا ہم نے اُن سے۔

کے مضمون کے مطابق امیر دوست محمد خان کے خاندان کو اللہ عزوجل نے اپنی قدرت کاملہ کے ساتھ ایسا پراگندہ اور منتشر کیا۔ کہ گویا کریمہ

فَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِیْثَ وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ پھر کر ڈالا ہم نے اُن کو کہانیاں اور چیر کر ڈالا ان کو ٹکڑے ٹکڑے

کے مصداق یہی ہیں۔ کہ ملک پشاور اور پنجاب اور ہندوستان میں نصاریٰ کے ہاتھ میں محبوس ومقید ہیں۔ اور بعض اُن میں سے جنگلوں اور پہاڑوں میں پریشان وسرگردان ہیں ایسا کیوں نہ ہو ہمارے مالک کا فرمان

مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ بَارَزَنِیْ بِالْحَرْبِ جو دشمنی کرے ہمارے کسی دوست سے تو وہ تیار ہوا ہمارے مقابلے کو

بالکل سچا ہے وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِیْلًا یعنی اور اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کس کی بات سچی ہے۔

ان مصیبتوں اور تکلیفوں کی مدت پندرہ سال کامل تھی۔ جب پشاور پہنچے تو تھوڑی مدت یہاں توقف فرمایا۔ اور اس جگہ سے بعض دوستوں کے استدعا سے ملک پنجاب کے شہر امرتسر میں پہنچے۔ اور کتاب وسنت کے رواج دینے میں ایسی کوشش فرمائی کہ توحید اور اتباع سنت اور عقائد کی بہت کتابیں اور رسالے عام لوگوں کے نفع کے واسطے فارسی اور اردو زبان میں ترجمہ کروا کر چھپوا دیئے۔ اور لِلّٰہ تقسیم کر دیئے۔ الحمد للہ جس قدر خوش عقیدہ لوگ کہ آج کل اس شہر امرتسر میں موجود ہیں۔ گمان نہیں کہ ہندوستان اور خراسان کے شہروں میں سے کسی شہر میں اس قدر خوش عقیدہ لوگ موجود ہوں۔ باوجودیکہ یہ شہر ہندوؤں اور کافروں کا قرار گاہ ہے۔

یَفْعَلُ اللّٰهُ مَا یَشَآءُ وَیَحْكُمُ مَا یُرِیْدُ کرتا ہے اللہ جو چاہتا ہے اور حکم کرتا ہے جو چاہتا ہے۔

اپنی اخیر عمر میں سورہ کریمہ

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّہٗ كَانَ تَوَّابًا

جب پہنچ چکی مدد اللہ کی اور فیصلہ اور تو نے دیکھے لوگ داخل ہوتے اللہ کے دین میں فوج فوج اب پاکی بول اپنے رب کی خوبیاں۔ اور گناہ بخشوا اس سے بیشک وہ معاف کرنیوالا ہے۔

کے موافق تمام مشاغل کو ترک کر دیا۔ اور کریمہ

اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْیَوْمَ اِنْسِیًّا

میں نے مانا ہے رحمٰن کا روزہ سو بات نہ کرونگی آج کسی آدمی سے

کے مضمون کے مطابق ضروری بات کے سوا کسی سے کلام نہ کرتے۔ اور اپنے رب کی طرف متوجہ رہتے ایک دن ایک آدمی مستفیدین میں سے آپ کے پاس ایک امر کی شکایت لے گیا آپ نے فرمایا میں دنیا میں نہیں ہوں۔ فقط۔ میرا ظاہر بدن دنیا میں آپ کا مشاہدہ کرتا ہے۔ ورنہ میں آخرت میں ہوں اور واقع میں بات اسی طرح تھی کہ صرف آپ کے دیکھنے سے خدا یاد آتا تھا۔ اور آپ کی صحبت میں بیٹھنے سے تمام خطرے اور فکر ذرات کی طرح اڑ جاتے۔ اگر کوئی شخص اتفاقاً آپ سے دنیوی امر پوچھتا تو جواب میں فرماتے سے بسودائے جانان زجان مشتغل۔ بذکر حبیب از جہان مشتغل۔ روپیہ آپ ٹھیکریوں کی طرح سمجھتے تھے صدہا روپے آپ کے پاس آتے۔ اور جس مجلس میں وہ روپے آپ کو ملتے اسی مجلس میں مصارف میں بانٹ دیتے۔ یتیم اور مسکین آپ پر اس قدر دلیر ہو گئے تھے۔ کہ جس وقت آپ کے پاس حاضر ہوتے جس قدر روپیہ کرتا آپ کے ہاتھوں اور دامن سے کھینچ لیتے۔ اور آپ مسکراتے رہتے اور کچھ برا بھلا نہ کہتے۔ جو لوگ پیچھے رہ جاتے ان کو کچھ نہ ملتا۔ آپ کے جیب اور رومال اور دامن تلاش کرتے۔ کہ شاید کچھ ہاتھ آ جاوے آپ اپنے سب کپڑے تبسم کرتے کرتے ان کو دکھا دیتے۔ اور فرماتے۔ کوئی چیز نہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ جس وقت کہ اور روپیہ آئیگا۔ تم کو دیا جاویگا بخدا میں نے یہ معاملہ کئی بار اپنی آنکھوں سے دیکھا تسبیح اور تحمید اور دعاؤں کے سوا آپ کا کوئی دوسرا شغل نہ تھا۔ یہاں تک کہ ۱۷ ربیع الاول ۱۲۹۶ھ میں آدہی رات اللہ کو جا ملے۔ اور زوال کے بعد ظہر کی نماز سے پہلے دفن کئے گئے۔ آپ کے جنازہ پر اس قدر ازدحام تھا کہ بسبب کثرت لوگوں کے بازار بند ہو گئے۔ موافق و مخالف بے اختیار آپ کے جنازہ کے پیچھے دوڑتے اور جنازہ اٹھانے کی نوبت شہر کے رئیسوں کو ملتی تھی۔ تا دوسروں کو کیا پہنچتا اس دن امام احمد

بن حنبل رحمہ کے قول کی سچائی معلوم ہوئی۔
اَلْفَرْقُ بَیْنَنَا وَبَیْنَ اَھْلِ الْبِدَعِ یَوْمَ الْجَنَائِزِ یعنی ہمارے اور اہل بدعت کے درمیان جنازوں کے دن فرق معلوم ہوتا ہے۔
وہ ازدحام کہ آپ کی نعش مبارک کو ہاتھ لگانے میں دیکھا گیا۔ اس ازدحام سے کم نہ تھا۔
جو حجر اسود کو چومنے کے وقت ہوتا ہے۔ ہزاروں لوگ آپ کے جنازہ پر حاضر تھے۔ اور چند روز تک آپ
کی قبر پر نماز جنازہ پڑھتے رہے۔ اور رونیوالے اور آنسو بہانے والے لوٹتے اور ہندوستان اور پنجاب
اور پشاور کے اکثر شہروں میں غائبانہ آپ پر جنازہ پڑھا گیا۔ جو الہام اور خوابیں آپ کو کتاب اور سنت
پر ثابت رہنے اور خلق اللہ کو کتاب و سنت کی طرف بلانے اور تقوے اور توکل اور صبر اور خشیت
اور زہد اور قناعت و ترک ماسوی اللہ اور انابت اور آپ کے مقام امانت میں پہنچنے اور آپ کی حفظ
اور نصر اور مغفرت کے وعدہ پر ہوئی ہیں۔ وہ سینکڑوں بلکہ ہزاروں تک پہنچتی ہیں ان کے جمع کے
لئے ایک بڑی کتاب چاہیئے۔ آپ کی مرقد مبارک شہر امرتسر کے متصل دروازہ سلطان ونڈ کے باہر
عبدالصمد کاشمیری کے تالاب کے کنارے پر ہے۔ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَاَرْضَاہُ وَجَعَلَ جَنَّۃَ الْفِرْدَوْسِ
مَنْزِلَہٗ وَمَاْوٰہُ اٰمِیْنَ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ آپ اگرچہ سلوک کی کتابوں اور صوفیہ کے مشاغل مروجہ سے
پہلے ہی سے بری تھے لیکن جذبہ غیبی کے پہنچنے کے بعد اپنے آپ میں صوفیہ کے مشاغل کے ثمرات
اور آثار کسی کی تعلیم کے سوا مشاہدہ کرتے تھے۔ رفتہ رفتہ صوفیہ کے طریق کے مطابق اس راہ طالبوں
کو تعلیم دینے لگے۔ اور ہمیشہ بہمہ تن ہدایت کی زیادتی کے لئے اللہ تعالےٰ کے آگے گریاں اور نالاں
رہتے۔ گویا آپ کا بدن اللہ تعالیٰ کی طرف رغبت کرنے اور اس سے ڈرنے کی تصویر تھا محققین محدثین
کی کتابوں کے طلب میں خاص کر ابن تیمیہ اور ابن قیم کی تصانیف کی طلب میں سبحان اللہ کس
شوق سے عاجزی اور زاری کرتے۔ کہ کبھی سیر نہ ہوتے۔ ان دونوں عالموں کے ساتھ زیادہ
محبت رکھتے تھے۔ اور اکثر اہل علم پر ان کو فضیلت دیتے۔ اور فرماتے کہ شاہ ولی اللہ جیسوں
کی نسبت ان دونوں شیخوں کے ساتھ ایسی ہے جیسی علی حفظہ اللہ کی نسبت شاہ ولی اللہ
کے ساتھ اور ابن تیمیہ کی فضیلت میں فرمایا کرتے تھے۔ میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ جس دن نور
تقسیم ہوا ابن تیمیہ کو نور کا ایک بڑا حصہ ملا زاد المعاد کی طلب میں دل کے جوش سے زاری
کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے۔ یا ارحم الراحمین زاد المعاد کو میری آخرت کا توشہ بنا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی

دعا قبول کرنے میں اس قدر جلدی فرماتا۔ یہانتک کہ مستجاب الدعوات ہونا آپ کا ہندوؤں میں
بھی مشہور تھا۔ آخر الامر اللہ تعالیٰ کی ولایت سے جس کے ساتھ وہ متوکلوں کو خاص کرتا
ہے۔ اور اندھیروں سے نکالکر ان کو نور میں لاتا ہے۔ صوفیہ کے تمام مشاغل مستحدثہ کو ترک کر کے
ان کو بدعت کہنے لگے۔ کل بدعۃ ضلالۃ کے مضمون کے مطابق مولوی عبد اللہ ساکن قلعہ
نے جو غلام رسول کے نام سے مشہور ہیں آپ کے حالات اور واردات چند ورق میں لکھے ہیں
ایک دن وہ رسالہ آپ کے پاس ایک شخص پڑھ رہا تھا۔ اس رسالے کے آخر میں آپ نے یہ چند
حرف اپنے ہاتھ سے لکھے۔ (در آخر ہمہ اشغال را ترک کردند بجز تلاوت کلام اللہ وادعیۂ ماثورہ واز
بدعت احتراز میکرد و خواہ بدعت اصلی باشد یا وصفی) انتہٰی۔ کلامہ رضی اللہ عنا وعنہ۔ بارہا کہا کرتے
کہ صوفیوں کا عذر لطیفوں وغیرہ کے احداث میں کہ ہم ان امور کو اصلی مقصود نہیں جانتے۔ بلکہ
اس لئے کہ دل قرآن اور اذکار مسنونہ کے انوار سے دور ہیں۔ ان امور کو ہم ناچار منضج اور
مسہل کی طرح کہ غذا کے ہضم کی استعداد حاصل کرنے کے لئے ہوتی ہیں۔ درجہ احسان حاصل کرنے
کے لئے جو کلی مطلوب ہے۔ قرار دیتے ہیں۔ یہ ان کا عذر مقبول نہیں ہے۔ بدعت کیا ہے نیا نکالنا
کسی کام کا دین کے کاموں سے جس کا قرون خیر میں باوجود مقتضی اور عدم مانع کے رواج نہ ہوا۔
اگرچہ ان امور میں مشغول ہونے کی حاجت ان قرنوں میں نہ تھی۔ کیونکہ خود بخود صرف حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کی صحبت بابرکت اور ان کے انوار کی غالب چمک سے احسان کے
مرتبہ کو پہنچ جاتے تھے۔ اور تجدہ تجاہک کا درجہ پاتے تھے۔ اب بھی ان امور میں مشغول ہونے کی
ضرورت نہیں ہے۔ جو کچھ ہے ہمارا قصور ہے۔ احداث کا سبب اگر لوگوں کا قصور ہو۔ تو
احداث کا مجوز نہیں ہو سکتا۔ جیسے کہ مروان کا یہ عذر عید کے خطبہ کے مقدم کرنے میں عید کی نماز
پر کہ لوگ نماز سے فراغت پاکر متفرق ہو جاتے ہیں۔ اس کے بدعت کا مجوز نہ ہوا۔ بلکہ اس کا یہ کام
بدعت سمجھا گیا۔ کیونکہ اس کا قصور تھا۔ کہ خطبہ کو سنت کے موافق نہ کہتا تھا۔ اور اس میں اسلام
اور مسلمین کی مصلحتیں بیان نہ کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لِأُنذِرَكُم بِهِ وَمَن بَلَغَ — تو کہ خبردار کروں تم کو ساتھ اس قرآن کے اور جس کو یہ قرآن پہنچے۔

اور فرماتا ہے۔

وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ الآیۃ اور بھیجا اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کو اُن کی طرف بھی جو اور ہیں اور وہ ابھی نہیں ملے مسلمانوں سے۔

نفس کے پاک کرنے کے لئے قرآن مجید کی تلاوت اور اذکار مسنونہ کا صبح وشام پڑھنا بلا شک کافی اور شافی ہے۔ بشرطیکہ خیال اور کمال توجہ اور ماسوا سے منقطع ہو کر ان کے انوار کے ساتھ اکتفا کریں۔ جیسے صوفیہ کے اشغال میں توجہ کرتے ہیں۔ اگر اس سے تھوڑی تسبیح اور تحمید وغیرہ کے معانی میں توجہ فرماویں۔ تو سبحان اللہ ایسا خالص نور حاصل کریں۔ کہ قوم کے مشاغل نوپیدا کی کوئی حاجت نہ رہے۔ ان امور کے نکالنے کا سبب محض ہمارا قصور ہے وبس اور وہ حالت اور مقام جو سنت کے طریق کے سوا حاصل ہوتی ہے وہ اللہ کے نہ قریب کرتی ہے اور نہ اُس کے ہاں مقبول ہوتی ہے۔

وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ اور نہیں فائدہ دیتا مال والے کو اللہ کے عذاب سے اس کا مال۔

مثلاً وہ مال جو باج کے ذریعہ سے حاصل ہوا ہے۔ جس میں شارع کی اجازت نہیں ہے۔ اگر اس مال کو خدا کے راہ میں خرچ کرے۔ تو اللہ تعالیٰ پاک ہے پاک کے سوائے دوسری چیز کو قبول نہیں کرتا۔ آپ کا طریق بہت سیدھا تھا۔ نہ افراط تھا۔ نہ تفریط تھی۔ یعنی کل سُنی صوفیوں کو اور خصوصاً اویسیوں کو زیادہ دوست رکھتے تھے۔ اور خطاء اور بھول کی وجہ سے ان کو صدیقین کے مرتبہ سے خارج نہیں کرتے تھے۔ اگر کسی صالح صاحب الحال کو اپنے زمانہ میں دیکھ لیتے تو سلف صالح تو بجائے خود رہے۔ تو اس قدر اس کے ساتھ محبت اور اس کی خاطر کی رعایت کرتے کہ دوسروں کو تعجب آتا۔ اہل اللہ کی دوستی کو قرب کا سبب اور برکات کا موجب اور حلاوت ایمان اور لذت ایمان کا مورث اور درجہ احسان تک پہنچنے کا باعث سمجھتے تھے۔

ثَلٰثٌ مَنْ کُنَّ فِیْهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْاِیْمَانِ "تین خصلتیں جس شخص میں ہوں وہ ایمان کی لذت پاتا ہے۔"

اور اہل اللہ پر طعن اور جرح کرنے کو خدا کی درگاہ سے مردود ہونے اور محرومی کا سبب سمجھتے۔ اور ان کے اقوال افعال کو نصوص کے تابع کرتے۔ اور نصوص کے خلاف ان کے اقوال افعال کو نصوص پر مقدم نہ کرتے۔ اور فرماتے کہ ہر ایک شخص کی بات کوئی ماننے کے لائق ہوتی ہے۔ اور کوئی لائق نہ ماننے کے مگر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کہ ان کی سب باتیں مقبول ہیں اور جہاں کسی بات کی سند دستیاب نہ ہوتی۔ ائمہ حدیث کے قول پر اُس کو عرض کرتے خاص کر ابن تیمیہؒ اور

اور ابن قیم کے اقوال پر قناعت کرتے۔ اور اُن کے فتوے کو مقدم جانتے اور توحید اور اثبات
صفات اور بدعت کے مسائل میں اُن کے راہ کو حق اور ان کے خلاف دوسروں کے راہ کو باطل کہتے
اور فرمایا کرتے کہ اہل وحدت وجود جیسے ابن عربی ان کی کتابوں کے مطالعہ کرنے سے میں بارہا رو کا
گیا ہوں۔ اور تفسیر الجاف علی الکشاف کے باب میں تقدیر و مشیت وغیرہما کے مسئلہ میں مجھے یہ الہام
ہُوا ہے۔ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ قرآن مجید کے وہ الفاظ جو آپ کو یاد نہ ہوتے۔ اور نہ آپ
ان لفظوں کے مقام جانتے۔ الہام ہو جاتے۔ پھر حافظوں سے پوچھتے۔ سبحان اللہ کس قدر آپ کو
نوائب حقہ اور مصیبتوں اور اعمال شاقہ پر ثبات اور استقامت تھی۔ بلاشبہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی تربیت
اور ولایت سے تھا۔ بشر کی کیا طاقت ہے۔ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللّٰهِ آپ کے ہاتھ بہت
لوگوں نے بیعت اور توبہ کی۔ ان کو فاتحۃ الکتاب کا ترجمہ اپنے خداداد فکر کے لحاظ سے سناتے تھوڑے
دنوں میں طالب کو ذوق اور محبت کی حالت ہو جاتی۔ اور نماز میں لذت آنے لگتی اور اول وقت قیام
اور رکوع و قومہ سجدہ جلسہ وغیرہ کی تعدیل کے ساتھ ایسی نماز پڑھتے۔ کہ اُس کے حسن اور طول سے کچھ نہ پوچھ
ایسی نماز پڑھتے کہ اپنی جان کی خبر نہ رہتی۔ دیکھنے والوں کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں اور تضرع اور خشوع کا
مشاہدہ رای العین ہوتا یہ وہ ہے جو معلوم کیا اور جانا ہم نے آپ کے حال سے راضی ہو اللہ تعالیٰ آپ سے
اور ہم سے اور یہ وہ ہے جو مشاہدہ کیا ہم نے بغاوت دشمنوں اور حاسدین آپ کے سے وَاللّٰهُ حَسِيبُهُمْ
وَحَسِيبُنَا۔ نواب سید محمد صدیق حسن خان صاحب مرحوم نے اپنی کتاب تقصار میں لکھا ہے شاہ عبداللہ
غزنوی بسے بزرگ بود جامع میان علم حدیث نبوی و علم سلوک سنی در ایثار حق بر خلق از دست اہل بدعت
در وطن جفاہا کشیدہ اشتغال داشت بعبادت و ریاضت و در اشاعت علم حدیث و اتباع سنت و راشلئے
بزرگ بود دریں باب کہ نظیر آں از اہل عصر معلوم نیست دم گیرا داشت ہر کہ بصحبت وے رسیدہ از خلق رمیدہ
و بخالق رسیدہ نماز درس اور نگ حضور دیگرے آورد آلہ بود او آلات اذاعت سنت و جارحہ بود۔ از
جوارح اضاعت بدعت و اماتت محدث در اصول و فروع مماشات بر طریقۂ سلف صالح داشت۔ و
تقلیدات مذاہب و رجال را انگمہ در حصن حصین دین مبین و شرع متین مے انگاشت ہم محدث بود و ہم محدَّث
رویائے صادقہ حسنہ دیدہ و مبشرات صحیحہ آوردہ درین نزدیکی شب سہ شنبہ پانزدہم ربیع الاول ۱۲۹۸ھ

واصل رحمت حق شد و داغ فراق بر دل اہل اتباع و مستفیدان سُنّت سنیہ گذاشت۔ شیخ اہل قرآن

تاریخ وفات اوست کہ مولوی محمد یحییٰ کشمیری در حلیہ نظم برآوردہ اند و قاضی طلا محمد پشاوری مرثیہ او در قصائد عربیہ میمیہ سرائیدہ رحمہ اللہ تعالیٰ و ایانا انتہی مختصراً۔

سوانح عمری مولوی عبداللہ المرحوم از تصنیف مولوی غلام رسول مرحوم ساکن قلعہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى۔ اما بعد یہ ایک مجموعہ ہے۔ جو شامل ہے عبداللہ غزنوی کے حالات غیبیہ اور واردات لاریبیہ کے ایک ٹکڑے پر۔ اور خبر دینے والا ہے ان کے کلمات قدسیہ کے کچھ حصے پر جو وہ نمونہ ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات جامع کا اور وارث کرنیوالا ہے ظاہر اور باطن کے فائدوں کو۔ اور اللہ تعالیٰ اُس کے پورا کرنے کی توفیق دینے والا ہے جاننا چاہیئے کہ آپ کا نام مبارک محمد اعظم ہے قوم عمرزئی سے۔ اور آپ کے باپ دادے بھی ولایت کے ساتھ مشہور ہیں۔ اور آپ کے گاؤں کا نام گیرو ہے۔ ساتھ کاف فارسی اور یائے تحتانیہ کے جو خواجہ بلال کے پہاڑ کے متصل ہے۔ شہر غزنی کے ضلع میں۔ اور چونکہ آپ کا نام مشعر تھا تزکیہ نفس پر۔ اس لئے آپ فرماتے تھے۔ محمد کہ کائنات سے اعظم اور مخلوقات سے افضل ہیں۔ وہ اللہ کے رسول ہیں۔ میرا نام عبداللہ بہتر ہے اسی لئے سب چھوٹے بڑے آپ کے ساتھ بات چیت کرنے کے وقت آپ کو عبداللہ کہتے ولیکن آپ لوگوں کو اُس لقب کے ساتھ جو شرع شریف کے موافق ہوتا یاد فرماتے اور جس نام میں شرک کی بو آتی۔ اس کا بدل دینا آپ کی عادت شریف تھی۔ اور فرماتے تھے۔ کہ جذبہ الٰہی کا آغاز پہلے دن شام کی نماز کے بعد تھا۔ جو خود بخود بلا واسطہ کسی پیر کے جذبہ الٰہی پہنچ گیا۔ اور تمام زور کے ساتھ ماسوی اللہ کو میرے دل سے کھینچ لیا۔ یہانتک کہ تین دن تک مجھ کو اپنے نفس سے کدورت اور ظلمت اس طور پر معلوم ہوتی تھی کہ از خود گندی بو آتی جس سے جی متلانے لگتا۔ اور باقی لوگوں سے بھی دیکھنے کے وقت قے آنے لگتی اور قطع امل یہانتک تھی کہ فانی زندگانی پر کسی طرح کا اعتماد نہ رہا۔ اور مخلوقات سے یہانتک نفرت تھی۔ کہ نماز جماعت کے ساتھ بڑی دشواری کے ساتھ گذاری جاتی۔ اور ذکر کی نسبت اس طرح غالب تھی کہ جو شخص مجھ کو دیکھتا ذکر کرنے لگتا۔ اور کبھی کبھی چھت کی لکڑیوں سے بھی ذکر سنا جاتا اور برف کی بارش کے موسم میں جب میں آگ پر بیٹھتا تو نفی اور اثبات کے وقت جو میں سر کو ہلاتا۔ اسی طرح آگ بھی گھومتی اور اس سبب سے کہ میں نے

کسی شیخ کی صحبت نہیں اُٹھائی تھی۔ اور نہ مشائخ کا حال دیکھا سُنا تھا۔ حیرانی پیش آتی تھی کہ آیا کسی شیخ کے پاس جاکر تعلیم حاصل کروں۔ چنانچہ اسی نواح میں ایک شیخ شاہ صاحب غلام علی دہلوی مجددی احمدی کے مریدوں میں سے ریاضت شاقہ اور چلوں کے ساتھ مشہور تھا ان کے دیکھنے کا دل میں پختہ ارادہ ہُوا۔ چونکہ میں اکیلا راہ کا واقف نہ تھا۔ اور کسی کی ہمراہی بھی ممکن نہ تھی۔ ایک شخص کو راہ بتلانے کے لئے میرے ساتھ کیا گیا۔ اس طرح کہ وہ دُور سے راہ دکھلاوے۔ جب شیخ سے ملاقات ہوئی۔ تو اُس پر حالت آگئی۔ جو خود بخود اپنے سر کو ہلاتا تھا۔ اور اس نے اپنے سارے لطیفے اسی جوش میں ظاہر کئے جو کچھ میں نے اُس صحبت میں دیکھا کسی زمانہ میں نہیں دیکھا۔ پس میں نا اُمید ہو کر واپس آیا۔ اور ایکدفعہ میں نے شیخ سلیمان تونسہ والے کی زیارت کے لئے کہ اس زمانہ میں چشتیہ کی نسبت میں ان کی بڑی مشہوری تھی اور لوگ وہاں آتے جاتے تھے۔ پختہ ارادہ کیا۔ خواب میں دیکھتا ہوں کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ مجھ پر خفا ہوگئے ہیں اور مجھ کو زمین سے اُٹھا لیا ہے اور چاہتے ہیں کہ دے ماریں خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ نے سفارش کے طور پر عرض کیا۔ کہ پھر یہ کسی جگہ نہیں جائیگا۔ اور ان کی تقریروں سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اویسیت کی نسبت رکھتے تھے۔ اور فرماتے تھے۔ کہ ان دنوں میں شیخ عبدالقادر جیلانی کی محبت افراط کی حد کو پہنچی ہوئی تھی۔ ان دنوں میں الہام ہُوا۔ کہ صلّوا علیہ وسلّموا تسلیما پھر درود پڑھنے کے ساتھ میری مجلس معطر ہو جاتی۔ اور عاشقی کی نسبت غالب تھی۔ ایک بزرگ کے بیت آپکے حال کے مطابق ہیں ؎ آنچہ من در خواب دیدم ہیچ بیداری ندید + آنچہ در دیوانگی دیدم ہیچ ہشیاری ندید +
کاسۂ سر از شراب بیخودی سرشار گشت + ہستئ جام محبت ہیچ خماری ندید +

ان دنوں میں ایک امیر نے کابل کے میووں میں سے کچھ میوہ بطور تحفہ بھیجا۔ دُور سے بدبو آنے لگی۔ بظاہر چونکہ اس تحفہ کا رد کرنا ممکن نہ تھا۔ اُس کے جانے کے بعد اپنے گھر میں گڑھا کھود کر وہ میوہ دبا دیا۔ اور ہر طرف سے ارادتمند ٹولے ٹولے آتے تھے۔ اور بیعت اور تلقین کے سوا ذکر کرنے لگتے تا کہ قندھار سے ہرات تک آپ فضلاً اور علماً کی آمدورفت کی جگہ بن گئے۔ اور فرماتے تھے کہ ایک دفعہ گرمی کے دنوں میں سردی کے مکان سے گرمی کے مکان میں جو انتقال کیا گیا۔ تو چولہا اور گھر کے صحن کا گریہ اور نالہ کرنا سُنا گیا۔ اور فرماتے تھے۔ کہ ازبس نسبت نازک تھی اور باطن کی صفائی تھوڑی سی کدورت کے ساتھ لوگوں سے برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ چنانچہ ایک بار

حالت غالب تھی۔ اور لوگوں میں ملنا جلنا ناممکن تھا۔ بکری کے بچّہ کے گوشت کے کھانے کا اتفاق
ہوگیا بصفائی کم ہوگئی۔ اور طبیعت اپنے حال پر آگئی۔ اور یہ آپ کی حکایت اُس کے مشابہ ہے۔ کہ
حضرت خواجہ محمد صادق جو امام ربانیؒ کے بڑے بیٹے تھے۔ اور اپنے پدر بزرگوار کے ساتھ مؤید الدین
خواجہ محمد باقی باللہ کی خدمت بابرکت میں مشرف ہوئے تھے۔ از بس جذبۂ الٰہی کی وجہ
سے مغلوب الحال ہوگئے۔ یہانتک کہ قریب تھا۔ کہ مجنون ہوجاویں خواجہ علیہ الرحمۃ نے
تین دن ان کو بازار کا کھانا کھلایا۔ یہانتک کہ طبیعت اپنی حالت پر آگئی۔ اور فرماتے تھے کہ ایک
دن الہام ہُوا۔ کہ دینی مسائل کی استفسار میں اخوند حبیب اللہ قندہاری کی طرف رجوع کرنا لازم ہے
پھر اس وقت ایک شخص کو ہم نے بعض مشکلوں کے استفتاء دیکر بھیجا۔ کہ اس نام و نشان کے عالم کو
پوچھ کر ان سے مسائل کو حل کراؤ۔ نہ ملا کنڈ سے جو بہت مشہور تھا اور اخوند صاحب گمنام تھے ہر چند
اخوند صاحب مسائل کا جواب دینے سے رُکے۔ اور دوسروں کے حوالے لیکن جب اُس بھیجے ہوئے
نے واضح کیا۔ کہ میں ان مسائل میں دوسروں کی طرف رجوع کرنے کا مامور نہیں ہوں تو جواب
لکھا اسی وقت میں ایک شخص نے تقویت الایمان کا فارسی میں ترجمہ کیا تھا۔ اور عبداللہ صاحب
نے ان بعض اعتراضوں کا جواب چاہا۔ جو ظاہر عبارت پر وارد ہوتے تھے تو اخوند صاحب نے شافی
جواب لکھا۔ کہ کوئی شک و شبہ نہ رہا۔ اور آپ مولوی اسمٰعیل صاحبؒ اور سیّد احمد صاحبؒ کو صاحب
کمالات جانتے تھے۔ اور ان کی تحسین فرماتے تھے۔ اور فرماتے تھے ایک رات میں نے خواب میں دیکھا
کہ صحیح بخاری کا نسخہ میرے سامنے رکھا ہے۔ اور ایک چراغ جل رہا ہے۔ اور گرد و غبار بخاری شریف
پر اس قدر پڑی ہے۔ کہ کوئی حرف نظر نہیں آتا پس میں شروع ہُوا۔ کہ دامن کو لب کے ساتھ تر کرتا تھا
اور اس کے ساتھ اس گرد کو دُور کرتا تھا۔ اور اُس وقت میں عادت کے خلاف اپنے منہ کو گرد ناک دیکھ رہا
تھا۔ اور بڑے زور سے سانس لیتا تھا۔ اور میں نے ورق ورق اور صفحہ صفحہ اور حرف حرف صاف کیا۔
یہانتک کہ بخاری شریف بالکل صاف اور مصفّا ہوگئی صبح ہوتے ہی ایک شخص صحیح بخاری لے آیا۔
اور اس کی شرح بھی مل گئی۔ اور ساری کتاب کا مطالعہ کرلیا اور سُنّت کی تابعداری کا داعیہ محکم ہوگیا
اور حدیث پر عمل کرنا شروع ہوگیا۔ یعنے جب کسی مسئلہ منصوص میں صحیح حدیث غیر منسوخ صریح المعنی مل
جاتی۔ تو اس پر بلا دغدغہ عمل کیا جاتا۔ اور اگر کوئی جزئی فقہ کی جزئیات سے اس حدیث کے مخالف ہوتی

تو اُس کو چھوڑ دیتے۔ اور جہاں تک بس چلتا۔ تاویل کر کے دونوں کو مطابق کر دیتے۔ اور غیر منصوص مسئلہ میں مجتہدین مسلم الاجتہاد میں سے ایک مجتہد کے اجتہاد پر عمل کرتے۔ جیسے امام ابو حنیفہؒ کوفی اور امام شافعیؒ اور امام مالکؒ اور امام احمد بن حنبلؒ۔ اور یہی مضمون ہے مرزا مظہر جانجاناں علیہ الرحمۃ کی کلام کا اپنے مکتوبات میں اور مرزا جانجاناں کے فضائل میں مرقوم ہے۔ کہ فرماتے تھے تعجب ہے۔ کہ صحیح حدیث غیر منسوخ جو چند واسطہ کے ساتھ نبی معصوم تک پہنچ جاتی ہے۔ اور خطا کی اُس میں مجال نہیں ہے۔ اور اس کے راویوں کا حال بھی معلوم ہے ترک کی جاوے اور فقہ کی روایت پر جسکے نقل کرنے والے اکثر مفتی اور قاضی ہیں۔ اور ان کے ضبط اور عدالت کا بھی حال معلوم نہیں ہے اور دس واسطے کے ساتھ مجتہد کو پہنچتی ہے اور خطا اور ثواب مجتہد کا کام ہے عمل کیا جاوے رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَاۤ اَوْ اَخْطَاْنَا انتہیٰ۔ اور یہی ہے خلاصہ سیوطی اور شرنبلالی اور ولی اللہ دہلوی اور دوسرے محدثوں کے کلام کا پھر آپ نے تشہد میں سبابہ کا اُٹھانا شروع کیا ساتھ عقد خنصر اور بنصر اور حلقہ وسطے اور ابہام کے اور شروع کیا ہاتھ اُٹھانا رکوع کو جاتے ہوئے اور رکوع سے اُٹھتے ہوئے اور شروع کیا آمین کا کہنا بلند آواز سے اور فاتحۃ الکتاب کا پڑھنا امام کے پیچھے اور نماز اوّل وقت پڑھنے لگے۔ یعنی ظہر کی نماز جب سورج ڈھلجاتا پڑھ لیتے اور آپ کا ملک بہت سرد ہے۔ اس لئے ابراد کی وہاں حاجت نہیں تھی۔ اور عصر ایک مثل کے پیچھے اور فجر کی نماز اندھیرے منہ شروع فرماتے۔ کبھی غلس میں تمام کر لیتے۔ اور کبھی روشنی میں اور وضو کرنے اور اُس میں دل کو حاضر کرنے میں توبہ کے لحاظ کے ساتھ مسح گردن کے سوا مبالغہ فرماتے تھے۔ اور گردن کے مسح کو بدعت فرماتے تھے۔ مگر یہ کہ سر کے مسح کی استیعاب پر حمل کیا جاوے اور اپنی نماز کے خشوع میں اس طرح کھڑے ہوتے۔ اگرچہ دل کا حاضر کرنا ایک باطنی امر ہے لیکن کہہ سکتے ہیں کہ اُن کی نماز کی ہیئت سے ان آنکھوں کے ساتھ وہ خشوع نظر آرہا ہے۔ اور حاضرین پر اس جمعیت کا پرتو پڑتا تھا۔ اور قومہ اور جلسہ اور رکوع اور سجدہ میں دعائیں پورے خشوع کے ساتھ پڑھتے تھے۔ جس کے بیان سے قلم قاصر ہے ؎ گر مصور صورت آں دلستان خواہد کشید ۔ حیرتے دارم کہ نازش را چسان خواہد کشید

پہلے لوگوں نے ان کاموں پر شور کیا۔ کہ خلاصہ کیدانی والا جو رفع سبابہ اور رفعیدین اور جہر تامین کو محرمات میں لکھتا ہے اور آپ ان کاموں کو سنت فرماتے ہیں اور یہ شور یہاں تک پہنچا کہ آپ شہر سے نکالدئے

گئے۔ اور بلوائے عام آپ کے سر پر ہو گیا۔ اور ملک سوات میں آ کر اقامت اختیار کی اخوند عبد الغفور صاحب جو زہد اور ریاضت میں اُس وقت ممتاز تھے۔ اور مجددیہ قادریہ کے طریق اور صوم الدہر کے ساتھ دم بھرنے والے پہلے تو نہایت عمدہ مروت کے ساتھ پیش آئے۔ اور دلدہی اور دلداری کی آخر الامر جب آپ کے حاسدوں کا نوشتہ اخوند صاحب کو پہنچا تو بلا تحقیق مروت کا دامن کھینچ لیا۔ کچھ مدت وہاں مبتلا رہ کر حضرت سید میر صاحب کوٹھہ والوں کے پاس تشریف لائے۔ اور تبرکاً ان کی بیعت سے شرف حاصل کیا۔ اور وہاں ہی اس نیازمند کے ساتھ آپ نے عنایت کی راہ سے بھائیچارہ ڈالا۔ یہاں تک کہ حضرت سید میر صاحب نے پوری توجہ کے بعد فرمایا۔ کہ صاحبزادہ کابلی اور مولوی صاحب کے درمیان کوئی علاقہ ہے۔ جو مجھ سے پوشیدہ رکھتے ہیں مولوی عبد اللہ صاحب نے ظاہر کر دیا۔ کہ ہم اپنے درمیان عقد اخوت رکھتے ہیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا۔ الحمد للہ اسی طرح عقد اخوت چاہیئے۔ کہ ایک دل سے دوسرے کے دل میں نور پہنچے۔ اور حضرت صاحب شروع سے ایام صحبت کے انقطاع تک ایک ہی نہج اور دستور سے آپ کی تسکین خاطر میں کوشش کرتے رہے ہر چند حضرت صاحب کی امداد آپ کو وطن پہنچانے اور علماء اور امیر کے درمیان تصفیہ کرا دینے کے لئے آپ کے دل میں مرکوز تھی لیکن چونکہ حضرت صاحب کی جبلت ہی آہستگی اور سستی پر واقع ہوئی تھی۔ اس سبب سے اس کام میں تاخیر ہو گئی ؎ زیں سبب در کار شاں تاخیر شد + مہلتے بایست تا خوں شیر شد + حضرت صاحب کی ظاہر کوشش آپ کے بارے میں ظاہر نہ ہوئی۔ یہاں تک کہ گرمی کے موسم میں آپ نے حضرت صاحب سے سرد ملک میں جانے کی اجازت طلب کی اور منگل تھانہ میں رہنے کی تجویز کی فقیر نے بھی عرض کی کہ پہاڑوں اور افغانستان میں یہ اندیشہ ہے کہ جمعیت نہ ہو گی ہزارہ کا گرد و نواح جو انگریزوں کا ملک ہے۔ وہاں کسی کی کسی کے ساتھ چھیڑ چھاڑ نہیں ہے۔ وہاں آپ کا رہنا خوب نظر آتا ہے۔ فقیر کی التماس کو آپ نے قبول فرمایا۔ اور حضرت نے آپ کو رخصت دی۔ تا کہ حیات گل کے پاس ایک سال سکندر پور کے باغ میں چھوٹی مسجد میں رہے۔ اور ان کو تلقین کرتے رہے اور وہاں ہی امیر کا خط آپ کو پہنچا۔ کہ تم جانو اور علماء۔ ہم تمہارے ساتھ کچھ چھیڑ چھاڑ نہیں کرینگے۔ پہلے اپنے وطن کو تیار ہو کر نوشہرہ میں آئے۔ صبح کے وقت اپنے دوستوں سے فرمانے لگے۔ کہ یہاں سے شاہجہان آباد یعنی دہلی میں جانے کا پختہ ارادہ ہے۔ کوئی شخص ہم کو نہ روکے۔ اور آپ یکہ میں سوار

ہو کر ہفتہ میں لاہور پہنچے۔ اور لوگوں کو فائدہ پہنچایا۔ آپ کی صحبت دلوں کو کھینچ لیتی تھی۔ اور انکسار اور عاجزی کے دروازے دل میں کھولتی تھی۔ پھر اس جگہ سے امرت سر میں حافظ محمود کے پاس مسجد باغوالی میں مشرف ہوئے۔ اور غافلوں کے دلوں کی زنگ کو توجہات کے ساتھ اُتارا پھر امرتسر سے یکہ میں سوار ہو کر آٹھ روز میں دہلی پہنچے۔ اور مولوی صاحب سید نذیر حسین جو (کہ محدث ہیں اور مولوی اسحاق صاحب کے شاگرد ہیں) کے مدرسہ میں آئے۔ اور میں نے آپ کے ساتھ بخاری کا سننا شروع کیا اور مولوی نذیر حسین صاحب چونکہ بے تکلف آدمی تھے۔ اور اپنے کام خود بخود کر لیتے تھے۔ اور کسی وضع کے پابند نہ تھے۔ اس لئے آپ اُن کو پسند فرماتے۔ یہانتک کہ سنہ ۱۲۷۳ء میں رمضان کی سولہویں تاریخ دہلی میں غدر مچ گیا۔ اور رفتہ رفتہ تمام ہندوستان میں پھیل گیا۔ فقیر عید فطر کی نماز پڑھ کر رخصت ہُوا۔ اور لاہوری دروازہ کے باہر شاہدرہ تک فقیر کے رخصت کرنے کے لئے آپ تشریف لائے اور فرمایا۔

اُوْصِیْکُمْ بِتَقْوَی اللّٰہِ — میں تم کو وصیت کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی۔

اور افسوس کرنے لگے۔ کہ اگر تھوڑی مدت اور اقامت ہوتی تو بہت فائدے اس پر مرتب ہوتے لیکن اب تو جب دہلی ویران ہو گئی اور لوگ آوارہ ہو گئے۔ راہداری لیکر امرتسر تشریف لائے اور حافظ محمود کی تربیت کے لئے کمر باندھی جب حافظ صاحب کو اذکار میں بخوبی جمعیت حاصل ہو گئی۔ اور نماز میں حضور ہونے لگا۔ اور قرآن میں ان کی استعداد کے موافق لذت حاصل ہونے لگی۔ تو اس جگہ سے ایک سال کے بعد رخصت ہو کر اپنے وطن کو چلے گئے۔ **فصل** خشوع حاصل ہونے کی ترتیب کے بیان میں آپ فرماتے تھے نماز میں خشوع حاصل ہونے کے لئے جس کے ساتھ آیہ کریمہ

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ — تحقیق بیڑا پار ہُوا اُن ایمان والوں کا جو وہ اپنی نماز میں گڑگڑاتے ہیں۔

میں حکم کیا گیا ہے پہلے یہ ضرور ہے۔ کہ وضو میں دل کو حاضر کرے ورنہ ممکن نہیں ہے، کہ نمازی کا دل نماز میں حاضر ہو اور وضو میں عاجزی کرنیکا مدار اس پر ہے۔ کہ ہاتھ دھونے کے وقت بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھے۔ اس کے بعد حدث کے دُور کرنے اور نماز کے جائز ہونے کی نیت اور ترتیب اور موالات کی رعایت دل میں لاوے۔ کیونکہ یہ آغاز ہے ظاہر جسم کے دھونے کا حدث اور خبث سے جو لوگوں کا نظارہ گاہ

ہے اور ایک نجاست کی دوسری قسم ہے۔ جو انہی جوڑوں کے ساتھ متعلق ہے اور خالص توبہ کے سوا اُن گناہوں کی نجاست کا دور کرنا ممکن نہیں ہے۔ پس جوڑوں کے مَلنے اور دھونے میں دل سے توبہ اور رجوع کرے۔ ہر جوڑ کے گناہوں سے جدا جدا مثلاً ہاتھ دھونے کے ابتداء میں یہ لحاظ کرے کہ یا اللہ میں نے تیرے غیر سے ہاتھ دھولئے۔ اور مسواک کرنے کے وقت دانتوں کے گناہوں سے توبہ کرے۔ اور کلی کے وقت ہونٹوں اور زبان کے گناہوں سے اور ناک میں پانی ڈالنے کے وقت ناک کے گناہوں سے توبہ کرے۔ اور منہ دھونے کے وقت غیر کی طرف توجہ کرنے اور آنکھوں کے گناہ سے توبہ کرے اور ہاتھوں کے دھونے کے وقت قتل کرنے اور چوری اور رشوت ستانی اور خیانت اور نامحرم کو ہاتھ لگانے اور محرمات کو پکڑنے اور مومن کو ایذا دینے سے توبہ کرے۔ مومن کو ایذاء دینا خواہ ہاتھ سے ہو یا ہاتھ کے سوا۔ اور تمام سر کے مسح کے وقت واہی تباہی تفکرات سے توبہ کرے۔ خواہ فکر ذات میں ہو یا صفات وغیرہ میں وہ سوءِ معرفت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اور کانوں کے مسح کے وقت نامشروع باتوں کے سننے سے توبہ کرے اور پاؤں دھونے کے وقت ان گناہوں سے توبہ کرے۔ جو چلنے کے ساتھ متعلق ہیں۔ اور دین میں ثابت رہنا مانگے۔ اور اسی طرح ہر جوڑ کے دھونے میں گناہوں سے توبہ اور مامور کی توفیق کی طلب کا لحاظ رکھے۔ اور یہ دعاء ماثورہ جس کا وضو کے آخر میں پڑھنا ثابت ہوا ہے۔ اسی طریق کی طرف راستہ بتاتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ ۞ — الٰہی کر مجھ کو توبہ کرنے والوں سے اور کر مجھ کو پاکی حاصل کرنیوالوں سے۔

جب نماز کے لئے جاوے تو خیال کرے۔ کہ مناجات کے لئے اپنے مالک کے سامنے جاتا ہوں۔ اور میں اس سے پہلے حضور سے فرار تھا۔ اور اب اُس نے اذان کے ساتھ کہ سچی پکار اور اُس کی طرف بلانے والی ہے۔ اپنی مہربانی کے ساتھ طلب کیا۔ اور بلا مشقت اور کسی دربان کی منت اور وکالت کے سوا طلب فرمایا۔ کہ خود بخود ہماری جناب میں آ کر عرض کرے ؏ بردر آمد بندۂ بگریختہ۔ آبروئے خود بعصیان ریختہ۔ اور نیت میں اختصار کرے یعنی مثلاً یہ خیال کرے کہ اُصَلِّی فرض ہٰذا الظہر مثلاً یا اقتدیت بہٰذا الامام اور دل کی نیت کو اتفاقاً فرض فرماتے تھے۔ اور زبانی نیت کو بدعت اور امام ربانی علیہ الرحمۃ کی رائے بھی یہی ہے۔

اور منیہ کی شرح کبیری میں لکھا ہے۔ کہ زبانی نیت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت نہیں ہوئی۔ نہ صحیح طریق اور نہ ضعیف طریق سے اور نہ صحابہؓ سے ثابت ہوئی اور نہ ائمہ اربعہ سے اسی طرح ہے مفتاح الصلوٰۃ میں اور تکبیر سے آدمی نماز میں داخل ہوجاتا ہے۔ جیسے سلام سے خارج ہوجاتا ہے۔ چاہئے کہ اپنی ہمت کو جمع کرکے آپ کو اور باقی ماسوی اللہ کو اللہ تعالیٰ کی کبریائی کے تحت میں فانی جان کر اللہ اکبر کہے۔ اور کانوں تک ہاتھ اٹھاوے اور فرماتے تھے کہ ہاتھ باندھنے کے وقت ایسا سمجھے کہ میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں سرگوشی کہنے کے لئے کھڑا ہوا ہوں۔ اور میرا سارا بدن عاجزی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہے۔ پھر معنوں کا خیال کرکے ثنا پڑھے اور خطابوں سے لذت اٹھاوے اس طرح کہ میں اپنے مالک سے باتیں کرتا ہوں جب سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ کہے تو یہ سمجھے کہ اس کی ذات جمیع شیون سے منزہ اور مقدس ہے اور وَبِحَمْدِكَ کہنے کے وقت یہ سمجھے کہ میں اللہ تعالیٰ کی صفات ثبوتیہ پر تعریف کرتا ہوں۔ اور جب وَتَبَارَكَ اسْمُكَ کہے تو یہ سمجھے کہ میں اس کے نام کو مبارک جانتا ہوں۔ اور وَتَعَالٰى جَدُّكَ کہنے کے وقت اس کی ذات کو بلند سمجھے اور وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ سے یہ سمجھے کہ میں اس کی عبادت میں مخلص ہوں۔ اور اس کے سوا کوئی اس لائق نہیں ہے جس کی عبادت کی جائے۔ پھر اعوذ پڑھ کر حاسد رجیم سے پناہ پکڑے۔ اور بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھ کر برکت حاصل کرے۔ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہہ کر شکر کے دریا میں داخل ہوجاوے اور رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کہنے کے وقت یہ سمجھے کہ مجھ کو اور میرے آباواجداد و جمیع مخلوقات کو اس کی تربیت شامل ہے۔ اور اس کی ربوبیت کے شان کی طرف متوجہ ہوجاوے۔ اور الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کہہ کر اس کی عام رحمت سے اس کی رحمت خاصہ کا امیدوار بنے اور مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کہنے کے وقت اپنے اعمال پر جزا سزا ملنے سے ڈرے۔ اور اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کہہ کر اپنا اخلاص ظاہر کرے اور مخلوق اور دنیا اور شیطان اور نفس سے جو سیدھی راہ سے کھینچ لیتے ہیں اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کہہ کر فریاد کرے۔ اور منعم علیہم سے پیغمبر اور صدیق اور شہید اور نیک بختوں کو مراد رکھے اور مَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ سے وہ لوگ مراد رکھے۔ جو ہدایت کی استعداد نہیں رکھتے۔ اور ضَآلِّيْنَ سے وہ مراد رکھے جو باوجود استعداد کے گمراہ ہیں اور آمین کے ساتھ سوال مذکور کی تاکید چاہیئے۔ یعنی فاتحۃ الکتاب میں جو صفتیں شمار کرتا ہے۔ ان کے شمار کے وقت ایسا خیال کرے۔ کہ جیسے فقیر سخی کے دروازے پر اس کی سخاوت کی صفتیں بیان کرتا ہے۔ اس خیال سے کہ اس صفت سے مجھ کو فائدہ مند کرے۔ اسی طرح میں اس کی

عنایات کا اُمیدوار ہوں۔ اور دل کا کاسہ ہاتھ میں لیکر اللہ تعالیٰ کی صفتوں کا شمار کرتا ہوں اسی طرح
معنوں کا خیال کر کے فاتحہ کے ساتھ ایک سورت ملاوے۔ اور اللہ اکبر کہے یعنے یوں خیال کرے کہ یہ میرا
کھڑا ہونا کب اُس کی کبریائی کے لائق ہے۔ اور بیٹھ ٹہری کر کے کھڑا ہوں اس کے حکموں کو قبول کرینکے
لئے اور سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ کہنے میں اللہ کی عظمت کا لحاظ کرے اور اس کلمہ کو بار بار پڑھے تاکہ جمعیت
ہوجاوے۔ یعنی اس ہیئت میں جو پاؤں کی طرح ہے۔ اُس کی عظمت سے ذوق اُٹھاوے۔ اور
سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ کہہ کر لذت اُٹھاوے۔ اور قومہ اس بات کی دلیل ہے۔ کہ یہ اقرار جو میں نے تنزیہہ اور
عظمت کے ساتھ کیا۔ استقامت رکھتا ہوں۔ اور چونکہ اس کی عظمت پر حمد کرنے کے اداے حق سے اپنے
آپ کو قاصر سمجھتا ہے اب سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہہ کر امیدوار ہوجاوے یعنی سنتا ہے اللہ تعالیٰ اس شخص
کی دعا جو اس کی تعریف کرتا ہے۔ اگرچہ اس کی عظمت کے لائق تعریف کرنا محال ہے پھر کہے رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ
اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہکر سجدہ میں جاوے۔ اور یہ خیال کرے۔ کہ جیسے غلام اپنے مالک کی قدمبوسی کے لئے گر
جاتا ہے۔ اور اس کے قدم چوم لیتا ہے۔ میں اپنے مالک بیچون وچگون کے آگے سجدہ میں جاتا
ہوں اور سجدہ کرنے کے ساتھ جو نفس کو ایک قسم کا فخر آجاتا ہے۔ کہ میں نے عبادت کا حق ادا کرلیا
اس کے دور کرنے کے لئے کہے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی یعنی میرا مالک اس سے برتر ہے۔ کہ اس کی
عبادت کا حق ایک سجدہ کے ساتھ ادا ہوجاوے۔ اور اسی خیال کے دفع کرنے کے لئے اول اور آخر میں
تکبیر کہے اور اس کی کبریائی اور بلندی کو یاد کرے پھر جلسہ میں بیٹھے اس خیال سے کہ حضور کی ہیبت
سے ہوش باختہ ہوگئے ارشاد ہوا کہ اطمینان کے ساتھ بیٹھ کر عرض کرو۔ یہ عاجز دوسری بار بارگاہ
الٰہی کی عالی شانی دیکھ کر سجدہ میں مشغول ہوے۔ اور قعدہ میں یہ خیال کرے کہ بیٹھنے کی اجازت
پائی میں نے اور معنوں کا خیال کر کے اَلتَّحِیَّاتُ پڑھے۔ اور چونکہ اس کچہری میں حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی طفیل حاضر ہوا ہے۔ اس لئے آپ پر درود پڑھنا ضروری ہے۔ اور رخصت کے وقت
اپنے اور اور صاحب حقوق کے لئے دعا کر کے بخشش مانگے۔ اور سلام کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ
اس لئے کہ مناجات کے لئے غائب تھا۔ اب کہ حاضرین کی ملاقات کا وقت آیا۔ تو اُن کو اور فرشتوں کو
سلام کہے۔ پھر بلا کم وکاست پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَا یعنی الٰہی تو سب نقصانوں سے پاک اور سب عیبوں سے بری ہے۔

ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ — اور تو ہی سب برائیوں اور بلاؤں سے بچا سکتا ہے تو بابرکت ہے اے عزت اور بزرگی والے۔

پھر یہ دعا پڑھے جس کے پڑھنے کا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے معاذ رضؓ کو ارشاد فرمایا۔

اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَ شُکْرِکَ وَ حُسْنِ عِبَادَتِکَ — یعنی الٰہی میری مدد کر کہ میں تیرا ذکر کروں اور تیرا شکر کروں اور تیری عبادت اچھی طرح کروں۔

پھر آیت الکرسی اور سورۂ اخلاص اور معوذتین ایک ایک بار پڑھے اور تین بار استغفار پڑھے اور تینتیس ۳۳ بار سبحان اللہ اور تینتیس ۳۳ بار الحمد للہ اور چونتیس ۳۴ بار اللہ اکبر اور ایک بار کلمہ توحید یعنی

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ — یعنی نہیں ہے کوئی عبادت کے لائق اللہ تعالیٰ کے سوا جو اکیلا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے

اور اس کلمۂ توحید کو صبح شام کے بعد دس دس بار پڑھے اور یہ اوراد صحیح حدیثوں کے ساتھ حصن حصین اور اذکار نووی وغیرہ میں ثابت ہیں۔ اور اسی قدر مختصر لکھا گیا جو مبتدی کے مناسب حال تھا۔ اور حضور کے لئے بعض شغل جو منتہی موافق کے ہیں مبتدی کی طبیعت ان سے پریشان ہو جاتی ہے۔

مَنْ لَّمْ یَذُقْ لَمْ یَدْرِ — یعنی جو شخص مزہ نہیں چکھتا وہ نہیں جانتا۔

اور فرماتے تھے کہ دین کی چار اصل ہیں۔ ایک طہارت اور دوسری فروتنی تیسری عدالت چوتھی جوانمردی۔ عدالت کے لئے قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی کتاب حقیقۃ الاسلام کو پسند فرماتے تھے۔ اور فرماتے تھے۔ کہ انسان جن کاموں کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ وہ بھی چار قسم سے باہر نہیں ہیں۔ ایک منعم کی محبت۔ دوسری سخی کی محبت۔ تیسری بے پرواہ کی محبت چوتھی صاحب کمال کی محبت اور چونکہ بسبب غالب ہونے افعال طبعیہ کے نفس امارہ پر فطرت صحیحہ ظلمانی ہو گئی ہے اس لئے قرآن مجید اس فطرت کے بیان کرنے کے لئے نازل فرمایا۔ جس میں اللہ تعالیٰ ان چہار گانہ محبتوں کو ایک ذات پاک کی طرف جو ان صفتوں کا مجمع ہے مختلف طریقوں کے ساتھ کھینچتا ہے۔ کبھی اپنے انعام یاد دلا کر اور کبھی اپنا صمد ہونا بیان کر کر اور کبھی اپنا کمال ظاہر کر کر۔ اور تین پردے ہیں جو اس راہ سے روکتے ہیں۔ طبیعت کا پردہ۔ رسم کا پردہ اور جہالت کا پردہ اور فرماتے تھے۔

کہ تذکیر الاخوان کا نسخہ جو تقویت الایمان کا دوسرا باب ہے۔ رسوم نامشروعہ کی جڑ کاٹنے کے لئے کافی ہے اور حصن حصین کی دعاؤں کا استعمال وافی اور فرماتے تھے۔ رسم وہ کام ہے۔ جو شرعی دلیل کے سوا رواج پا جاوے۔ اور طبیعت کے پردہ کے لئے امام حجۃ الاسلام کی کتاب میں جیسے احیاء العلوم اور کیمیائے سعادت پسند کرتے تھے۔ اور سوء معرفت کے پردے کا علاج توحید کی کتابیں ہیں۔ اور فرماتے تھے کہ دین میں تحریف واقع ہونے کے نو سبب ہیں۔ ایک سستی ہے دوسرے روایت نہ کرنا اپنے دین والے سے اور سلف کی تابعداری نہ کرنا تیسرے منکرات کا پھیلنا چوتھے علم والوں کا حق کہنے سے چپ کر جانا اور وہاں سے ہجرت نہ کرنا پانچواں تعمق۔ چھٹا تشدد ساتواں بلا دلیل شرعی کسی کام کو اچھا سمجھنا آٹھواں رسموں کی تابعداری کرنا نواں ایک دین کا دوسرے دین میں ملجانا۔ اور فرماتے تھے۔ جو کام کہ شریعت میں ضروری ہے۔ اور شریعت کے بہت حکموں کا اس پر مدار ہے۔ اور وہ سبب ہے بدعتوں مفتریہ کے اکھاڑنے کا یہ ہے۔ کہ جن کاموں سے شرع نے روکا ہے۔ ان کے وسیلوں کو بند کیا جاوے۔ اور جن کاموں کا شرع نے حکم دیا ہے۔ ان کے وسیلوں کو رواج دیا جاوے۔ اور فرماتے تھے کہ دین اسلام میں مراتب کی نگہبانی ہے۔ ہر وقت میں کیا تعلیم میں اور کیا تعلم وغیرہ میں اور فرماتے تھے عبادت پر اس حیثیت سے کہ وہ عبادت ہے اجرت لینا جائز نہیں ہے۔ اور فرماتے تھے۔

مَنْ فَسَّرَ الْقُرْاٰنَ بِرَاْیِہٖ فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ۔ — جس نے قرآن کی تفسیر اپنے فکر کے ساتھ کی۔ وہ بناوے اپنا مکان آگ میں۔

یہ وعید اُس شخص کے حق میں ہے جو بدون واقف ہونے کے لغت پر اور شرح غریب اور اسباب نزول پر بقدر ضرورت کے اور بدون واقف ہونے ناسخ اور منسوخ کے اور آثار صحابہ اور تابعین کے تفسیر کرے۔ اور فرماتے تھے فرقہ ناجیہ اور فرقہ ضالہ میں مابہ الامتیاز یہ امر ہے کہ فرقہ ناجیہ ظاہر نصوص پر اور اس دلالت اور اشارت پر کہ ظاہر نص کے حکم میں ہے عمل کرتے ہیں۔ اور جمہور صحابہ رضؓ کے طریق کو اپنا معمول بہ مقرر کرتے ہیں۔ بخلاف باقی گمراہ فرقوں کے اور فرماتے تھے جس قول اور فعل کا باوجود سبب کے موجود ہونے اور مانع کے نہ ہونے کے قرون ثلاثہ میں رواج نہیں ہوا نہ اُس قول کا اور نہ اُس فعل کا اور نہ اُس کے نظیر کا تو وہ بدعت ہے۔ اور یہ قاعدہ ایسا محکم الاساس ہے۔ جو مقدم ہے قیاس کے سب قسموں پر اور سابق ہے سب عموم اور اطلاقات پر اور اکھیڑنے والا ہے۔

ساری بدعتوں کو اور فرماتے تھے۔ وہ کام جس کی طرف شرع کے کاموں میں سے کوئی کام محتاج ہو اگرچہ وہ قرون ثلثہ کے بعد ظاہر ہو وہ بدعت نہیں ہے۔ بلکہ اسے شرعی کام کے حکم میں ہے اور فرماتے تھے۔ آخری وصیت جو حبیب اللہ قندہاری علیہ الرحمۃ نے مجھ کو کی ۔ یہ تھی۔

اِذَا رَأَیْتَ شُحًّا مُطَاعًا وَّھَوًی مُّتَّبَعًا	یعنی جب تو دیکھے کہ بخل کے لوگ تابعدار ہیں اور خواہشوں
وَاِعْجَابَ کُلِّ ذِیْ رَأْیٍ بِرَأْیِهٖ فَعَلَیْكَ	کے پیرو اور ہر ایک شخص اپنی عقل پر فریفتہ ہے تو تو اپنی
بِنَفْسِكَ وَدَعْ اَمْرَ الْعَامَّۃِ	جان کو بچا اور لوگوں کے کام کو چھوڑ ۔

اور فرماتے تھے۔ کہ فجر کی نماز کے بعد میں نے رب العالمین کو خواب میں دیکھا کہ سورۃ فاتحہ کی تلاوت اور اس کے بہت ورد کرنے کے ساتھ ارشاد فرماتے ہیں اور اس سورۃ کی فضیلت میں جس قدر حدیثیں ہیں۔ ان سب کو لکھ کر میرے سامنے رکھ دیا۔ اور یہ واقعہ ملک سواد کا ہے۔ اور سکندر پور کے باغ میں جو ہزارہ کے علاقہ میں ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے فجر کی نماز کے بعد یہ القا ہوا کہ ایمان کی لذت حاصل نہیں ہوتی۔ جب تک ظالموں کی طرف مائل ہونے سے پرہیز نہ کیا جاوے یعنی اس آیت کریمہ کا مضمون الہام ہوا۔

وَلَا تَرْکَنُوْٓا اِلَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّکُمُ النَّارُ اور نہ جھکو طرف ان کی جو ظالم ہیں پھر لگیگی تم کو آگ۔

اور ظالم کی تعریف ان لفظوں سے معلوم کرائی۔

وَالظَّالِمُوْنَ ھُمُ الَّذِیْنَ یُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِ	یعنی ظالم وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ارشادوں کی مخالفت
رَبِّھِمْ ثُمَّ لَا یَتُوْبُوْنَ ۔	کرتے ہیں۔ اور باز نہیں آتے۔

اور جن لوگوں کی صحبت اختیار کرنی چاہئے۔ ان کو اس مضمون کے ساتھ آگاہ کیا۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ	اور ٹھہرا اپنے نفس کو ان کے ساتھ جو پکارتے ہیں اپنے
بِالْغَدٰوۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَهٗ	رب کو صبح شام چاہتے ہیں رضامندی اس کی۔

اور فرماتے تھے کہ الہام ہوا۔

فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ثُمَّ	پھر جب ہم پڑھنے لگیں تو ساتھ رہ اس کے پڑھنے کے پھر
اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَهٗ	مقرر ہمارا ذمہ ہے اس کو کھول بتانا۔

یعنی جو کچھ الہام ہوتا ہے۔ اس کے لفظ یاد رکھ۔ اور اس کا بیان کرنا اور تفسیر ہمارا ذمہ ہے

اور فرماتے تھے الہام ہوا۔

وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ الایۃ — یعنی ایپر وہ شخص کہ ڈرا اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے۔

اور یہ بھی الہام ہوا کہ ہمیشہ بدل خود مطالعہ کردہ باش مبادا کدورتے از ما سوے بنشیند

یعنی ہمیشہ اپنے دل میں جھانکتے رہو۔ ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کدورت بیٹھ جاوے۔

اور شہر دہلی میں یہ الہام ہوا۔

وَلَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْکَ اِلٰی مَا مَتَّعْنَا بِہٖ اَزْوَاجًا مِّنْھُمْ زَھْرَۃَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا

یعنی اور مت پھیلا اپنی آنکھیں طرف اس کی کہ فائدہ دیا ہم نے ساتھ اس کے بھانت بھانت لوگوں کو زندگانی دنیا کی تازگی سے۔

اور باغ سکندریہ میں یہ الہام ہوا۔

قُلْ لِاَزْوَاجِکَ وَاَوْلَادِکَ وَاَتْبَاعِکَ قُوْمُوْا لِلّٰہِ قَانِتِیْنَ ۵ ط

یعنی کہدے اپنی بی بیوں اور اولاد اور تابعداروں کو کہ کھڑے ہو جاؤ اللہ کے لئے تابعدار ہو کر۔

اور اس کے آخر میں یہ الہام ہوا۔

اَنَا جَلِیْسُکَ وَاَنِیْسُکَ فَلَا تَحْزَنْ — یعنی میں تیرا مددگار ہوں تو غم نہ کھا۔

اور یہ بھی الہام ہوا۔

وَلَا تَنْسَ مَا اَوْدَعْتُ فِیْ قَلْبِکَ فَاِنَّ رُؤْیَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّۃٍ وَّاَرْبَعِیْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّۃِ

یعنی جو تدبر اور تفکر قرآن کا تیرے دل میں ڈال دیا ہے اس کو مت بھول کیونکہ مومن کا خواب ایک حصہ ہے نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے۔

اور فرماتے تھے۔ دہلی میں یہ الہام ہوا۔

وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَہٗ عَنْ ذِکْرِنَا وَاتَّبَعَ ھَوَاہُ وَکَانَ اَمْرُہٗ فُرُطًا

اور فرمانبرداری نہ کر اس شخص کی جو غافل کیا ہم نے اس کے دل کو اپنی یاد سے اور پیچھے پڑا اپنی خواہش کے اور ہے کام اس کا حد سے بڑھا ہوا۔

یعنی غافلوں کی غفلت میں پیروی نہ کر۔ اور یہ بھی القا ہوا۔

کُنْ فِی النَّاسِ کَاَحَدٍ مِّنَ النَّاسِ — یعنی ہو تو لوگوں میں جیسے دوسرے لوگ ہیں۔

اور القا ہوا اگر وقتے غفلت شد تدارک آں وقت دیگر لازم ست یعنی اگر ایک وقت غفلت ہو جاوے تو دوسرے وقت میں اس کا تدارک لازم ہے۔ اور فرماتے تھے۔ حدیث میں آیا ہے

إِذَا رَأَيْتَ شُحًّا مُطَاعًا وَّهَوًى مُّتَّبَعًا وَّاِعْجَابَ كُلِّ ذِیْ رَأْیٍ بِرَأْيِهٖ فَعَلَيْكَ بِاَمْرِ نَفْسِكَ وَدَعْ اَمْرَ الْعَامَّةِ

یعنی جب تو دیکھے بخل کی تابعداری کی ہوئی اور خواہش کی پیروی کی ہوئی اور پسند کرنا ہر مرد کا اپنی رائے کو تو تو اپنی جان کو بچا اور لوگوں کو چھوڑ۔

پس اس حدیث میں اور آیت کریمہ

وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ

یعنی حکم کر ساتھ بھلائی کے اور منع کر بری بات سے۔

میں تطبیق اس طرح ممکن ہے۔ کہ جب یقین ہو جاوے۔ کہ مخلوقات راہ پر نہیں آتی۔ اور مجھ کو بھی راہ سے کھینچتے ہیں۔ اور اندھیرے ہجوم کرتے ہیں۔ تو اس وقت تنہائی اور گوشہ نشینی بہتر ہے۔ اور اگر جانتا ہے۔ کہ میرا فائدہ ان کو پہنچتا ہے مجھ کو ان کا ضرر نہیں پہنچتا تو اس وقت امر معروف اور لوگوں میں ملا جلا رہنا بہتر ہے۔ اور فرماتے تھے۔ وہ شغل اور مقام اور مرتبہ کہ اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل کرے۔ وہ استدراج ہے۔ اور گمراہی اور فرماتے تھے تین بار الہام ہوا۔

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا

اور واسطے اللہ کے ہے اوپر لوگوں کے حج کرنا بیت اللہ کا جو طاقت رکھے طرف اس کی راہ کی۔

اور فرماتے تھے۔ الہام ہوا۔

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى

یعنی اور البتہ جلدی دیگا تجھ کو رب تیرا پھر تو خوش ہو جاویگا

اور فرماتے تھے الہام ہوا۔

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ

یعنی کیا نہیں کھولا ہم نے سینہ تیرا۔

اور دلی میں جو غدر مچ گیا تھا۔ اور ہر ایک نے وہاں سے نکلنا چاہا۔ تو فرمانے لگے۔ کہ ہم تو نہیں جاتے۔ جو ہونا ہوگا ہو جاویگا۔ شاید کہ یہ اللہ تعالیٰ کا امتحان ہو اور امتحان کے وقت یا تو آدمی عزیز ہو جاتا ہے۔ یا ذلیل۔ ان دنوں میں آپ بیمار تھے۔ اپنی جگہ پر بیٹھے فرماتے تھے کہ یہ فتنوں کے دن ہیں۔ ہر ایک شخص کو توبہ کرنا اور خدا کی طرف رجوع کرنا لازم ہے اور ہر بعد

تجدید توبہ کا ارشاد فرماتے۔ اور ان دنوں میں نجم الدین کبریٰ کی آپ نے حکایت بیان فرمائی کہ فتنوں کے دنوں میں اُنہوں نے اپنے مریدوں کو رخصت کردیا۔ کہ اپنے اپنے وطنوں میں چلے جاؤ۔ مریدوں نے عرض کیا۔ کہ ہم آپ کی سواری کے لئے گدھا لاویں۔ فرمایا ہم تو نہیں جاتے۔ پس وہاں ہی شہادت کے ساتھ مشرف ہوئے۔ اور عید فطر کے بعد فقیر جو گھر کی طرف رخصت ہوا۔ تو لاہوری دروازہ کے باہر آکر شاہدرہ تک تشریف لائے شہر سے نکلتے وقت ایک سقا پانی کی مشک بھر کر شہر کے اندر داخل ہوتا ہوا ہم کو ملا تھا میں نے عرض کی کہ اس قسم کا تفاول بھی مسنون ہے۔ یا صرف بات سن کر فرمایا۔ غالباً یہ بھی جائز ہوگا اور رخصت کے وقت میں نے وصیت طلب کی فرمایا

اُوْصِیْکُمْ بِتَقْوَی اللّٰہِ یعنی تجھ کو وصیت کرتا ہوں اللہ تعالےٰ سے ڈرنے کی

ایک معتبر آدمی سے منقول ہے۔ کہ عین ہنگامہ غدر میں جو لوگ اپنا تفرقہ اور اسباب کے نقصان اور عیال کے خراب ہونے کی حکایت کرتے۔ اور ہر آدمی اندیشہ کرتا۔ اور کوئی تدبیر کرتا فرماتے مجھ کو تو ایک فکر ہے۔ کہ ایسا نہ ہو کہ اپنے مالک کی یاد کے بغیر جان جان آفرین کے حوالہ کروں۔ اور غفلت میں روح اڑ جاوے۔ سبحان اللہ۔ اللہ تعالےٰ کے محبوبوں کا معاملہ ہی اور ہے ؎

علی الصباح کہ مردم بکار و بار روند بلاکشان محبت بکوئے یار روند

ایک شخص کو میں نے لاہور میں ترغیب دیکر بھیجا۔ اس شخص کو آپ نے اپنی صحبت کے ساتھ مشرف کرنے کا اشارہ کیا۔ وہ حیلے بہانے بنانے لگا۔ آپ نے فرمایا کہ عبداللہ مرغی است ہرگاہ خواہد پرید ہر کس دست خواہد مالید۔ یعنے عبداللہ ایک پرند کی طرح ہے جب اُڑ جائیگا تو ہر ایک شخص افسوس کے ہاتھ ملتا رہ جاویگا۔ سبحان اللہ آپ کی اس بات کے تہ تک پہنچنا ہر ایک شخص کو دشوار ہے۔ بلکہ بعض نافہموں کو یہ بات آپ کی ناگوار معلوم ہوتی ہے۔ لیکن حقیقت میں یہ ایسی بات ہے۔ جو سونے کے پانی کے ساتھ لکھنی چاہیئے ؎

ہر دو عالم قیمتے خود گفتۂ نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

سکندر پور کے باغ میں آپ نے ایک دن فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے محض اپنی عنایت کے ساتھ

اس عاجز کے دل میں یہ القا فرمایا ہے اور مقصود اعلیٰ کا راہ دکھایا ہے کہ ملت اسلام بلکہ سب پاک دینوں میں صبر جیسا اور کوئی کام نہیں ہے آیت کریمہ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِیْنَ الآیات میں اپنی معیت کو صبر کرنے والوں کے ساتھ مختص فرمایا۔ اور صلوٰۃ اور رحمت اور ہدایت یابی کو صبر کے ساتھ باندھ دیا۔ انبیاء اور رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عصمت کا پرتوہ جو وہ پہلے پچھلے گناہوں کا معاف ہوجانا ہے صبر کرنیوالوں پر ڈالا۔ پس اس سعادت کے حاصل ہونے کے لئے اس حدیث کو مدنظر رکھنا چاہیے

كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيْبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ وَعُدَّ نَفْسَكَ مِنْ أَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ

یعنی رہ تو دنیا میں مسافر کی طرح یا جیسے راہ گذر اور شمار کر اپنے نفس کو قبر والوں میں سے۔

کیونکہ یہ حدیث طول امل کی جڑ کاٹنے کے لئے کافی علاج ہے۔ اور ایک دوسری حدیث کو اس کے ساتھ ملا لینا چاہیے۔ جو یہ ہے۔

مَا لِيْ وَلِلدُّنْيَا وَمَا أَنَا وَالدُّنْيَا إِلَّا كَرَاكِبٍ اسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَةٍ ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا

یعنی مجھ کو دنیا سے کیا علاقہ میری اور دنیا کی تو ایسی مثال ہے جیسے سوار کہ اس نے آرام کیا ایک درخت کے نیچے پھر چلدیا اور اس درخت کو چھوڑ دیا۔

پس رہنے کا اسباب مسافر کو بنانا نہیں چاہیئے۔ اور کوچ کرنے کے اسباب کی تیاری میں مشغول رہنا چاہیئے۔ اور ان دونوں آیتوں کے مضمون کو زیر نظر رکھنا چاہیئے۔

اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ أَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْأَرْضِ مِمَّا يَأْكُلُ النَّاسُ وَالْأَنْعَامُ حَتّٰى إِذَآ أَخَذَتِ الْأَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ أَهْلُهَآ الآیہ

یعنی دنیا کے جینے کی وہی کہاوت ہے جیسے ہم نے پانی اتارا آسمان سے پھر رل گئی ساتھ اس کے روئیدگی زمین کی جو کھاویں آدمی اور جانور یہاں تک کہ جب پکڑے زمین نے چمک اور آراستہ ہوئی اور گمان کیا زمین والوں نے آخر آیت تک۔

اِعْلَمُوْٓا أَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ

اور یعنے جان رکھو کہ دنیا کا جینا یہی ہے کھیل اور تماشا اور بناؤ اور بڑائیاں کرنی آپس میں اور بہتایت ڈھونڈنی مال کی اور اولاد کی

جب ماسوائے اللہ سے اعراض نظر آنے لگے تو اس کے شکر میں مشغول ہووے۔

وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ

یعنی اور شکر کرو اللہ تعالیٰ کا اگر ہو تم اسی کی بندگی کرتے۔

پس شکر اور صبر کے جمع کرنے میں تمام دین حاصل ہو جاتا ہے۔

فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَ تَقْوٰىهَا قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا وَ قَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا یعنی پھر سمجھ دی اس کو برائی اس کی کی اور پرہیزگاری اس کی کی۔ مراد کو پہنچا جس نے اُس کو سنوارا اور نامراد ہوا جس نے اُس کو خاک میں ڈالا۔

فجور اور تقویٰ کے الہام کے بعد نفس کی خلاصی اس کے پاک کرنے میں ہے صبر اور شکر کے ساتھ جیسا کہ ناشکری کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰىهَا یعنی جھٹلایا ثمود نے صالح علیہ السلام کو بسبب سرکشی اپنی کے۔

اس سعادت عظمیٰ کے حاصل ہونے کے بعد یہ خوف ہوتا ہے۔ کہ سالک فخر میں نہ آجاوے اس کا علاج یہ ہے کہ آیت

لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا یعنی نہیں کوئی معبود اللہ کے سوا پھر بنا اسی کو کارساز

کے مضمون میں غور کرے۔ اور ہر چند ماسوے اللہ سے اعراض اور اللہ کے ذکر پر قدرت ہو جاوے۔ پر یہ حالت اعتبار کے لائق نہیں ہے جب تک ظلم نہ چھوڑے کریمہ

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ یعنی اللہ راہ نہیں دیتا بے انصاف لوگوں کو

اور کریمہ

وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا یعنی اور نہیں زیادہ کرتا ظالموں کو مگر ٹوٹا میں

یہ صاف مذکور ہے۔ اور ظلم سب مامور چیزوں کے چھوڑنے اور منہیات کے استعمال کرنے کو شامل ہے۔ اور ظلم کے چھوڑنے کے بعد بھی اگر ایمان کی لذت میں کوئی قصور دیکھے تو اس کا سبب اس آیت سے سمجھے۔

وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ یعنی اور مت جھکو طرف ظالموں کے پھر لگیگی تم کو آگ۔

جب تک ظالموں کی طرف مائل ہونے کو نہ چھوڑے تا ہنوز اس راہ میں قدم نہیں ٹکایا۔

اور ان سب بیماریوں کا علاج اس آیت میں فرمایا۔

وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا یعنی اور کھول کھول کر پڑھ قرآن کو صاف۔

اور غرور کے علاج میں یہ الہام ہوا۔

فَلَا تُزَكُّوْا أَنْفُسَكُمْ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى   سو مت بولو اپنی ستھرائیاں وہ خوب جانے جو بچ چلا۔
اور دو چیزوں کے بارے میں بہت کوشش فرماتے۔ حضور نماز کے باب میں اور کلام اللہ کے تدبر کے باب میں۔ اور فرماتے تھے۔ کہ الحمد للہ میرا بال بال قرآن مجید کی محبت سے بھرا ہوا ہے۔
اور کبھی کبھی لوگوں کی سستی میں نظر فرما کر فرماتے۔ سبحان اللہ لوگ اشعار غریبہ کو یاد کرتے ہیں۔ اور علوم فلاسفہ میں باریک بینیاں کرتے ہیں اور اللہ کی کلام کو پیٹھ کے پیچھے ڈال رکھا ہے ؎

پری نہفتہ رخ و دیو در کرشمہ و ناز   بسوخت عقل ز حیرت کہ اینچہ بوالعجبی ست

اور میں اور میرا دینی بھائی حیات گل جو کبھی کبھی حال کے مطابق فارسی شعر پڑھتے تو آپ فرماتے کہ اس کے بعد جو حال کے مطابق بات کرو قرآن مجید سے کرو۔ اور تعجب کے وقت بلند آواز سے اللہ اکبر کہنے میں بہت کوشش فرماتے۔ اور فرماتے تھے کہ یہ سنت صحابہ میں جاری تھی۔ اور مدت سے مر گئی ہے۔ پہلے پہلے جب ملاقات ہوئی تو کبھی کبھی اکیلے جنگل میں عاشقانہ بیت سن کر لذت اٹھاتے۔ دوسری بار جو پھر ملاقات کا اتفاق ہوا تو سننے کے لئے قرآن مجید معین تھا۔ اور بیت سننے موقوف فرمادئے تھے۔ اور فرماتے تھے میں نے عہد کر لیا ہے۔ کہ اپنے مالک کی کلام کے سوا کسی کی کلام کے ساتھ اپنے دل کو آرام نہ دونگا۔
دہلی میں مولوی فخر الدین علیہ الرحمۃ کے خاندان کے قوالوں میں سے ایک شخص نے آپ کی اجازت کے سوا خوش آواز کے ساتھ ایک غزل پڑھی۔ بے ذوق ہو کر چپ ہو رہے۔ اُس کے جانے کے بعد فرمایا۔ اس کی غزل نے کچھ لذت نہ دی۔ اور ایسی غزلوں کا سننا قرآن مجید کی لذت کو کھینچ لیتا ہے اور راستے میں امام ربانی کی قبر پر جو راستے سے تین کوس کے فاصلے پر واقع ہے ہم گئے مولوی صدر الدین سرہندی صاحب ایسی مزاروں پر جانے سے منع کرنے میں بہت مبالغہ فرماتے تھے کیونکہ وہاں بدعات کا ہجوم ہوتا ہے۔ جیسے گنبد اور چراغ وغیرہ اور ایسی مزار پر جانا جائز نہیں۔ جہاں یہ بدعتیں موجود ہوں جیسے اُس ولیمہ کی دعوت میں جانا جائز نہیں ہے۔ جہاں ڈھول ڈھمکا ہو۔ جواب میں آپ نے فرمایا یہ قیاس قیاس مع الفارق ہے کہ ولیمہ میں تو وہی لوگ منہیات کے مرتکب ہوتے ہیں جو صاحب ولیمہ ہیں اس لئے وہ زجر اور توبیخ کے لائق ہیں اور اس جگہ ان حضرتوں نے تو لوگوں کو بدعتوں کا حکم نہیں دیا پس اپنے کو اس عذر کے ساتھ زیارت سے ہٹانا اور اُن کو

دعا کے فائدے سے محروم کرنا مناسب نہیں ہے۔ پھر وہاں گئے اور اس قدر کھڑے ہو کر دعا کی۔ کہ مجھ کو کھڑے ہونے کی طاقت نہ رہی۔ وہ ایسی حالت تھی۔ جس کو میں بیان نہیں کر سکتا۔ لیکن چونکہ ان کی حالت کا پرتوہ تھا۔ اس لئے وہ برقرار نہ رہا۔ اور سب حضرتوں کی مزاریں جیسے خواجہ محمد زبیر اور خواجہ محمد معصوم وغیرہ ہم نے دیکھیں اور کھڑے ہو کر دعائیں کیں مگر خواجہ محمد حجۃ اللہ کے روضہ پر جو قدرے فاصلہ پر تھا۔ نہ گئے۔ اس لئے کہ آپ بیمار تھے۔ دور سے دعا کی اور راستہ میں فرمایا فنا فی اللہ کی علامت یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی چیز کے ساتھ اکتفا نہ کرے۔ اگرچہ وہ کس قدر لذیذ ہو۔ اور یہ مطلب نہیں ہے کہ لذت والی چیزوں کی لذت نہیں آتی۔ اور فرماتے تھے۔ کہ اخوند جیب اللہ فرماتے تھے کہ معیت کا مراقبہ مجھ کو سب مراقبوں سے پسند آتا ہے۔ اور فرماتے تھے کہ اخوند کی طبیعت میں اس قدر انکسار غالب تھا کہ لوگوں کو تاثیر کرتا تھا اور دہلی میں فرماتے تھے کہ اخوند صاحب صاحب ربانی عالموں میں سے تھے مولانا ولی اللہ اور شاہ عبدالعزیز وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ کی طرح اور فرماتے تھے۔ مجھ کو الہام ہوا تھا۔ کہ دین کے مشکل مسئلوں کا ان سے استفسار کیا کرو یہانتک کہ جو مشکل اور صعوبت کہ دین میں پیش آتی اس کا میں ان سے سوال کرتا اور آپ جواب دیتے۔ اور ان مسائل کا ایک مجموعہ بن گیا تھا۔ اور فرماتے تھے مجھے الہام ہوا ہے۔ کہ قرآن مجید میں فکر کرنے کے لئے فوز الکبیر فی اصول التفسیر کا مطالعہ کیا کروں۔ اور کابل و غزنی کے گردونواح کے ملا جو علم حدیث سے بے بہرہ تھے۔ اور ایک عمر انہوں نے عقلی فنون اور فلسفی دقیقوں میں برباد کی ہوئی تھی اور بعضوں نے فقط فقہ کی ہر طرح کی روایتیں حاطب لیل کی طرح جمع کی ہوئی تھیں اور دینی تحقیقوں سے بالکل ناواقف تھے۔ انہوں نے شورش کے ساتھ سر اٹھایا۔ اور جوش و خروش کے ساتھ جنگ و جدل کے لئے پیش آئے۔ اور تکفیر اور تضلیل کے ساتھ زبان کو کھولا۔ اور ایک لشکر آپ کے سر پر کھینچ لائے لیکن اس سبب سے کہ آپ کے مخلص تابعداروں اور مریدوں کی ایک جماعت سنت کے زندہ کرنے پر متفق اور ملت پر حریص تھی اور مذاق ایمان کے ساتھ ذکر الٰہی کی حلاوت چکھ چکی تھی۔ اور بعض غلبہ حال کی وجہ سے مجذوب ہو گئی تھی۔ اور بعض فنا کے مقام اور سلوک کے مقامات کی انتہاء کو پہنچ چکی تھی۔ اور سنت سنیہ کی تابعداری اختیار کر چکی تھی یہ سب ان کے مقابلہ کو تیار ہو گئے۔ جب وہ مقابلہ نہ کر سکے۔ تو ناچار بھاگ گئے اور دغا اور فریب اپنا

دستاویز ٹھہرایا یعنی امیر کو کہنے لگے۔ کہ یہ شخص امیر بننے کا داعیہ رکھتا ہے۔ اور ملک گیری کا پختہ ارادہ کر چکا ہے
لہذا قاضی عبدالکریم جان کے کہنے کے موافق جو وہ آپ کے مریدوں میں سے ایک مرید تھا اور
عالم مدقق اور ذی فنون اور موحد کامل تھا۔ امیر کابل کے پاس گئے۔ مجمع میں ملاؤں نے رنگا رنگ
کی باتیں اور طرح طرح کے بہتان آپ کے ذمہ لگائے۔ جو سب کے سب واہیات ہیں ازانجملہ ایک شخص
بولا کہ یہ شخص رفع سبابہ کرتا ہے۔ امیر بولا ہم بھی رفع سبابہ کرتے ہیں وہ بدمعاش بولا تو بھی برا کرتا ہے
آپکا ہمشیرہ زادہ قسم کھا کر کہنے لگا۔ کہ میں نے اُن سے سُنا ہے کہ کہتے تھے وہ ارادت کہ میں مولانا
اسمٰعیل شہید کے حق میں رکھتا ہوں بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ نہیں رکھتا امیر بولا چھوڑ دے۔
یہ کلمہ کفر نہیں ہے۔ غرض ہرچند امیر کو معلوم تھا کہ یہ شخص سچا ہے لیکن علماء کے شورش سے ڈر کر
بولا۔ کہ مصلحت یہی ہے۔ کہ آپ یہاں سے نکل جاؤ۔ اور اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور فرماتے تھے کہ اس وقت مجھ
پر ایسی حالت طاری تھی۔ کہ لوگ اللہ کی عظمت اور کبریائی کے سامنے مجھ کو خس و خاشاک کی طرح نظر
آتے تھے۔ اور اس مجلس میں اللہ اکبر کہنے کے سوا اور کوئی لفظ میری زبان پر جاری نہ تھا اور فرماتے
تھے جب میں اُٹھنے کے لئے تیار ہوتا امیر کے ملازم کہتے ٹھیر جاؤ یہانتک کہ شورش کم ہو جاوے
اور مخلوقات کا اس قدر ہجوم تھا کہ قیاس میں نہیں آتا۔ وہ لوگ جس کو ہمارے مریدوں میں سے
دیکھ لیتے۔ اس کو مارتے۔ اور ایذا پہنچاتے۔ جب فتنہ فرو ہو گیا ہم راہ ہو کر ہجوم سے نکل گئے اس
جگہ سے ملک سواد میں اخوند صاحب کے پاس پہنچے۔ جیسے مذکور ہو چکا۔ اور فرماتے تھے کہ مصیبت کے
دنوں میں بہت مصیبتیں جن کا آیت وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ میں وعدہ دیا گیا ہے وارد ہوئی تھیں چنانچہ سواد
میں بہت دن گذر گئے۔ کہ سب یار بھوکے تھے اور دشمنوں کا خوف ہر جگہ اس قدر تھا کہ سوا قتل
کے نہ چھوڑینگے۔ اور عیال کی تنگدستی اس قدر تھی۔ کہ معاش کی کوئی وجہ مقرر نہ تھی اور کابل اور غزنی
کے ملایاں سخت سخت پیغام بھیجتے تھے۔ کہ دیکھو برف موقوف ہونے کے بعد تمہارا انتظام کرتے ہیں
ایکدفعہ ہزارہ میں کچھ خرچ اور کچھ نسخے کسی حدیث کی کتاب کے جو بڑے شوق سے پیدا ہوئے
تھے۔ انہوں نے بھیجے وہ خرچ اور کتابیں خیبر میں پہنچ کر لٹ گئیں جب خبر پہنچی تو فقیر بھی وہاں موجود
تھا ہم بہت غمناک ہوئے۔ لیکن آپ کے دل پر ہمارے خیال میں ذرا بھی غم اور اندوہ نہ تھا۔ بلکہ اگر
کوئی حادثہ ذکر کیا جاتا۔ تو آپ کی طبیعت میں ملال آجاتا۔ کہ اللہ جل جلالہ کی شکایت کرتے ہو اور

فرماتے تھے۔ بندے کو اپنی خواہش سے کیا کام کہ یہ کرے یا وہ کرے یہ تو خدائی دعویٰ ہے کہ کہے ایسا ایسا چاہیئے۔ اور حافظ کے اس بیت کو پسند کرتے تھے ؎

قند آمیختہ با گل نہ علاج دل ماست　　بوسۂ چند برآمیز بدشنامی چند

اور فرماتے تھے کہ اگر لطائف کا شغل وسیلہ جان کر کرے تو جائز ہے اور اگر مقصود جانے تو بدعت ہے اور اسم ذات کی تلقین میں ان کا طریق تمام مشائخ کے طریق سے جدا تھا اور جوش بھی علیحدہ خصوصاً لطیفہ اخفیٰ بہت جوش کے ساتھ آتا۔ جب قلب کے لطیفے کا سبق دیتے تو فرماتے۔ کہ اپنے دل کو ایک ریت کا ڈھیر خیال کر کے اسم ذات کو ریت کے ہر دانہ سے نکالو اور لطیفۂ قالب یعنے سلطان الذکر میں بھی آپ جدا طریق سکھلاتے۔ کہ اپنے تمام جسم کو ایک ریت کا ڈھیر تصور کر کے اسم ذات کا ذکر کرو اور سورۂ فاتحہ کے پڑھنے میں بہت کوشش فرماتے معنوں کے لحاظ اور آیتوں کو بار بار پڑھنے کی شرط کے ساتھ اور وصیت کرتے تھے۔ کہ اپنے تابعداروں میں سے ہر ایک شخص کو سکھلاؤ۔ اور چشتیہ کے ذکروں میں سے اللہ الصمد کے ذکر کو بلحاظ معنے بہت مفید جانتے تھے۔ اور دورہ کا طریق جو بعض لوگوں کو سکھلاتے۔ تو فلک چہارم کی سیر یا فوق عرش کی سیر پر دلالت نہیں کرتے تھے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی صفتوں یعنے سمیع بصیر قدیر علیم وغیرہ میں فکر کرنے کی تاکید فرماتے۔ اور مریدوں کے کشف سے ڈرتے تھے۔ کیونکہ یہ بعض لوگوں کے حق میں مجازی فیض سے روک ہو جاتا ہے۔ اور اگر کوئی شخص ذکر کے وقت حرکت یا بےچینی یا اضطراب کرتا تو اس کو زجر کے ساتھ منع فرماتے ایک دن فقیر نے سوال کیا۔ کہ یہ شخص رعشہ والوں کی طرح حرکت کرتا ہے۔ اور آپ زجر کے ساتھ منع فرماتے ہیں فرمایا کہ شاید ہوائے نفسانی کا شائبہ اُس کے ساتھ نہ ملجاوے۔ اور ظالموں اور ان کے متعلقین کے کھانے سے پرہیز کرتے۔ مگر اس وقت کہ صاف معلوم ہو جاتا۔ کہ اُدھار لیا گیا ہے۔ ایک دن آپ نے شیخ شہاب الدین سہروردی سے حکایت کی کہ وہ مریدوں کو اسماء الحسنیٰ کے ورد کی تعلیم کرتے اور چالیس دن کے بعد ان سے سنتے جس اسم کے ساتھ ان کی حالت میں تغیر آنے لگتا۔ وہی اسم تعلیم فرماتے پھر فرمانے لگے۔ کہ اس عاجز کی دانست میں اس کی استعداد کے مطابق اسم ذات ہے پھر کسر نفسی کرتے تھے۔ کہ میں کیا ہوں اور میری سمجھ کیا ہے۔ اور کبھی فرماتے۔ یہ کیا مسلمانی ہے یہ کیسا ایمان

اور بہت وقتوں میں اپنا انکسار ظاہر کرتے۔ اور جلبس کا طریق کسی مرید کو نہیں سکھلاتے تھے اگرچہ اس کے منع ہونے میں دم نہیں مارتے تھے۔ اور تاکید کرتے تھے۔ کہ روایت میں خیانت نہ کرو ایک دن میں نے نقل کیا کہ جذب القلوب میں شیخ عبدالحق نے لکھا ہے کہ مکہ معظمہ میں استفتاء آیا۔ کہ ایک شخص نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ کہ فرماتے ہیں اشرب الخمر مشائخ نے مختلف جواب دئے۔ مگر فلاں شیخ کہ اس کا نام مجھ کو بھول گیا۔ بولا کہ اس خواب دیکھنے والے کی حس نے غلطی کی ہے۔ لاتشرب الخمر کو اشرب الخمر سمجھ لیا ہے۔ اور میں نے کہا کہ وہ شیخ مجلس میں حاضر تھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ یہ کتاب میں لکھا ہوا ہے۔ کہ وہ شیخ مجلس میں حاضر تھا اور سخت منع کرتے تھے۔ کہ روایت میں خیانت نہ کرو۔ اور دل میں واہی تباہی خیال کرنے سے بہت منع فرماتے تھے۔ اور خود نیت کے سوا کوئی کام اور بات نہ کرتے۔ اور کسی کے سامنے اس کی تعریف نہ کرتے اور ہر قسم کی تربیت سنت سنیہ کے مطابق کرتے۔ اور آپ کے مریدوں کا یہ خاصہ ہے کہ چھوٹی سی سنت چھوڑنے یا ناجنس کی صحبت اختیار کرنے یا شبہ والے کھانے کے ساتھ مکدر ہو جاتے ہیں اور یہ لطافت کی علامت ہے۔ نہ ضعف نسبت کی اور فرماتے تھے۔ کہ جلدی طالب کو مضر ہے بلکہ کام شروع کرے۔ ساتھ بہت التجا کے اور عبادت کئے جاوے۔

شاید اس رسالہ میں آپ نے کسی چیز کو سنت کے خلاف دیکھا ہو گا

اس لئے آپ نے اس رسالہ کے آخر میں اپنے ہاتھ سے یہ لکھا۔ "در آخر ہمہ اشغال را ترک کردند بجز تلاوت کلام اللہ و ادعیۂ ماثورہ واز بدعت احتراز میکرد خواہ بدعت اصلی باشد یا وصفی" اور اس رسالے کے آخر میں یہ شعر لکھا ہوا تھا۔

بسکہ شنیدی صفت روم و چیں ۔۔۔ خیز بیا ملک سنائی ببیں

اس شعر سے چونکہ قبروں کی تعظیم اور لوگوں کو قبر پرستی کی طرف بلانا موہوم ہوتا ہے۔ اس لئے آپ نے اس شعر کو مٹا دیا۔ شرک کے وسیلوں کو بند کرنا اور شرک کی جگہوں سے بچنا آپ کی عادت تھی۔ جزاہ اللہ خیراً والحمد للہ رب العلمین۔ خاتمہ شد

مکتوبات امام الزمان شیخ عبداللہ غزنوی علیہ الرحمۃ والغفران

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ اور البتہ پچھلا گھر بہتر ہے واسطے اُن لوگوں کے جو پرہیزگاری کرتے ہیں کیا پس نہیں سمجھتے ہو تم۔

از عبداللہ بعبداللہ وعبدالرؤف بعد از سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ واضح باد کہ مقصود اصلی و مطلوب کلی حصول دولت رضائی اوست پس زہے سعادتمندی کہ روز وشب در اندیشۂ آن باشد کہ بہرہ از دولت رضای او سبحانہ بدست آرد ووائے بدبختے کہ مطلق العنان در چراگاہ ہوا وہوس میچرد وہمت بر احراز دولت عظمیٰ نگمارد واوقات عمر عزیز کہ وسیلۂ قرب وسرمایۂ تحصیل رضوان حق جل وعلاست از دست ندہند و کلام اللہ واحادیث رسول اللہ را ورد دائمی ووظیفۂ مستمری گردانند وخاطر را در فہم معانی آن ومتاثر شدن از آن مستغرق دارند خصوصاً معانی کلام اللہ را خزینۂ اسرار الٰہی دانستہ بہرہ از آن بدست آوردن را دولت نقد وغنیمت وقت وسعادت روزگار خود شمارند و صلوٰۃ را کہ از اعظم شعار اسلام است بجہت اشتغال باشغال دینیہ ودنیویہ از اوائل اوقات تاخیر نکنند ودل خود پیش از شروع در نماز از اشتغال بامور دنیوی وہر چہ موجب تشویش وتفرقۂ باطن وتوزع فکر وتشتت جمعیت بود فارغ ومجموع گردانند تا در نماز حاضر بود کہ چہ مے کند وچہ مے خواند ودست غفلت نباشد وخطاب بفحوائے عتاب

لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى نہ نزدیک جاؤ تم نماز کے اور ہو تم مست۔

متوجہ نشود الغرض کہ در مراعات حضور قلب وخشوع باطن حق سعی بجا آرند وتمام جد وسعی خود را مبذول

دانند چه اگر نماز از معنی حضور و نیاز خالی باشد صورتی بی حقیقت و کالبدی بیجان خواهد بود۔

وقال اللہ تعالیٰ

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ۝ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا

تو کہہ ہم بتا دیں تم کو وہ لوگ جنہوں نے ٹوٹا پایا اپنے کاموں میں وہ لوگ ہیں۔ کہ کھوئی گئی کوشش ان کی دنیا کی زندگی میں اور وہ سمجھتے ہیں۔ کہ وہ اچھے کام کرتے ہیں۔

ثانیاً آنکه کتاب کشف الغمه عبدالرحمن[1] خواهد فرستاد برای حقیر نقل نموده باصل بغور تمام مقابله نمایند و درین باب تعجیل نموده توقف و بیباکی نکنند و در باب نصرت و معاونت چه گویم و چه نویسم که از اهم فرائض اسلامی و اوکد واجبات دینی مے انگارم که ابلاغ آن لازم است ازجهت صاف صاف مے نویسم و هرگز هرگز از آن ننگ و عار نمی آرم زیاده تفصیل مقال از زبان صدق ترجمان عبدالرحمن استفسار نمایند آنچه نوشتند قرین صدق و راستی دانند۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از عائذ باللہ عبداللہ بکافه اهل اسلام خصوصاً آنانکه با فقیر راه مودت و محبت پیموده اند اعلام عام آنکه فقیر را بیش از بیش امر بجد و جهد کوشیدن در اجرای کلام الٰهی کرده میشود لهذا همیشه همیشه آشنا و بیگانه را ترغیب این امر مے نمایم۔ و هر کسے را بار بار باین معنی میخوانم اولاً برحسب مضمون وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ (اور ڈر سنا اپنے نزدیک کے ناطے والوں کو۔) اقارب خود را ازان واندار مے دهم۔ امابعد پس مے گویم که بعضے از پسران فقیر اراده عزم سفر بخاطر بست برائی وسیله استیذان مراسله نوشتند بدین مضمون خواهم که علومے که بدستیاری شان معانی غامضه قرآن و حدیث بدست آرم و بفهم قواعد عزیزه محدثین از قدیم و حدیث بآسانی برسم در سحر این شب باران بشارات غیبی و تنبیهات ربانی و اشارات سبحانی بارید بعضے از آن بشگوفه گلستان خندید و برخی باستقامت و صبر و انتظار برحمت پروردگار باعث گردید چونکه اهل این زمان دائماً رفع محاکمه و مشاجره بطواغیت باطله خود مے نمایند۔ برخلاف فائده ارسال رسل و انزال کتب که اطاعت و متابعت ایشان است و بس کما قال عز من قائل

[1] عبدالرحمان مشهور قاضی منصور جان پشاوری

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰہِ اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس واسطے کہ اس کا حکم مانئے اللہ کے فرمان سے۔

ہر فرقہ را طاغوتے علیحدہ مہیا شد وہر طائفہ را ئیس جدا گانہ پس تفرق کلی وتمزق دائمی بہم رسید ومقصود اصلی از ارسال وانزال بالکل منفی گردید ازیں سبب فقیر را الہام شد۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا — اور مضبوط پکڑو رسی اللہ کو سب مل کر۔

ایضاً الہام شد اَلَمْ اَعْھَدْ اِلَیْکُمْ یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَ اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ وَّاَنِ اعْبُدُوْنِیْ ھٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ — میں نے نہ کہہ رکھا تھا تم کو اے آدم کی اولاد کہ نہ پوجیو شیطان کو وہ کھلا دشمن ہے تمہارا اور یہ کہ پوجو مجھ کو یہ راہ ہے سیدھی۔

والیضاً وَمَالِیَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِیْ فَطَرَنِیْ الآیہ — اور مجھ کو کیا ہے کہ میں بندگی نہ کروں اس کی جس نے مجھ کو بنایا اور اسی کی طرف پھر جاؤ گے۔

وہمچنیں الہام شد۔

وَاَنَّ ھٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْہُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِکُمْ عَنْ سَبِیْلِہٖ۔ — اور یہ کہا کہ یہ راہ ہے میری سیدھی سو اس پر چلو اور مت چلو کئی راہیں پھر تم کو پھٹا دیں گے اس کی راہ سے۔

والیضاً فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ الآیہ — پس بچو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی ہیں۔

وہمیں طور الہام شد۔

قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا الآیہ — بچاؤ اپنی جانیں اور اپنے گھر والے آگ سے۔

وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ — اور مت ڈالو اپنی جان ہلاکت میں

ونیز الہام شد۔

وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ الَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْھُمْ مُّصِیْبَۃٌ الآیہ — اور خوشی سناؤ صبر کرنے والوں کو جو جب ان کو پہنچے مصیبت آخر آیت تک۔

والیضاً قُلْ ھٰذِہٖ سَبِیْلِیْٓ اَدْعُوْٓا الآیہ — تو کہہ یہ میری راہ ہے بلاتا ہوں میں اللہ کی طرف آخر آیت تک

ایضاً اِقْرَاْ کِتَابِیْ وَلَا تَقْرَاْ سِوٰی کِتَابِیْ فَمَنِ ابْتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْعٰدُوْنَ — پڑھ میری کتاب اور میری کتاب کے سوا اور کچھ نہ پڑھ پھر جو طلب کرے اس کے سوا اور سو راہ وہی ہیں حد سے بڑھنے والے ۱۲۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از عائذ باللہ عبداللہ بعد از سلام مسنون سید الانام بہدایت اللہ واضح و لائح باد کہ دنیا روزے چند است عاقبت کار با خداوند ست و پروردگار عالم جل شانہ در قرآن عظیم و فرقان حمید خود فرمودہ کہ دنیا لہو و لعب و زینت و تفاخر و تکاثر است باید کہ انسان عاقل حیات چند روزہ را مشغول کاربار لہو و لعب نسازد و حیات را غنیمت کبری شمرد و بہ رضیات مولائی خود پردازد و شب و روز را بعبادت مصروف سازد کہ حق تعالی جل سلطانہ فرمودہ

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ اور نہیں پیدا کئے میں نے جن اور آدمی مگر اس لئے کہ میری عبادت کریں۔

بندہ ہمان ست کہ بندگی کند و این عاجز ہم بندہ مولائی خود ہست و شما ہم بندہ مولائی خود ہستید و فکر و تدبر بکنید کہ در عالم چہ قدر فتنہ و فساد ست و صحبت کردن و بودن در عالم چہ قدر زہر قاتل ست و حق تعالی از فتنہ و فساد پرہیز فرمودہ کہ

وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْكُمْ خَاصَّةً وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ اور بچتے رہو اس فساد سے کہ نہ پڑیگا تم میں سے ظالموں ہی پر چن کر اور جان لو کہ اللہ کا عذاب سخت ہے۔

و در حدیث شریف آمدہ است کہ در زمان فتن باید کہ مومن از شہرہا برود بکوہ و صحرا و اگر ہیچ اسباب نداشتہ باشد بزیر یک درخت سکونت اختیار کند و گذران بکند و بعبادت پروردگار خود مشغول باشد تا کہ جان بدہد و بمیرد و از فتنہ و فساد یکسو باشد و کاغذ در اتمام تفسیر نوشتہ بودند رسید بسیار خوشی و خورمی حاصل گردید حق تعالی جل شانہ سعی شما مقبول گرداند و در آن نیز نوشتہ بودند کہ عبدالرحمن کہ شما وعدہ کردہ بودند کہ ما نے آئیم و باز یکجا میرویم و عبدالرحمن نیامد و این جانب را راہ و احوال معلوم نیست الحال عبدالرحمن را فرستادیم باید کہ خود شما معہ تفسیر برخاستہ بیایند و صحبت را غنیمت باید شمرد۔ و حقیقت دنیا را فہمیدہ عبرت گیرند و در احوال گذشتگان نظر کنند ؎

گیرم کہ چون فغفور چین باشد ترا اندر نگین — آخر روی زیر زمین این تخت و تمنا تا بکی

تا چند داری شور و شر در حفظ اسپ گاو و خر — اے بوالہوس کوری مگر این شم و غوغا تا بکی

تا چند داری نام و ننگ این نام فانی زیر سنگ — محبوس گردی گور تنگ حرف زبانہا تا بکی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

از عائذ باللہ عبداللہ بعد از سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ واضح ولائح باد کہ منتخب ثناء اللہ از زاد المعاد کہ قبل ازین خواستہ بودم باز تاکید کردم چہ قدر انتظار ست کہ کدام وقت بیاید واذکار نووی نیز عرض کردہ بودم۔ ہر دو را بمجرد رسیدن خط عنایت کنید شاید کہ بمرضیات رب عزیز ہر دو مشرف شویم۔

یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ اَیْنَ رِضَاكَ اِیَّاكَ نَعْبُدُ
وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ یَا مَنْ هُوَ الْمَعْبُوْدُ الْمَشْكُوْرُ
فِی الْحَقِیْقَةِ اِذْ لَا مُنْعِمَ سِوَاهُ وَكُلُّ نَفْعٍ
یَجْرِیْ عَلٰی یَدِ غَیْرِهٖ فَهُوَ الَّذِیْ اَجْرَاهُ

اے ارحم الراحمین تیری خوشی کس کام میں ہے۔ تیری ہی عبادت کرتے ہیں ہم اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں اے وہ ذات جو وہی معبود ہے اور بحقیقت اُسی کا شکر بجالانا چاہیے کیونکہ کوئی نہیں انعام کرنیوالا بجز اُسکے اور جو فائدہ اس کے سوا دوسرے کے ہاتھ سے پہنچتا ہے۔ اس کا پہنچانے والا وہی ہے۔

مجنوں صفتم دربدرو خانہ بخانہ
شاید کہ ببینم رخ لیلی بہ بہانہ

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ اَیْنَ رِضَاكَ
یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ اَیْنَ رِضَاكَ
اِرْحَمْ عَلَی الْمُضْطَرِّ مَنْ تَسْتَجِیْبُ سِوَاكَ
ثَبِّتْ عَلَی التَّوْحِیْدِ عِرْضِیْ وَرُوْحِیْ فِدَاكَ
اَنْتَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ اَنَا الذَّلِیْلُ الْمُلِیْمُ
اِرْحَمْ عَلَی الذَّلِیْلِ مَنْ لِلذَّلِیْلِ سِوَاكَ
اَنْتَ الْقَوِیُّ الْمَتِیْنُ اَنَا الضَّعِیْفُ الْمِسْكِیْنُ
اِرْحَمْ عَلَی الضَّعِیْفِ مَنْ لِیَ الرَّبُّ سِوَاكَ
اَنْتَ اِلٰهُ لَنَا نَحْنُ عَبِیْدُ اِیَّاكَ
فَاصْرِفْ قُلُوْبَ الْعِبَادِ عَمَّا یَكُوْنُ سِوَاكَ
ثَبِّتْ عَلَی التَّوْحِیْدِ یَا مَنْ هَدَیْتَ لَنَا
لَوْلَا هِدَایَتُكَ مَا اهْتَدَیْنَا اِیَّاكَ

ای زندہ از ازل تا ابد اے مخلوقات کے تھامنے والے تیری خوشی کس کام میں ہے۔ اے بزرگی اور عزت والے تیری خوشی کس کام میں ہے۔ تو رحم کر اس بے قرار پر کون دعا قبول کرے تیرے سوا تو توحید پر ثابت رکھ میری عزت اور روح قربان ہے۔ تجھ پر تو غالب مہربان ہے اور میں ذلیل ملامت میں پڑا ہوا ہوں تو رحم کر ذلیل پر ذلیل کو تیرے سوا کون عزت دے سکتا ہے تو زور اور مضبوط ہے اور میں ضعیف بیچارہ ہوں تو بیچارے پر رحم کر میرا تیرے سوا کون مالک ہے تو ہمارا آقا ہے اور ہم تیرے غلام ہیں پھر تو پھیر بندوں کے دلوں کو اس چیز سے جو تیرے سوا ہے ثابت رکھ ہم کو توحید پر اے وہ ذات جس نے ہم کو اس کا راستہ دکھایا۔ اگر تیری راہداری نہ ہوتی تو ہم تیرا راہ نہ پاتے۔

ذا غربتی وکربتی یا بالعباد رؤف
ارحم علی الغرباء من لی الرب سواک
ذا غربتی ذا ذلتی یا من عززت لنا
العزۃ لک للہ والذلۃ بسواک
ارحم علی المضطر من یستجیب سواک
ثبت علی التوحید ابی وجدی فداک

فائدۃ فی الحث علی الازدیاد من الخیر فی اواخر العمر قال اللہ تعالی اولم نعمرکم ما یتذکر فیہ من تذکر وجاءکم النذیر قال ابن عباس رضی اللہ عنہ والمحققون معناہ اولم نعمرکم ستین سنۃ وقیل معناہ ثمانی عشر سنۃ وقیل اربعین سنۃ قالہ الحسن والکلبی ومسروق ونقل عن ابن عباس ایضا ونقلوا ان اھل المدینۃ کانوا اذا بلغ احدھم اربعین سنۃ تفرغ للعبادۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعذر اللہ الی امرء اخر اجلہ حتی بلغ ستین سنۃ رواہ البخاری قال العلماء معناہ لم یترک لہ عذرا اذا امھلہ

یہ میری مسافرت ہے اور میری تکلیف ہے اے وہ ذات جو اپنے بندوں پر مہربان ہے رحم کر غریبوں پر کون میرا مالک ہے سوا تیرے یہ میری غربت ہے یہ ذلت ہے اے وہ ذات جس نے ہم کو اپنا راہ دکھا کر عزت بخشی عزت تیری ہی راہ میں ہے اور ذلت تیرے سوا دوسروں کے لئے ہوں میں رحم کر بیقرار پر کون دعا قبول کرے سوا تیرے اور توحید پر ثابت رکھ میرے باپ دادا قربان تجھ پر۔

آخر عمر میں بہت نیکی کرنے کی ترغیب میں فائدہ فرمایگا اللہ تعالی قیامت میں کیا ہم نے عمر نہ دی تھی تم کو جتنے میں سوچ لے جس کو سوچنا ہو اور پہنچا تم کو ڈر سنانے والا۔ ابن عباس رض اور محققین کا یہ قول ہے کہ اس آیت میں اس عمر سے جس کی بابت اللہ تعالی یاد دلاویگا ساٹھ سال کی عمر ہے بعض نے کہا اٹھارہ سال بعض نے کہا چالیس سال یہ حسن اور کلبی اور مسروق کا قول ہے اور ابن عباس رض سے بھی یہ قول منقول ہے۔ اور انہوں نے نقل کیا ہے۔ کہ مدینہ والوں میں سے جب کوئی شخص چالیس سال کی حد کو پہنچ جاتا تو عبادت کے لئے فراغت حاصل کر لیتا تھا۔ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عذر دور کر دیا اللہ تعالی نے اس مرد کا جس کی عمر میں اس قدر مہلت دی۔ کہ وہ ساٹھ سال کا ہو گیا یہ حدیث بخاری میں ہے علماء نے کہا اس حدیث کے یہ معنی ہیں کہ جب آدمی کی اس قدر عمر ہو جائے تو اس کا

هٰذِهِ الْمُدَّةِ يُقَالُ اَعْذَرَ الرَّجُلُ اِذَا
بَلَغَ الْغَايَةَ فِى الْعُـــــذْرِ

کوئی عذر باقی نہیں رہتا جب کسی کا کوئی عذر باقی نہیں
رہتا۔ تو کہتے ہیں اعذر الرجل۔

الغرض این آیت واین حدیث را نصب العین سازید و در سجده بسیار گوئید۔

اَللّٰهُمَّ اَعِنِّىْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ
وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ۔

الٰہی میری مدد کر اپنی یاد اور شکر پر اور اس پر کہ میں
تیری عبادت عمدہ طور پر کروں۔

و کریمہ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ
تَبْتِيْلًا رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا اِلٰهَ
اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا۔

اور یاد کر نام پروردگار اپنے کا اور منقطع ہو جا اس کی
طرف منقطع ہو جانا جو مالک ہے مشرق اور مغرب کا
نہیں کوئی معبود اس کے سوا پس پکڑ اس کو اپنا کارساز۔

نصب العین سازید و فی الحث علی ازدیاد الخیر فی اواخر العمر ہمیں آیت و حدیث کافی ست
اگر نصب العین شود لاکن بے خلوص نیت و اتباع سنت ہیچ عمل مقبول نیست۔

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ لَا يُقْبَلُ قَوْلٌ
اِلَّا بِعَمَلٍ وَلَا يُقْبَلُ قَوْلٌ وَعَمَلٌ
اِلَّا بِنِيَّةٍ وَلَا يُقْبَلُ قَوْلٌ وَعَمَلٌ
وَنِيَّةٌ اِلَّا بِمُوَافَقَةِ السُّنَّةِ
لِاَنَّ الْقَوْلَ وَالْعَمَلَ وَالنِّيَّةَ الَّذِىْ
لَا يَكُوْنُ مَسْنُوْنًا مَشْرُوْعًا قَدْ اَمَرَ اللّٰهُ
بِهٖ يَكُوْنُ بِدْعَةً لَيْسَ مِمَّا يُحِبُّهُ اللّٰهُ
فَلَا يَقْبَلُهُ اللّٰهُ وَلَا يُصْلِحُ مِثْلَ اَعْمَالِ
الْمُشْرِكِيْنَ وَاَهْلِ الْكِتَابِ

سعید بن جبیر سے منقول ہے۔ کہ کوئی قول عمل کے سوا
مقبول نہیں ہوتا۔ اور کوئی قول عمل نیت کے سوا
مقبول نہیں ہوتا۔ اور کوئی قول اور عمل اور نیت مقبول
نہیں ہوتی۔ جب تک سُنّت کے مطابق نہ ہو۔
کیونکہ جو قول اور عمل اور نیت سُنّت کے مطابق نہیں
ہے۔ جس کا خدا نے حکم دیا ہے کہ وہ بدعت ہے۔
جس کو خدا دوست نہیں رکھتا۔ پھر نہیں قبول فرماتا
اللہ تعالیٰ اور نہیں درست کرتا بدعتی کا عمل جیسے
مشرکوں اور اہل کتاب کے عمل۔

الغرض اگر مقام محبوبیت میخواہی دریں دو امر کہ مدار مقبولیت ست سعی تمام و کلفت مالا کلام ورزید

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ
يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ شاید این مدعا ست۔

تو کہہ اگر تم محبّت رکھتے ہو اللہ سے تو میری راہ
چلو۔ کہ اللہ تم کو چاہے۔

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ اِهْدِنَا

تیری ہی عبادت کرتے ہیں ہم اور تجھ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں دکھا ہم کو

الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ

سیدھی راہ راہ ان لوگوں کی جن پر تو نے فضل کیا نہ اُن لوگوں کی راہ جن پر تو غصے ہُوا۔ اور نہ راہ گمراہوں کے۔

وَلِهٰذَا كَانَ اَئِمَّةٌ يَجْمَعُوْنَ هٰذَيْنِ الْاَصْلَيْنِ قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ وَاُبَيُّ ابْنُ كَعْبٍ وَاَبُو الدَّرْدَآءِ اِقْتِصَادٌ فِي السُّنَّةِ خَيْرٌ مِّنِ اجْتِهَادٍ فِيْ بِدْعَةٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلِظُّوْا بِيَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ النَّسَآئِيُّ مِنْ رِوَايَةِ رَبِيْعَةَ بْنِ عَامِرٍ الصَّحَابِيِّ قَالَ الْحَاكِمُ صَحِيْحُ الْاِسْنَادِ ـ

اور اسی واسطے دین کے پیشوا ان دونوں اصلوں یعنے نیّت اور موافقت سُنّت کو جمع کرتے تھے کہا ابن مسعودؓ اور ابی بن کعب اور ابو الدرداء نے سُنّت کے اتباع میں تھوڑی کوشش کرنی بہت بہتر ہے بدعت میں زیادہ کوشش کرنے سے فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لازم کرو تم کہنا یا ذا الجلال والاکرام کا اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا اور روایت کیا اس کو نسائی نے ربیعہ بن عامر کی روایت ہے۔ کہا حاکم نے اس حدیث کا اسناد صحیح ہے۔

اَلِظُّوْا بِكَسْرِ اللَّامِ وَتَشْدِيْدِ الظَّاءِ الْمُعْجَمَةِ مَعْنَاهُ اَلْزِمُوْا هٰذِهِ الدَّعْوَةَ وَاَكْثِرُوْا مِنْهَا ـ

يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ اَنَا خَادِمُ عِزَّتِكَ اَنَا خَادِمُ كَلَامِكَ مَنْ اَنْصَارِيْ اِلَى اللّٰهِ

اے ذالجلال والاکرام میں تیری عزّت کا خادم ہوں اور تیری کلام کا خادم ہوں۔ کون مدد کرے میری اللہ کی راہ میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

از عبد اللہ بفرزندیم محمد و احمد و عبد اللہ و عبد الجبار و عبد الستار و عبد القیوم و عبد العزیز و عبد الرحیم و عبد الواحد و بہمہ اہلبیت بعد از سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ واضح باد کہ مدتیست کہ خطوط روانہ مے کنم و وصیت ہائے کنم و جواب ہیچ نمے آید کہ آن وصیتہا بجا می آریم یا نہ ضرورت در تربیب بچہ ہا و دختر ہا سعی بیش از بیش باید کرد کہ امانت خداست ہم در باب تعلیم کردن وہم در باب ستر و نماز و دیگر احکام رب العزۃ و بفرزندیم فاطمہ و مریم و امۃ اللہ و امۃ الغفار وامۃ الرحیم وامۃ الحمید بعد از سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ واضح باد کہ در باب خواندن و پرہیز

کردن خصوصاً ادب والدہائے خود و در باب ستر و حیا و نماز چہ تاکید کنم و نماز چاشت و تہجد
ہمہ اہلبیت ناغہ نکنند و ادعیۂ ماثورہ کہ برائے بچہ ہا نوشتہ ام ضرور بخوانید و بخانہ عبد اللہ
نزوید اگر صبر کردید عزیز دنیا و آخرت میشوید ورنہ خاسر الدنیا والآخرت میشوید العیاذ باللہ
و بہ محمد و احمد و عبد اللہ چہ تاکید کنم در باب تقوے کہ اصل آن اجتناب از صحبت غافلان
ست و از خواندن ابیات و شنیدن آن پرہیز کلی باید کرد کہ محققین نوشتہ اند کہ زنا زبان
ست اگر وصیت حقیر بجا آوردی امید بارحم الراحمین ست کہ سختی را بآسانی و فراق را
بوصال مبدل کند و دیگر سخنان شریف زبانی خواہد گفت و ہوش کنید کہ ایّام آزمائش
ست و برائے تربیت در ایّام طفولیّت شمارا اگر افراط شدہ عفو کنید و از والدہائے
خود عفو برائے این حقیر خواستہ در کاغذ نوشتہ روانہ نمائید و دیگر ہمہ احوال روانہ نمائید فقط.

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ	سب تعریف واسطے اللہ پالنے والے جہانوں کے خوشی اور
وَفِی الْیُسْرِ وَالْعُسْرِ وَفِی النِّعْمَۃِ وَالنِّقْمَۃِ	ناخوشی میں آسانی اور تکلیف میں نعمت میں اور رنج میں
وَفِی الرَّحْمَۃِ وَالزَّحْمَۃِ وَالشِّدَّۃِ وَالرَّخَآءِ	رحمت میں اور زحمت میں سختی میں اور نرمی میں عطا میں
وَالْعَطِیَّۃِ وَالْبَلَآءِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی	اور بلا میں اور درود اور سلام اُس ذات حمیدہ صفات
مَنْ مَّا اُوْذِیَ نَبِیٌّ مِثْلَ اِیْذَائِہٖ وَمَا ابْتُلِیَ	پر جن کی طرح کوئی پیغمبر تکلیف نہیں دیا گیا اور کوئی
رَسُوْلٌ نَحْوَ ابْتِلَآئِہٖ فَلِھٰذَا صَارَ رَحْمَۃً	رسول ویسا نہیں آزمایا گیا۔ اور اسی واسطے ہو گئے آپ
لِّلْعَالَمِیْنَ وَسَیِّدَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ	رحمت واسطے جہانوں کے اور سردار پہلوں اور پچھلوں کے.

فرزندانِ گرامی وقت ابتلا ہر چند تلخ و بے مزہ است۔ اما اگر فرصت دہند مغتنم ست درین وقت چون شمارا
فرصت دادہ اند۔ حمد خدا جلشانہ بجا آوردہ متوجہ بکار خود باشند و یک لمحہ و لحظہ فراغت سر خود
تجویز نکنند و یکے از سہ چیز باید کہ خالی ازان نباشند تلاوت قرآن مجید و اداے نماز بطول قنوت
و تکرار کلمۂ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ باید کہ بکلمہ لا نفی آلہۃ ہوائے نفس خود نمایند و رفع مقاصد و مرادات
خویش کنند مراد خود طلبیدن الوہیت خود کردنست باید کہ ہیچ مرادے اندر ساخت سینہ گنجائشی نبود
ہیچ ہوسے در متخیلہ نماند تا حقیقت بندگی متحقق شود مراد خود خواستن مستلزم رفع مراد مولائے

خود است و معارضہ کردنست بصاحب خود و این معنی مستلزم نفی مولائے خود است و قبح اثبات
مولائیت خود را نیک دریافتہ نفی دعوی الوہیت خود نمائیند تا زمان کہ از ہوا و ہوس ہا بتمام
پاک نگردند و جز مراد مولائے خود مرادے نداشتہ باشند این معنی بعنایت اللہ سبحانہ امید است
کہ در ایام بلا و در اوقات ابتلاء بسہولت میسر گردد و در غیر این ایام ہوا ہا و ہوسہا سد ہائے
سکندریہ است۔ و در گوشہ ہا خزیدہ باین امر مشتغل باشند کہ فرصت مغتنم ست و در زمان فتن
اندک را بسیار قبول مے نماید و در غیر زمان فتن ریاضات و مجاہدات شاقہ در کار است۔
ملاقات واقع شود یا نہ نصیحت ما ہمین کہ مرادے و ہوسے نماند و والدہ ہائے خود را نیز
برین مطلع سازند۔ و دلالت نمایند باقی احوال این نشاد گذرندہ است چہ در معرض
بیان آرد بر خوردان شفقت دارند و بخواندن ترغیب نمایند و اہل حقوق تا توانند
از جانب من راضی سازند و بدعائے سلامتی ایمان ممد و معاون باشند و مکرر دعوکہ
نوشتہ میشود کہ این وقت باموری لاطائل صرف نکنند و بغیر ذکر الٰہی جل سلطانہ باید کہ
بہیچ چیز نپردازند اگرچہ خواندن ابیات و تکرار طلبہ بود وقت ذکر ست ہوا ہائے نفسانی
را کہ آلہہ باطلہ است در تحت لا آرند تا تمام منتفی شود و ہیچ مرادے و مقصودے نماند
حتی کہ خلاصی من کہ بالفعل از اہم مقاصد شماست نیز باید کہ مراد شما نباشد و بتقدیر و فعل
و ارادہ او تعالیٰ راضی باشند و والدہ ہائے خود را تسلی بدہند و ترغیب آخرت نمایند ملاقات
یک دیگر را اگر حق سبحانہ و تعالیٰ خواستہ باشد میسر خواہد شد و الا بتقدیر او تعالیٰ راضی باشند
و دعا کنند کہ در دار السلام جمع گردیم و تلافی مافات دنیا بکرم او تعالیٰ بآخرت حوالہ نمایند و باید کہ
مداومت و محافظت بر صلوٰۃ خمسہ کما ینبغی بجا آرند یعنی در اوائل اوقات با خضوع خشوع و
اتمام و تعدیل ارکان با قراءت ادعیہ ماثورہ ادا نمایند و بخواندن سورۃ فاتحہ رطب اللسان باشند
تا کہ در وزبان و جنان گردد وکلمہ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

یعنی نہیں ہے کوئی عبادت کے لائق مگر اللہ وہ اکیلا ہے کوئی نہیں ہے شریک اس کا واسطے اسی کے ہے اصل بادشاہی اور اسی کے ہے سب تعریف۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے

بعد از سلام گردانیدن نماز فجر پیش از حرکت از قعدهٔ صلوٰۃ دہ بار بخوانند و ہمچنیں بعد از نماز شام و بعد از نماز پنجگانہ یعنے فرائض اوقات خمسہ سُبحان اللہ سی و سہ بار الحمد للہ سی و سہ بار اللہ اکبر سی و چہار بار یا سی و سہ بار و یک بار لا الہ الا اللہ الخ تلاوت نمایند و زنہار زنہار زنہار با غافلان دنیا طلب صحبت بخونید کہ احمد از ابو الدرداء و ترمذی و حاکم از ابو سعید خدری روایت کردند۔ کہ فرمود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کہ ہمنشینی مکن مگر با مسلمان کامل الایمان و باید کہ طعام ترا نخورد مگر متقی و لبغوی از ابی ہریرہ روایت کردہ کہ فرمود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کہ آدم بر دینِ مذہب دوست خود می باشد پس ببیند یکی شما کہ با کہ دوستی دارد و ہمچنیں از ابن مسعود از آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مرویست کہ فرمود۔

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ — آدمی آخرت میں اُسی کے ساتھ ہو گا جس کو دوست رکھتا ہے۔

یعنی انسان در آخرت با کسی باشد کہ او را دوست دارد و حق تعالیٰ مے فرماید

اَلْاَخِلَّاءُ یَوْمَئِذٍ بَعْضُھُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ — جتنے دوست ہیں اُس دن دشمن ہوں گے مگر جو ہیں ڈرنے والے

یعنی دوستان در قیامت دشمن خواہند بود مگر متقیان و حق تعالیٰ می فرماید مردم در روز قیامت بر دوستی کردن حسرت خواہند کرد و خواہند گفت

یٰوَیْلَتٰی لَیْتَنِیْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِیْلًا — اے خرابی نہ پکڑی ہوتی میں نے فلانے کی دوستی۔

اے ہلاکی من اے کاش کے من نگرفتم فلاں کس را دوست ؎

دور شو از اختلاط یار بد — یار بد بد تر بود از مار بد
مار بد تنہا ہمیں بر جان زند — یار بد بر جان و ایمان بر زند
صحبت صالح ترا صالح کند — صحبت طالح ترا طالح کند
نار خنداں باغ را خنداں کند — صحبتِ نیکاں ترا نیکاں کند

و باید کہ مرت بعد اُخرے در کریمہ

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا یَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ — کیا تم کو خیال ہے کہ بہشت میں چلے جاؤ گے اور ابھی تم پر آئی نہیں احوال ان کے جو آگے ہو چکے تم سے

مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ

پہنچی ان کو سختی اور تکلیف اور ہلائے گئے یہاں تک کہ کہنے لگا رسول اور جو اس کے ساتھ ایمان لائے۔ کب آویگی مدد اللہ کی سن رکھو مدد اللہ کی نزدیک ہے۔

نظر بہ تدبر و تذکر بر گماشتہ نباید کہ بسان شکل رابع رابع از درجۂ اعتبار ساقط نمایند بلکہ باید کہ شکل اول را بالائی این کریمہ مانند سپند بسوزانند کہ نور ایمان در جولان آید و آئینۂ دل روئے اخلاص نماید و چون طفلی از اولاد عبد المطلب گویا می شد آنحضرتؐ اورا کلمۂ توحید و آیۃ

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا

کہ سب تعریف واسطے اللہ کے جس نے نہیں رکھی اولاد اور نہ کوئی اس کا ساجھی سلطنت میں نہ کوئی اس کا مددگار ذلت کے وقت پر اور اس کی بڑائی کر بڑا جانکر

تعلیم می فرمود چنانچہ در حصن حصین وغیرہ مرقوم است۔ ہمیں را معمول باید کرد۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

از عبد اللہ بمخلصان یک رنگ ملا نور محمد و خواجہ رحیم داد و عبد المنان و عطاء الرحمن و محمد حسن و عبد الصمد و علی محمد و عبد السلام و روضۃ الدین و سیف الدین و روضۃ الدین و عبد الواسع و مولی داد و مدد و باز محمد و خداداد و موسیٰ و رحیم بخش و محمد و محمد رضا و دوست محمد و باران و یار محمد و آدم جان و عبد الکریم و قائم خان و بلوچ و طرہ باز و میر باز و سلطان محمد و سید گل و میر حسین و عین الدین و ابنا ئہم و اخوانہم سلمہم اللہ تعالیٰ و ہداہم سواء الطریق بعد سلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ معروض آنکہ اے عزیزان ارجمند باغ ایمان را بہار نعمت و خزان زحمت ہر دو لاحق حال اند بہار بجز خزان متصور نیست ہر کہ شکر در نعما و صبر در ابتلا نکند از باغ ایمان بوئے مشامش نخواہد رسید فرمود خداوند تعالیٰ

اَلٓمّٓ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ

کیا گمان کرتے ہیں لوگ کہ چھوٹ جاویں گے اتنا کہہ کر کہ ہم یقین لائے۔ اور ان کو جانچ نہ لینگے۔ اور ہم نے جانچا ہے ان کو جو ان سے پہلے تھے سو البتہ معلوم کریگا اللہ جو لوگ سچے ہیں اور البتہ معلوم کریگا جھوٹے۔

و نیز فرمودند

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ

اور البتہ ہم آزماوینگے تم کو کچھ ایک ڈر سے اور بھوک سے

وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ
وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ
مُّصِيْبَةٌ قَالُوْآ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ

اور نقصان سے مالوں کے اور جانوں کے اور میووں کے
اور خوشی سنا ثابت رہنے والوں کو کہ جب ان کو پہنچے کچھ
مصیبت کہیں ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھر جانا ہے

ازین آیت پی بمراتب علیا صابرین بردہ مے شود کہ چنانچہ صلوٰۃ بر انبیاء علیہم السلام در کلام مجید خود فرمودہ اند ہمچنان بر صابرین نیز ارزانی داشتند اگر صلوٰۃ انبیاء رتبۂ دیگر دارد و صلوٰۃ صابرین مقامے دیگر اما مجرد مشابہت ہم نعمتے ست عظمیٰ کہ ہر نعمتی بموازنہ آن نمے سنجد ○

ہر آن جو کہ با زر بود ہم عیار　　بنرخ زر آرندش اندر شمار

اگر خوب غور کردہ شود و پے بنہانخانہ تحقیق بردہ شود معلوم خواہد شد کہ تفاوت مراتب بہ تفاوت تحمل مصائب ست ہر چہ در تحمل صعب تر در اجر بیشتر و بدانید کہ سخت ترین اعمال در دین محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہجرت و جہاد ست و اکثر این دو عمل خطیر مشتمل بر دشوار یہا مے باشند کہ بہ نسبت دیگر نخواہد بود و چون خداوند تعالیٰ ازان عزیزان یکے را ازین دو امر خطیر کہ ہجرت ست بوجود آورد الحمد للہ کہ عنایت خاصہ در حق شما مبذول داشت و عظمت شان این امر مجرد بنام نیست بلکہ بہ نسبت دشوار یہا کہ در ضمن ایشان ند ہست و باید کہ ہجرت شما الی اللہ باشد و رو گردانیدن ازین کار رو گردانیدن ست از کردگار

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ
مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ
انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ
عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا

اور نہیں ہے محمد مگر پیغمبر تحقیق گذرے پہلے اس سے پیغمبر کیا
پس اگر مر جاوے یا مارا جاوے کیا پھر جاوگے الٹے پاؤں
اور جو کوئی پھر جاویگا الٹے پاؤں تو وہ نہ بگاڑے گا
اللہ کا کچھ ۔

ہمچنین این داعی نیز بندہ ایست از بندگان تعالیٰ اگر بمیرد و اگر جلا وطن شود باید کہ شما از دین اللہ نگردید کہ بازگشتن ازین کار گویا مردود شدنست از درگاہ پروردگار و عند الامتحان یکرم الرجل او یہان و باید کہ در کریمہ

فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا

پھر نہیں ہارے وہ بسبب اس مصیبت کے کہ پہنچی ان کو راہ
خدا میں اور نہ سست ہوئے اور نہ دبے ۔

نظر عبرت و تدبر گمارید آیا کدام حسن است کہ بمجرد دیدن باد خزان از اہتزاز نسیم بہار خندان

مے شود و کدام شاخیست کہ بجز شدت سرما کشیدن از تاج اوراق سبز خرامان مے گردد اگر او تعالیٰ عنایت کرد سبب ملاقات بوجود آورد باہم ملاقات خواہیم کرد و اوقات حیات مستعارہ با صحبت یکدیگر باتمام خواہیم رسانید و اگر اتفاق ہجرت افتاد باتفاق ہجرت خواہیم نمود فی الجملہ ثبات و استقامت درین راہ دادن راہ مرضات اللہ پیمودن ست و تکاسل و تہاون ورزیدن طریق خسران دنیا و دین اختیار نمودن ست۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

از عبد اللہ بہ محمد و احمد و عبد اللہ و عبد الجبار و عبد العزیز و عبد القیوم و عبد الرحیم و عبد الستار و عبد الواحد و ہمہ اہلبیت بعد از السلام علیکم و علیٰ من لدیکم واضح باد کہ این عاجز صحیح و سلامت و راضی ست از رب خود باشد رضا۔ و تائب ست از ہمہ معاصی و ہم شمارا بخشیدہ ام و شمارا ہم ضرور است کہ از ہمہ گناہان تائب شوید و راضی باشید از رب خود و این عاجز را ہم بخشید از ہمہ حقوق از دل و جان و درمیان خود باہم بحلی بخواہید و باہم بخشید و بچہا و دختر ہا را تربیت کنید و امۃ الحمید و امۃ الوہاب و امۃ الفتاح ضرور نماز بخوانند و عبد العزیز و عبد الستار و عبد القیوم ہم بخوانند در حدیث آمدہ است کہ امر کنید بچہ ہائے خود را بنماز چونکہ ہفت سالہ شوند و بزنید بر نماز چون دہ سالہ شوند الغرض ہر کہ بہ ہفت سال رسیدہ آن را امر کنید بہ نماز و ہر کہ بدہ سال رسیدہ آن را بزنید و بمجرد رسیدن کاغذ بہ نماز استادہ کنانید اگرچہ تمام یاد نباشد و کسانیکہ نماز یاد دارد ترجمہ نماز ضرور تعلیم کنید و نماز ہا را در اول وقت بخوانید و تہجد و نماز چاشت ضرور بخوانید و در باب ستر چہ تاکید کنم و برائے فرزندیم فاطمہ دفقہا اللہ لما یحب و یرضیٰ دو رسالہ تنبیہ الغافلین و یک توحید خالص و یک حقیقۃ الاسلام و یک خیر الکلام فی مسائل الصیام و یک لغت قرآن عظیم فرستادہ شد باید کہ اول تنبیہ الغافلین را بخواند باز توحید خالص باز حقیقۃ الاسلام و بر ہر یکے عمل بکند و الا در روز جزا بر شما حجت میشود۔ و ترجمہ کلام اللہ را ترک نکنید و ہر روز قدرے ازان بخوانید۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

از مہجور الخدمت عبد اللہ بخدمت فیضدرجت والدہ ماجدہ وفقنا اللہ و ایاہا لما یحب و

یرضی. بعد از سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ واضح آنکہ چہ گویم وچہ نویسم کہ قصۂ ہجران دراز ست وشب بیان کوتاہ دست تغابن بر سینہ حسرتم کہ خدمت فیض موہبت آن مشفقہ نکردم چرا بجد وجہد تمام در امتثال اوامر آن مکرمہ نکوشیدم اکنوں تدارک وتلافی آن چگونہ بجا آرم اگرچہ آفات جدائی بے حد واحصاء اند اما دو چیز ازان دل از جا بردہ اند۔ بلکہ سراسر بحسرت وافسوس سپردہ یکے عدم حصول شرافت خدمت میمنت وصول ونہ پرداختن بانکشاف تمام در بیان رسوم کہ درحقیقت ہمہ سموم ایمانند وبرباد دہندہ ایقان اگر خداوند تعالیٰ بفضل عمیم بار دیگر حجاب فراق را از میان برداشت انشاء اللہ تعالیٰ درآداب این ہر دو کیمیائے سعادت دقیقہ از دقائق فروگذاشت نخواہم کرد۔ واگر بیشتر ازین در زمان وجود دولت حضور چیزے از باب نصائح گفتہ باشم محض بہ ہمیں نیت باشد کہ او تعالیٰ ازان مشفقہ راضی گردد۔ ودولت استرضائے جناب او تعالیٰ کہ دولتے است عظمیٰ ونعمتے ست کبریٰ نصیبۂ ایشان شود والا حاشا وکلا کہ برائے رنجش طبیعت ایشان بظہور آوردہ اگرچہ در بادی الرای نفس لئیم ابواب مواعظ را ہم درصورت مغاضب وا مے نماید اما بعد ازانکہ دوائے تلخ نصیحت گوارا شد معلوم مے شود کہ چہ قدر در قوائے ایمانی تفریح مے بخشد وچگونہ در آئینۂ قلوب مانند آفتاب مے درخشد واشفاق تمام را کار فرمودہ ہمہ حقوق مافات لوجہ اللہ بہ بخشند وباخلاص تمام در دعا کوشند انشاء اللہ تعالیٰ امید است کہ ادعیۂ ایشان تاثیر کبریت احمر خواہند کرد واین ہمہ مصائب را مقدمۂ الطاف الٰہیہ وپردہ تفضیلات یزدانیہ پندارند۔

وَعَسٰٓی اَنْ تُحِبُّوْا شَیْئًا وَّھُوَ شَرٌّ لَّکُمْ اور شاید یہ کہ دوست رکھو تم ایک چیز کو اور وہ بری ہو واسطے تمہارے را بار بار ملاحظہ فرمایند

وَاللّٰہُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔ اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

را حرز جان سازند۔ وتفویض کلی بآنجناب کنند کہ او تعالیٰ ارحم الراحمین است واحکم الحاکمین رحمت وشفقت ہیچکس از نوع بشر بر رحمت وشفقت او تعالیٰ سبقت نبردہ است۔ وگاہے فکر قاصر آدم بتربیت او تعالیٰ نرسیدہ ودر تربیت وتادیب وتعلیم بچہ ہا ووالدہ ہائے

ایشان کما ینبغی سعی فرمایند - تا کہ اوقات شان برباد نرود - واز حق ہمشیرہ تیمیہ بسیار بترسند مباداکہ چیزے در حق او افراط و تفریط شود و زنہار کہ او را بکسے رسمی و مبتدع ندہند چہ جائیکہ بمشرک بدہند کہ ازین کار باز پرس شدید در یوم الوعید خواہد شد بلکہ باید کہ بہ شخص موحد و متوکل بدہند و یک حبہ از مہر او برائے خود گرفتن ہزارہا کوئے ہا آتشین بر جان برداشتن ست و نیز در گرفتن لباس و دیگر اسباب متعینہ روزگار پس رسم اہل زمان نروند و ہمہ کارہا موافق سنت ہدیٰ باختتام رسانند و ہمشیرہ ام و عبدالرحمٰن و برادرانش السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بادبعدہ ذکر را والم بکنید و سورۂ فاتحہ را بسیار خوانده و دیگر اوراد کہ در کاغذ نوشتہ شدہ است والسلام فقط

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰی اما بعد از عبداللہ بخدمت برادران ارجمند عبدالعظیم و عبدالخالق وفقنا اللہ وایاہم لما یحب ویرضی بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آنکہ دنیا روزے چند است - و آخر کار با خداوند است - دنیا دنی از ان کمتر است کہ در جنب قبول و رضاء الٰہی بہ پشترے بلکہ بکمتر از ان چیزے اعتداد وارد -

لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ مَا سَقٰی كَافِرًا مِنْهَا شَرْبَةَ مَاءٍ

اور اگر دنیا اللہ کے نزدیک پر پشہ کے برابر بھی ہوتی تو اس سے کافر کو ایک گھونٹ پانی کا بھی نہ پلاتا۔

البتہ بزینت دنیا کافر ست نہ مومن -

وَلَوْلَا اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ يَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُيُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُوْنَ وَلِبُيُوْتِهِمْ اَبْوَابًا وَّسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِئُوْنَ وَزُخْرُفًا وَاِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ

اور اگر یہ نہ ہوتا کہ لوگ ہو جاویں ایک دین پر تو ہم دیتے ان کو جو منکر ہیں رحمٰن سے ان کے گھروں کو چھت روپے کے اور سیڑھیاں جن پر چڑھیں اور ان کے گھروں کو دروازے اور تخت جن پر تکیہ لگا بیٹھیں اور سونا دیتے اور یہ سب کچھ نہیں مگر برتنا دنیا کے جیتے اور پچھلا گھر تیرے رب کے یہاں انہیں کو ہے جو ڈر رکھیں۔

ہمیں اموال دنیاست کہ متفخر خود را پامال و ذلیل خواہد کرد و ہمیں نقود زر و سیم است کہ آلۂ عذاب

وے خواہد شد۔

يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ

پھر داغیں گے اس سے ان کے ماتھے اور کروٹیں اور پیٹھیں یہ ہے جو تم گاڑتے تھے اپنے واسطے اب چکھو مزہ اپنے گاڑنے کا۔

ہمیں طلا و نقرہ است کہ بدون عزت خود را خیال نمیکرد و در وار آخرت مار سیاہ شدید السم شدہ طوق گردن وے گشتہ معذب وے در مجمع اولین و آخرین بالتحقیق و الیقین خواہد شد و ہمین عزیزانند کہ برائے شان رضائے او تعالیٰ را پس لشپت انداختہ بود و در گریختن از انہا سعی فراوان خواہند نمود۔

يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ

جس دن بھاگے مرد اپنے بھائی سے اور اپنی ماں اور اپنے باپ سے اور اپنی جورو اور بیٹوں سے۔

و ہر گاہ سزائے ترجیح دنیا بر آخرت خواہد دید۔ وصورت سورت و غضب الٰہی کہ نارست خواہد شنید تمنائے رہائی خود بگرفتاری ہمہ آنہا در ہمچنیں بلیہ عظیمہ در دل خود خواہد اندیشید۔

يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِيْ مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍ بِبَنِيْهِ وَصَاحِبَتِهٖ وَاَخِيْهِ وَفَصِيْلَتِهِ الَّتِيْ تُؤْوِيْهِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ثُمَّ يُنْجِيْهِ

دوست رکھیگا گنہگار کاش کہ بدلا دیوے عذاب اُس دن کے سے اپنے بیٹے اور ساتھ والے اور بھائی اور گھرانا جس میں رہتا تھا اور جتنے زمین پر ہیں سارے پھر آپ کو بچاوے

ہمیں دوستان رونق مجالس فسق و فجور اند۔ کہ روزے بدشمنی ظاہر خواہند برخاست۔

اَلْاَخِلَّاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ

دوست اُس دن بعض ان کے بعضوں کے دشمن ہونگے مگر پرہیزگار

وبمنطوق لازم الوثوق

وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ

اور جو کوئی ادب رکھے اللہ کے نام لگی چیزوں کا تو وہ دل کی پرہیزگاری سے ہے۔

نظر عبرت و تعظیم بر مامورات و منہیات او تعالیٰ برگمارند و ترہیب و تخویف خدا جلت عظمتہ را
افسانہ ہائے روزانہ و شبانہ نپندارند احکام الٰہیہ را بطریق رسم و عادت بجا نیارند کہ نتیجہ
بجا آوری مامورات الٰہیہ کسر سورت نفس شمردہ اند و چون ممزوج بعادت و رسم کنند
ثمرہ شکستگی نفس امارہ نمی بخشند و کریہ ستر را خوب غور و تامل کردہ رسمے را مذموم و پردہ
و حجاب شرعی را محو و انگاشتہ من بعد ازین دختران خود را در خانۂ این عاجز نگذارند کہ بعد از
بلوغ مامورات و منہیات الٰہیہ دیگر گونہ مے گردد و ہمشیرۂ یتیمہ را باید کہ بکدام بندہ صالح موحد
تارک دنیا و موثر عقبیٰ بدہند و الا تا از حق یتیمان اخذ شدید مقرر کردہ اند بلکہ از اخبث
ظالمین شمردہ و باید کہ از ہمہ منہیات الٰہیہ بہ پرہیزند عموماً و از جنایت ثلثہ کہ ظلم و فساد و تکبر
است اجتناب کلی نمایند خصوصاً چرا کہ این ذمائم ثلثہ مفضی لبسوء خاتمہ میشوند و کشان
کشان بجانب کفر مے برند و نیز باید کہ سہ رسالہ مرسولۂ این عاجز یعنی تنبیہ الغافلین و توحید
خالص و حقیقۃ الاسلام کہ برای بچہ ہا فرستادہ ایم۔ شما نقل آنہا گرفتہ شب و روز خاطر
را از خطور پاک کردہ۔ عبرت گیر باشند و از جملہ اورا و بسازند کہ تنبیہ الغافلین در باب ترجیح
مرضیات ایزدی و تحقیر مقابل آن اکسیر اعظم است و توحید خالص برائے تصفیہ مرآت
ایمان از شوائب شرک تریاق مجرب است و حقیقۃ الاسلام در اظہار عدالت و بیان حقوق
خدا و رسول و مخلوق او تعالیٰ بے نظیر ست و لعبد السلام بعد از السلام علیکم واضح باد۔ کہ
نماز را بجماعت خوانید و سبق خود را ناغہ نکنید و با غافلان نشست و برخاست
نکنید۔ و بہ بنات اخویم ہم وصیت نماز و سبق و ستر ست و معلوم برادرم بودہ باشد کہ
بنت کبریٰ خود را تنبیہ الغافلین و توحید خالص و حقیقۃ الاسلام بہ تفصیل تمام تعلیم
کنید زیادہ والسلام۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَفِي	سب تعریف واسطے اللہ کے خوشی میں اور ناخوشی میں
الْيُسْرِ وَالْعُسْرِ وَالنِّعْمَةِ وَالنِّقْمَةِ وَفِي الرَّحْمَةِ	اور آسانی میں اور تکلیف میں نعمت میں زحمت میں اور رحمت
وَالزَّحْمَةِ وَالشِّدَّةِ وَالرَّخَاءِ وَالْعَطِيَّةِ	میں اور سختی میں اور نرمی میں اور عطا میں اور

وَالْبَلَاءِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ مَا اُوْذِیَ نَبِیٌّ مِثْلَ اِیْذَائِهٖ وَمَا ابْتُلِیَ رَسُوْلٌ نَحْوَ ابْتِلَائِهٖ فَلِهٰذَا صَارَ رَحْمَةً لِلْعَالَمِیْنَ وَسَیِّدَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ	بلا میں اور درود اور سلام اس ذات نیکو صفات پر کہ نہیں ایذا دیا گیا کوئی پیغمبر جیسے وہ ایذا دیئے گئے اور نہیں آزمایا گیا کوئی رسول جیسے وہ آزمائے گئے۔ پس اسی لئے ہو گئے رحمت واسطے جہانوں کے اور سردار پہلوں اور پچھلوں کے۔

از عبداللہ بخدمت فیضدرجت وافادت منقبت استادیم جناب فتح محمد و عبدالمنان و نعمت اللہ و والدہ اش سلمہم اللہ تعالیٰ و وفقنا وایاہم لما یحب و یرضیٰ بعد از سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آنکہ را برائے افراد بشری پوشیدہ نیست کہ دنیا داریست بے ثبات و بے بنیاد نہ لائق آسائش ست و نہ قابل اعتماد قال اللہ تعالیٰ

قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْلٌ	کہہ دنیا کا اسباب اندک ہے۔

ونیز حق جل مجدہ میفرماید

اِنَّمَا مَثَلُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا كَمَاءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَاءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا یَاْكُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ حَتّٰی اِذَا اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّیَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَا اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَیْهَا اَتٰهَا اَمْرُنَا لَیْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِیْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ	دنیا کے جینے کی مثال پانی کی طرح ہے۔ کہ اتارا ہم نے اس کو آسمان سے پھر رل گئی ساتھ اس کے روئیدگی زمین کی اس چیز سے کہ کھاتے ہیں آدمی اور جانور یہاں تک کہ جب پکڑتی ہے زمین بناؤ اپنا اور زینت پکڑتی ہے اور جانتے ہیں لوگ کہ یہ ہمارے ہاتھ لگیگی پہنچا ہے اس پر حکم ہمارا رات کو یا دن کو پس کر دیتے ہیں ہم اس کو کٹی ہوئی گویا کہ نہ تھی کل کے دن اسی طرح ہم مفصل بیان کرتے ہیں نشانیوں کو واسطے اس قوم کے کہ فکر کرتے ہیں۔

افراد بشری درین مقام بمنزلہ مزدور انند کہ بنا بر مزدوری بمکان احدے آمدہ اند و آسائش شان بمنزلہ آسائش مزدور ست کہ در اثنائے گل برادری بر چوب کرطی نشستہ نفس خود را راست میسازد۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

مَا لِیْ وَلِلدُّنْیَا وَمَا اَنَا وَالدُّنْیَا اِلَّا كَرَاكِبٍ	مجھ کو دنیا سے کیا تعلق اور میرا اور دنیا کی مثال تو ایسی ہے

اِسۡتَظَلَّ تَحۡتَ شَجَرَۃٍ ثُمَّ رَاحَ وَ تَرَکَھَا — جیسے سوار کہ آرام لیا اُس نے ایک درخت کے تلے پھر چلدیا۔ اور اُس کو چھوڑ دیا۔

حاشا کہ این وار مدار کمال انسانی بود نہ خوردنی اینجا کار آمدنی و نہ پوشیدنی نہ عمارت این جا عزت است و نہ امارت کمال سلطنت اینجہانے فرعون وشدا در البغضب ایزدی جلت عظمتہ گرفتار ساختہ رسوائے دارین نمود و طوق لعنت عوام و خواص را در گردن شان نہاد بسیاری مال قارون را در زیر زمین فرو برد ہزاران ہزار بلکہ بیرون از حیطہ ہلاک شدہ اند و خواہند شد

قال اللہ تعالیٰ اَلَمۡ نُهۡلِكِ الۡاَوَّلِيۡنَ ثُمَّ نُتۡبِعُهُمُ الۡاٰخِرِيۡنَ كَذٰلِكَ نَفۡعَلُ بِالۡمُجۡرِمِيۡنَ — کیا ہم نے نہیں ہلاک کیا پہلوں کو پھر پیچھے ان کے چلاتے ہیں ہم پچھلوں کو اسی طرح کرتے ہیں ہم گنہگاروں کے ساتھ

طلب نام و نشان این جہان سرابے ست بحقیقت و اوقات خود را دران برباد دادن خاک بیزیست بی منفعت قال اللہ تعالیٰ۔

قُلۡ هَلۡ نُنَبِّئُكُمۡ بِالۡاَخۡسَرِيۡنَ اَعۡمَالًا اَلَّذِيۡنَ ضَلَّ سَعۡيُهُمۡ فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا وَهُمۡ يَحۡسَبُوۡنَ اَنَّهُمۡ يُحۡسِنُوۡنَ صُنۡعًا — تو کہ ہم بتادیں تم کو ساتھ بہت ٹوٹا پانے والوں کے عمل میں وہ لوگ کہ کھوئی گئی سعی ان کی بیچ زندگانی دنیا کے اور وہ گمان کرتے ہیں کہ وہ اچھا کرتے ہیں کام۔

قرب آن جستن دوریست از رحمت و تخم دوستی آن در دل کاشتن انداختن است خود را در مغاک لعنت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اَلدُّنۡیَا مَلۡعُوۡنَۃٌ وَّمَلۡعُوۡنٌ مَّا فِیۡھَا اِلَّا ذِکۡرُ اللّٰہِ تَعَالٰی وَمَا وَالَاہُ — دنیا ملعون ہے اور جو کچھ دنیا میں ہے وہ بھی ملعون ہے مگر اللہ کی یاد اور وہ جو دوستی کرے اللہ کی یاد سے۔

وے را قبلۂ ہمت ساختن حرمان ست در آخرت و تمنائے آن داشتن مورث شقاوت است و ندامت قال اللہ تعالیٰ وَمَنۡ كَانَ يُرِيۡدُ حَرۡثَ الدُّنۡيَا نُؤۡتِهٖ مِنۡهَا وَمَا لَهٗ فِى الۡاٰخِرَةِ مِنۡ نَّصِيۡبٍ — اور جو کوئی ہو چاہتا دنیا کی کھیتی اس کو دیں ہم کچھ اُس میں سے۔ اور اُس کو نہیں آخرت میں کچھ حصہ۔

نہ اموال و اولاد باعث قرب الٰہی است و نہ عزت این جہانے جالب عیش جاودانی۔
دنیا روزے چند است آخر کار با خداوند است دنیا گذشتنی و گذاشتنی است و اسباب و
لذائذ آن جبراً و کرہاً پدرود کردنی مرگ بغتۃً میرسد کہ فرصتے دم زدن نمے دہد۔

فَلَا يَسْتَطِيعُونَ تَوْصِيَةً وَلَا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ يَرْجِعُونَ

پھر نہ سکیں گے وصیت کرنا اور نہ طرف اہل اپنے کے پھر جاویں گے۔

الوف الوف عقلاً و اطباء و اسباب معالجہ و دوا مہیا و آن بیچارہ در پنجۂ قابض الارواح
مبتلا اقارب عزیز و حکماء باتمیز گرد سر بیرو این غریب در سلاسل سکرات الموت اسیر
تمام عقلاء و حکماء اگر فراہم آیند نتوانند کہ جنبش موئے بوئے باز دارند

فَلَوْلَا إِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُومَ وَأَنْتُمْ حِينَئِذٍ تَنْظُرُونَ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلَٰكِنْ لَا تُبْصِرُونَ فَلَوْلَا إِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِينِينَ تَرْجِعُونَهَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ

جس وقت جان پہنچی حلق کو اور تم اس وقت دیکھتے ہو اور ہم اس کے پاس ہیں تم سے زیادہ پر تم نہیں نہیں دیکھتے۔ پھر کیوں نہیں اگر تم نہیں حکم میں کیوں نہیں پھیر لیتے اس کو اگر ہو تم سچے۔

کافران را دار آسائش و آرام ست و مومنان را دار تردد است و انتظار

اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ

چونکہ مسلمان بے قید نہیں ہوتا اس لئے دنیا مسلمان کے لئے جیلخانہ ہے۔ اور کافر چونکہ بے قید ہوتا ہے اسلئے اس کے لئے بہشت ہے

تمام آن از شرق گرفتہ تا غرب از جنوب تا شمال و از ابتدا تا انتہا اگر کسے را بدست آید
بخس و خاشاک بلکہ بمشتے بل سر انگشتی از خاکستر و خاک وقت حضوری حضرت رب الارباب
نمی ارزد۔

فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْ أَحَدِهِمْ مِلْءُ الْأَرْضِ ذَهَبًا وَلَوِ افْتَدَىٰ بِهِ

تو ہرگز قبول نہ ہوگا ایسے کسی سے زمین بھر کر سونا اگرچہ بدلے میں دیوے یہ سب کچھ

درجنب قبول رضائی الٰہی بہ پشیزی بلکہ بکمتر از ان چیزے اعتداد ندارند۔

لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللّٰهِ

اگر دنیا اللہ کے نزدیک پر پشہ کے برابر قدر رکھتی

جَنَاحَ بَعُوضَةٍ مَا سَقٰی کَافِرًا مِنْهَا شَرْبَةَ مَاءٍ — تو اللہ تعالیٰ کسی کافر کو اس سے پانی کا ایک گھونٹ پلاتا۔

الیق بزینت دنیا کافرست نہ مومن۔

وَاِنَّ هٰذَا الْعِبْرَةُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ تَذْكِرَةٌ لِلْمُتَّقِيْنَ — اور یہ عبرت ہے ایمان والوں کے لئے اور نصیحت ہے ڈرنے والوں کے لئے

وعنایت فرموده درین ایام کہ بچہ ہائے این عاجز مربی ندارند وبہ تربیت اصلاح ایشان عنان توجہ متصرف دارند و نظر مرحمت و تربیت دریغ نہ فرمایند۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ قَالَ مَآ اُوْذِيَ نَبِيٌّ مِثْلَ مَآ اُوْذِيْتُ — سب تعریف واسطے اللہ کے خوشحالی میں اور بے چینی میں اور درود اور سلام اس ذات بابرکات پر جس نے فرمایا کہ جس قدر اللہ کی راہ کی طرف لوگوں کو بلانے میں مجھ کو تکلیف پہنچی ہے اتنی تکلیف کسی پیغمبر کو نہیں پہنچی۔

از عبد اللہ بہ محمد و احمد و عبد اللہ و عبد الجبار و عبد العزیز و ہمہ فرزندان و اہل بیت بعد از سلام علیکم وعلیٰ من لدیکم واضح باد کہ الحمد للہ نعمتہائے ارحم الراحمین برین عاجز باران صفت ریزان ست واین عاجز از رب خود باشد رضائے راضی ست واز شکر آن جواد مطلق خجل وشرمندہ وبکدام زبان شکر آن مربی حقیقی بجا بیارم واز اعظم ترین نعمتہائے منعم حقیقی جلاوطنی ست کہ سنت انبیاء است وبا دوستان خود این طور معاملات می کند ما روسیاہان کے لائق این نعمت بودیم۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ — یہ اللہ کا فضل ہے۔ دیتا ہے جس کو چاہتا ہے۔

وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ — اور اللہ صاحب بڑے فضل کا ہے۔

شما را ہم ضرورست کہ بفراق وجدائی این حقیر راضی باشید وبدانید کہ مولائی ما جل مجدہ بر مایان مہربان ست۔ کہ مایان را تنبیہ کرد۔ کہ شکر ما را بجا بیارید واز ہمہ گناہان توبہ کنید وباہم خوبی کنید ویکجائی بگیرید وخورد وبزرگ درباب نماز سعی تمام کنید ومعنی نماز ہمہ دختر ہا را نشان بدہید

و در تعلیم شان تکاسل مکنید و در باب ستر چه نوشته کنم آخر ستر برائے خداست و خدا ہمیشه حاضر و ناظر ست و عذاب خدائے جلشانه سخت ست ہم در دنیا خوار و ذلیل مے شوید و ہم در آخرت۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بہمه مخلصین که جویان راه دین و خواہان سنت سید المرسلین اند چه دوران و چه نزدیکان و چه متاہلان و چه دیگر علاقه داران این چند احادیث بطریق اعلام و اطلاع نوشته می شود باید که ہر یک باہتمام تمام نظر بفرموده رسول کریمؐ داشته۔

فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ

پھر پہنچا دیوے وہ شخص جو یہاں موجود ہے اُس شخص کو جو موجود نہیں۔

در خانہائے خویش این احکام آلہیه و چند مسائل شرعیه برسانند و بسعی تمام در اجرائے آن کوشند مجرد اکتفا باسماع مقصود نیست بلکه مقصود شارع اجرائے این احکام ست باہتمام تمام

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَآءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَآءِ بِالرِّجَالِ

ابن عباس رضؓ سے مروی ہے۔ کہ اُس نے کہا لعنت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں میں سے اُن لوگوں پر جو زنانہ بھیس بناویں اور عورتوں میں سے اُن عورتوں پر جو مردانہ بھیس بناویں۔

و مراد ازین تشبیه اختیار وضع زنان ست مردان را و اخذ طور مردان ست زنان را و این اکثر در لباس یافته مے شود اگرچه در گفتگو و نشست و برخاست و دیگر اطوار نیز موجود مے شود و مراد از لعنت در کلمات شارعؑ دوری ست از رحمت آلہی نعوذ باللّٰه منہا و آنرا نہایت نیست و در شرح بخاری نوشته اند که بر ہر گناه که شارعؑ لفظ لعنت اطلاق کرده اند آن گناه از اکبر کبائر و اقبح قبائح مے باشد چراکه دیگر کبائر را حدود مقرر است و این گناه پایانے ندارد در قباحت تا که حدے برو مقرر شود و در قبول توبه صاحب این گناه نیز شارحان را اختلاف بسیار ست بعضے بعدم قبول توبه مرتکب این گناه قائل شده اند و دلیل الشان دعاء پیغمبر ست صلے اللّٰه علیه وآله وسلم چراکه بر مرتکبان این گناه آنحضرت صلی اللّٰه علیه وآله وسلم دعائے بد فرموده اند و ہر نبی مقبول الدعوات می باشد خصوصًا نبی ما صلی اللّٰه علیه وآله وسلم و بعضے به قبولیت قائل گشته اند۔ و دلیل شان دیگر احادیث اند والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

از عبد اللہ بفرزندان ارجمند اعنی محمد و احمد و عبد اللہ و عبد الجبار و دیگر خوردان بعد از سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ واضح باد۔ کہ این دعا آئندہ را بسیار از بسیار بخوانید لَا إِلٰهَ

إِلَّا اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ

نہیں کوئی عبادت کے لائق مگر اللہ جو بلند ہے عظمت والا بردبار نہیں کوئی عبادت کے لائق مگر اللہ جو بڑے تخت کا مالک ہے نہیں کوئی عبادت کے لائق مگر اللہ جو مالک ہے آسمانوں اور زمین کا اور مالک عزت والے تخت کا۔

در وقت خواب سی و سہ بار سبحان اللہ و سی و سہ بار الحمد للہ و سی و چہار بار اللہ اکبر بالضرور باید خواند۔ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ وَقَلْبٍ لَا يَخْشَعُ وَدُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ وَنَفْسٍ لَا تَشْبَعُ

یا الٰہی میں پناہ مانگتا ہوں تیرے اس علم سے جو مفید نہ ہو اور اس دل سے جو نہ ڈرے اور اس دعا سے جو قبول نہ ہو اور اس جی سے جو سیر نہ ہو —

را بسیار باید خواند و برخوردار عبد اللہ را باید کہ برائے دفع وساوس و خیالات معوذتین را بسیار باید خواند کہ در حدیث صحیح وارد ست کہ در قرآن مجید برائے رفع وساوس مانند این دو سورہ نازل نشدہ و نیز توجہ بمعانی نماز از تہ دل شدن نفع تمام خواہد بخشید و وساوس را چندان در دل راہ نباید داد بلکہ ہر وقت ہر چہ یقین باشد بران عمل باید کرد و دعائے آئندہ را نیز بسیار بخوانند۔

أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ پناہ مانگتا ہوں میں ساتھ اللہ کے پورے کلموں کی ہر چیز کی برائی سے جو اس نے پیدا کی

و آنچہ در باب آمدن خویش درین سرزمین پیغام کردہ بودید رسید اما درین ایام باید کہ در خانہ ہا صبر کنید و در تربیت متعلقان بکوشید و ادعیہ مکتوبہ بخوانید امید از عنایات حضرت حق چنین ست کہ یکجا خواہیم شد و باید دانست کہ خواندن علوم و فراہم آوردن فنون مقصود نیست بلکہ مقصود حق است پس باید کہ بہ نیت مرضی او تعالیٰ در خانہ ہائے خود صبر کنید و باذن والد عمل باید کرد کہ اے خداوند ما برائے حصول علم سفرہا مے کردیم و ہنرہا جمع مے کردیم اما چونکہ والد حکم بسکونت بیوت کرد مرضی تو درین باشد بدل و جان قبول نمودیم و ہمہ ہمت خود را در حصول تقوٰے صرف کنید و بقدر خویش در علم کہ در آنجا یافتہ می شود سعی بکنید

وازشغل قرآن کہ پیش نوشتہ بودم زنہار سستی وکسالت نورزید واز گفتن وشنیدن اشعار احتراز کلّی نمایید وصحبت غافلان خدا فراموش را جذام روحی دانستہ مانند برہ از شیر بترسید ودیگر بدانید وباید کہ درہمون اوقات کہ درحدیث شریف در آن احیان طلب استعانت آمدہ و آن اوقات را مانند اوقات نان دادن کریم وانجاح مراد مساکین قرار دادہ بہمت تمام در آن اوقات استعانت بطلبید کہ۔

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالْغَدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ وَشَيْءٍ مِّنَ الدُّلْجَةِ	اور مدد چاہو صبح شام کے ساتھ اور رات کے کچھ حصہ کے ساتھ یعنی ان وقتوں میں عبادت کرو۔

مراد از غدوہ بعد از نماز فجر تا طلوع آفتاب وصلوٰۃ ضحی ست واعلالیش دوازدہ رکعت ست وادنالیش دو رکعت وبعد از نماز شام نیز تا دوازدہ رکعت آمدہ وادنالیش دو رکعت ست ومعنی دلجہ آخر شب ست اگر درین اوقات استعانت از شما سر زد امید واثق بفضل رب الارباب ست کہ ہمدوش نصرت خواہید شد وحاضر شدن درین اوقات بدروازہ رب الارباب مانند حاضر شدن مساکین محتاج بدروازہ صاحب جود وسخاوت ست کہ بر سر دروازہ رسیدہ دروازہ را میزنند وطلب حاجت مینماید البتہ آن کریم اگر چیزے جود داشتہ باشد محروم نخواہد گذاشت وچون پروردگار جواد وکریم ست لابد کہ محروم نخواہد گذاشت۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بہمہ مخلصان دیندار ومحبان سنّت شعار خصوصاً محمد عظیم کلال وفقنا اللہ وایاہم لما یحب ویرضیٰ بعد اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ ورضوانہ آنکہ اے برادران خدا طلب وعزیزان رضا جو زنہار باید کہ این کشاکش چند روزہ امتحان را برہم خویش غالب ثبات را بر طوفان اضطراب نہ اندازید کہ موجب خسران دنیا ودین ست ومورث بربادی ایمان ویقین ست بلکہ شعلہ زن اعمال ماضیہ است ومشاق گذشتہ باید کہ افکار ماضیہ صائبہ خود را بر کریمہ۔

فَمَا وَهَنُوْا لِمَا اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ	پھر نہ ہوئے سست بسبب اس مصیبت کے جوان کو پہنچی اللہ تعالیٰ کی راہ میں اور ضعیف ہوئے اور نہ دبے اور اللہ دوست رکھتا ہے صبر کرنے والوں کو۔

آناً فاناً برگمارید اگر وا صبر و ثبات داوید موافق ارشاد عز شانہ محبوبان او خواہید شد و الا نعوذ باللہ تنہا از زمرۂ مغضوبان مے شوید و درین نوبت حاجت وعظ و تذکیر نو نیست چراکہ پیشتر ازین ہرچہ نوشتنی بود نوشتم آن را ورد زبان و توشۂ دل و ایمان شمردہ در طاق نسیان نہ اندازید و این دعا را باید کہ مرد و زن و خورد و کلان ورد زبان سازند۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ

نہیں کوئی عبادت کے لائق مگر اللہ بلند عظمت والا بردبار نہیں کوئی عبادت کے لائق مگر اللہ بڑے عرش کا مالک نہیں کوئی عبادت کے لائق مگر اللہ مالک آسمانوں اور زمین کا اور مالک عزت والے تخت کا

این را رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم در حین کرب و غم مے خواند ہمچنین ست در بخاری و مسلم و این دعا نیز لازم ست کہ ورد ساختہ شود کہ در حدیث متفق علیہ آمدہ است۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ
لَا يَنْفَعُ وَقَلْبٍ لَا يَخْشَعُ وَدُعَاءٍ لَا
يُسْمَعُ وَنَفْسٍ لَا تَشْبَعُ —

الٰہی میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس علم سے جو مفید نہ ہو اور اس دل سے جو نہ ڈرے اور اس دعا سے جو قبول نہ ہو اور اس جی سے جو سیر نہ ہو۔

و در وقت خواب سی و سہ بار سبحان اللہ و سی و سہ بار الحمد للہ و سی و چہار بار اللہ اکبر باید خواند و درینجا چند رسائل معلوم شدہ کہ آن از اصل اصول ہستند و راس المال موحدین شمار باید کہ متفق شدہ ہر یک بقدر وسعت خویش پیسہ بدہند اگر از کسے دو روپیہ میشود دو بدہد و اگر یک میشود یک بدہد و الا سر دو دو آدم یک روپیہ بدہند و اگر از خود نداشتہ باشید بقرض باید گرفت چونکہ برائے نفس بارہا قرض گرفتہ می شود اگر یک بار برائے خدا گرفتہ شود مضائقہ نیست و چونکہ مبلغ جمع شوند از راہ ڈاک از دہلی رسائل مذکورہ طلبیدہ بشما رسانیدہ خواہد شد درین باب سستی را کار نفرمایند کہ علامت ضعف ایمان خواہد بود و باید کہ از نصرۃ غیبی الٰہی مایوس نشوند و نظر بمدت طویلہ نکنند و غور در کریمہ

حَتّٰى اِذَا اسْتَيْئَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْٓا
اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَآءَهُمْ نَصْرُنَا

یہانتک کہ جب ناامید ہونے لگے رسول اور خیال کرنے لگے کہ ان سے جھوٹ کہا تھا پہنچی ان کو مدد ہماری

فَنُجِّيَ مَنْ نَّشَآءُ وَلَا يُرَدُّ بَاْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ — پھر بچادیا ہم نے جن کو ہم نے چاہا اور پھیری نہیں جاتی آفت ہماری قوم گنہگار سے

کنند امید واثق بر عنایات حضرت حق داریم کہ نظر عفو و رحمت خواہد کرد و ضائع نخواہد ماند و باید کہ در اوقات ثلثہ کہ تفصیل آن در کاغذ فرزندان این عاجز است استعانت خواستن را غنیمت کبری و دولت عظمی پندارند و زنہار مہمل نگذارند۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بہمہ مخلصین کہ جویان راہ دین و خواہان سنت سید المرسلین اند چہ دوران و چہ نزدیکان چہ متاہلان و دیگر علاقہ داران این چند احادیث بطریق اعلام و اطلاع نوشتہ مے شود باید کہ ہر یک باہتمام تمام نظر بفرمودہ رسول اللہ ص بکند چنانچہ فرمودہ

لَعَنَ اللّٰهُ الْمُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَآءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَآءِ بِالرِّجَالِ — اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی اُن مردوں پر جو زنانہ بھیس بناویں۔ اور اُن عورتوں پر جو مردانہ بھیس بناویں

باید کہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را معظم و مکرم انگاشتہ عمل نمایند و دیگر آنکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بر مغیرین خلق اللہ ہم لعنت گفتہ چنانچہ خالہا زدن و موئی گستہ بافتن و یا دیگر چیز را در موئے بافتن چنانچہ طریقہ زنان ست کہ موئی ہائی خود را بدیگر چیزہا بسیار کنند و این نہایت گناہ عظیم ست حذر باید کرد اگر دعوی مسلمانی کنید بوجہ اہتمام متوجہ باموری شرعیہ باید شد اگر روز آخرت را حق دانید۔ تاکید مزید دانید و دیگر آنکہ مردمان سرخ کنندگان دستہا را ہم ملعون گفتہ است بلکہ یکروز اصحاب شخصی را درپیش آنحضرتؐ آوردند حضرتؐ پرسید کہ حال این چگونہ است اصحاب گفتند کہ دستہا سرخ کردہ رسولؐ فرمود کہ این را برانید و دور کنید۔ اصحاب پرسیدند کہ قتل کنیم فرمود کہ ما از قتل کردن مصلین منع کردہ شدہ ایم معلوم شد کہ گناہ عظیم دارد و عذاب الیم لازم کہ ازین کارہا جاہلان را منع کنید و تحریر این تقریر زبان قلم تہی شکم را مے سوزد و قلوب مسلمانان را این قدر پیغام رسول کریم کافی و شافی ست۔ والسلام۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ اِلَى الْاَحْمَدِ وَفَّقَهُمَا اللّٰهُ
لِمَا يُحِبُّ وَيَرْضٰى قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَقُوْمُوْا
لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ وَالْقُنُوْتُ لُغَةً هُوَ
طُوْلُ الْقِيَامِ الْمَطْلُوْبُ فِي الصَّلٰوةِ بِخَلَاءِ
الْقَلْبِ لِاَنَّهٗ بَيْتُ الرَّبِّ عَزَّ وَجَلَّ
اَجَلُّ مَا يُطْلَبُ مِنَ الْمُصَلِّيْ خُشُوْعٌ
وَحُضُوْرٌ فَاجْعَلْ هٰذِهِ الْاٰيَةَ نُصْبَ
عَيْنَيْكَ وَكَرِّرْهَا حَتّٰى تَصْبَغَ وَكَذَا
الْمَقُوْلَةُ الثَّانِيَةُ وَالثَّالِثَةُ قَالَ اللّٰهُ
وَلَا تَرْكَنُوْا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ
اَلرُّكُوْنُ الْمَيْلُ الْقَلِيْلُ وَقَالَ اللّٰهُ
تَعَالٰى وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ
رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ
وَجْهَهٗ اَلظَّالِمُوْنَ هُمُ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ
عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَلَا يَتُوْبُوْنَ وَالَّذِيْنَ
لَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا دَاخِلُوْنَ
فِي الظَّالِمِيْنَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا وَقَالَ اللّٰهُ
تَعَالٰى فِيْ عَلَامَاتِ الْمُنَافِقِيْنَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ
اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا وَمَا اُمِرُوْا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ
مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حَدِيْثٌ اِنَّ اللّٰهَ
لَا يَقْبَلُ عَمَلَ امْرِئٍ حَتّٰى يُنْقِيَهٗ قَالُوْا

عبداللہ کی طرف سے احمد کی طرف اللہ تعالیٰ عبداللہ
اور احمد دونوں کو ان باتوں کی توفیق دیوے جو اس
کو پسند اور محبوب ہیں۔ دل کے خالی کرنے کے
ساتھ۔ کیونکہ دل اللہ تعالیٰ کا گھر ہے۔
سب سے بڑھ کر جس چیز کا نمازی سے ارادہ
کیا گیا ہے۔ خشوع اور حضور ہے۔ آپ
کو چاہیے۔ کہ اس آیت کو مد نظر رکھیں اور
بار بار اس میں غور کریں۔ یہانتک کہ اس آیت
کے مضمون سے رنگین ہو جاویں۔ اور یہی حال
ہے دوسری بات اور تیسری بات کا فرمایا اللہ
تعالیٰ نے اور نہ جھکو بے انصافوں کی طرف
تم کو پہنچیگی آگ اور رکون کہتے ہیں تھوڑے جھکنے کو
اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور بند کر نفس اپنا ان لوگوں
کے ساتھ جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح شام چاہتے
ہیں اس کی رضامندی اور بے انصاف وہ لوگ
ہیں۔ جو اللہ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں پھر باز
نہیں آتے۔ اور جو لوگ نہیں یاد کرتے اللہ تعالیٰ کو
مگر تھوڑا وہ بھی ظالموں میں داخل ہیں فرمایا اللہ تعالیٰ
نے اے ایمان والو یاد کرو اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کرنا اور فرمایا
اللہ تعالیٰ نے منافقوں کی علامتوں میں اور نہیں یاد کرتے اللہ کو
مگر تھوڑا اور فرمایا نہیں حکم کئے گئے لوگ مگر تو کہ عبادت کریں اللہ تعالیٰ
کی خالص کر کے اس کیلئے عبادت اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں

وَمَا اِتْقَانُهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَیْ
اَخْلَصَهٗ مِنَ الرِّيَاءِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی
كُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ اَیْ مَا كَانَ
لِوَجْهِهٖ فَهُوَ بَاقٍ حکایت طَلَبَ عَالِمٌ
مِنَ الْفَقِيْرِ دُعَاءً فَقَالَ الْفَقِيْرُ عَلٰی
طَرِيْقِ التَّوَاضُعِ بَلْ اَنْتَ الَّذِیْ يَنْبَغِیْ
اَنْ تَدْعُوَ لِیْ لِاَنَّكَ مِنْ عُلَمَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ
وَفُقَهَائِهِمْ فَلَمْ يَتَمَالَكْ رَحِمَهُ اللّٰهُ
اَنْ غَلَبَتْهُ الدُّمُوْعُ حَتّٰی كَادَتْ نَفْسُهٗ
تَزْهَقُ مِنْ كَثْرَةِ بُكَائِهٖ وَهُوَ
يُرَدِّدُ وَيَقُوْلُ مِثْلِیْ يُحْسَبُ
مِنَ الْعُلَمَاءِ وَاللّٰهِ مَا يَكُوْنُ الْعَالِمُ
عَالِمًا حَتّٰی لَا يَخْرُجَ لَهٗ نَفَسٌ اِلَّا لِلّٰهِ
وَبِاللّٰهِ يَعْنِیْ لَا يَاْكُلُ وَلَا يَشْرَبُ
وَلَا يَقُوْمُ وَلَا يَجْلِسُ وَلَا يَتَكَلَّمُ وَلَا
يَسْكُتُ اِلَّا لِلّٰهِ وَبِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ
وَيُسَمّٰی هٰذِهِ الْحَالُ بِفِقْهِ الْحَالِ وَفِقْهُ الْحَالِ
عَلٰی مَا ذَكَرَهُ السَّادَةُ الْفُقَهَاءُ
اَنْفَعُ اَنْوَاعِ الْفِقْهِ لِاَنَّهٗ نُوْرُ الْفِقْهِ
وَزُبْدَتُهٗ وَيُسَمُّوْنَهٗ اَهْلُ التَّصَوُّفِ
الْمُرَاقَبَةَ لِاَنَّهٗ فِیْ كُلِّ نَفَسٍ مُرَاقِبٌ
لِمَا حَكَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَقَدْ اُخْبِرْتُ عَنْ
بَعْضِ الْاَجِلَّةِ مِنَ الْفُقَهَاءِ حَقًّا اَنَّهٗ

اور کیا ہے عمل کی مضبوطی یا رسول اللہ فرمایا علیحدہ کرے
اس کو ریا سے۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہر چیز ہلاک
ہونے والی ہے مگر ذات اس کی یعنی جو عمل خالص اللہ
کے لئے کیا جائے وہ باقی رہیگا۔ حکایت ایک عالم نے ایک
فقیر سے دعا کیلئے درخواست کی وہ فقیر عاجزی کی راہ سے
بولا بلکہ آپ اس لائق ہو کہ میرے لئے دعا کرو۔ کیونکہ
آپ علما مسلمین میں سے ہیں اور ان کے فقیہوں میں سے
پھر نہ سہار سکا اللہ کی اس پر رحمت یہ کہ غالب ہو گیا اس
پر رونا یہانتک کہ قریب تھا کہ اس کی جان نکل جاوے
بسبب بہت رونے کے اور وہ بار بار یہی کہتا تھا۔
میرے جیسے عالموں میں شمار کئے جاتے ہیں۔ بخدا
عالم عالم نہیں ہوتا۔ یہانتک کہ اس کا کوئی دم بھر
نہ آوے مگر اللہ کے واسطے اور اللہ کی مرضی کے ساتھ
یعنے نہ کھاوے اور نہ پیوے۔ اور نہ کھڑا ہووے۔ اور
نہ بیٹھے اور نہ بولے اور نہ چپ کرے مگر اللہ عزوجل
کے لئے اور اللہ عزوجل کی مرضی کے ساتھ اور اس
حال کو فقہ الحال کے ساتھ نامزد کرتے ہیں اور فقہا کے
بیان کے مطابق یہ فقہ کی عمدہ قسم ہے۔ کیونکہ یہ فقہ
کا شگوفہ ہے اور اس کا خلاصہ اور صوفی اس کو
مراقبہ کے ساتھ نامزد کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ ہر دم
لحاظ کرنے والا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے حکم کی
اور خبر دیا گیا ہوں میں بعض جلیل القدر فقیہوں
سے کہ جب اس سے کوئی مسئلہ

كَانَ إِذَا سُئِلَ فِي مَسْئَلَةٍ يَسْكُتُ سَاعَةً وَحِيْنَئِذٍ يُجِيْبُ نُسْئِلَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ أَنْظُرُ أَيُّهُمَا خَيْرٌ لِّيْ فَحِيْنَئِذٍ أَفْعَلُ وَاللّٰهُ الْمُرْشِدُ لِلصَّوَابِ الَّذِيْ لَا رَبَّ سِوَاهُ خُلَاصَةُ الْمَكْتُوْبِ الْقُنُوْتُ فِي الصَّلٰوةِ وَ عَدَمُ الرُّكُوْنِ إِلَى الظَّلَمَةِ وَالصَّبْرُ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ وَ دُخُوْلُ الَّذِيْنَ لَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ إِلَّا قَلِيْلًا فِي الظَّالِمِيْنَ لِأَنَّ ذِكْرَ الْقَلِيْلِ عَلَامَةُ النِّفَاقِ وَالنِّفَاقُ أَشَدُّ أَنْوَاعِ الظُّلْمِ فَاحْفَظْهُ حَرْفًا حَرْفًا وَكَرِّرْهُ وَ ذَكِّرْ بِهٖ نَفْسَكَ وَ أَصْحَابَكَ

پوچھا جاتا تو وہ ایک گھڑی چپ رہ کر جواب دیتا۔ کسی نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ میں سوچتا ہوں کہ میرے لئے کون امر بہتر ہے۔ پس اس وقت اس امر کو اختیار کرتا ہوں اور اللہ راستی کا راہ دکھانے والا ہے جس کے سوا کوئی مالک نہیں ہے اس خط کا خلاصہ یہ ہے کہ نماز میں قیام لمبا کرے اور ظالموں کی طرف نہ جھکے اور ان لوگوں کے ساتھ صبر کرے جو رب کو پکارتے ہیں۔ اور یہ کہ تھوڑے یاد کرنے والے ظالموں میں داخل ہیں۔ کیونکہ قلت ذکر نفاق کی علامت ہے۔ اور نفاق ظلم کی سب قسموں سے برا قسم ہے۔ پس یاد کرے اس خط کو حرف حرف اور بار بار پڑھ اس کو اور نصیحت کر اس کے ساتھ اپنی جان اور اپنے یاروں کو۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى۔ از عبد اللہ بخدمت والدہ ماجدہ مکرمہ ام سلمہا اللہ تعالیٰ فی الدارین حمد الٰہی ست کہ این جانب از کثرت شدائد و ہجوم مصائب بفضل ایزد تعالیٰ و تقدس رہائی یافتہ و چندے از انفاس کہ در امتحان رو نموده آورده بودند چنانچہ مشیت ازلی بود بشر آن بخ داخته والامام اگرچہ این مصائب بر مردم ظاہر بین از بس دشوار بند اما در باطن بجز رحمت و شفقت ایزدی ہرگز خالی نہ سبحان اللہ کہ پس از خار گلے نمودار حالا باید کہ جز رضائے حضرت حق ملاحظہ نفرمایند و در راہ ادائے شکر نعمائیش ثابت قدم باشند و الصبر مفتاح الفرج را پیش بینی داشتہ بر ما مضیٰ پردہ صبر پاشند فقط۔ و درین ایام فرحت نظام صلحنامہ امیر دوست محمد خان نزد حقیر فائز شدہ و از رہائی اینجانب بوطن مالوفہ خویش مشعر و مطلع شد۔ ہر چند کہ تردد بے شمار در رسیدن آنجا

کردہ می شود اما از خرابی طرق چیزے توقف کردہ خواہد شد ہر گاہ کہ این برقہا از راہ پاک خواہند شد انشاء اللہ تعالیٰ این عاجز در آنجا خواہد رسید اما باید کہ از جملہ رسوم باطلہ دست بردار شدہ در خدمات و رضائی او تعالیٰ کمر ہمت چست بستہ ہر چہ کہ مرضے او تعالیٰ باشد در امتثال آن سعی کما ینبغی بجا آرند کہ ہر چہ رضائی مولی ست از ہمہ اولے خصوصًا صلوٰۃ کہ از عمدۂ ارکان دین و اعظم شعار یقین است۔ کوشش بلیغ نمایند و ہمہ متعلقان و زیردستان غور راہم ہمیں طریق ارشاد فرمایند و ادعیہ ماثورہ کہ در حصن حصین وارد شدہ ہمہ را در قومہ و جلسہ و رکوع و سجود تلاوت فرمایند و از کسالت و سستی خویش کہ در تعلیم احکام دین اللہ واقع شدہ بود تائب و دست بردار شدہ آئندہ را در فہم و تدبر احکام الٰہی عزم مصمم فرمایند چہ این ہمہ ابتلاہا کہ برین عاجز و بران ماجدہ ورود نمودہ از علت غفلت و سبب کسالت آن والدہ از تعلیم احکام دین شدہ بود حالا بنفس مبارک خویش وعدہ صادق فرمایند کہ بروقت رسیدن این عاجز از غفلت ماضیہ تائب شدہ در یاد گرفتن مرضیات حضرت حق جل و علا چست خواہم شد و این فقیر را درین ایام چند اشیا در خواب القا شدہ بود برائے ماجدہ و دیگر زیر دستان آن صاحبہ بتحریرے در آید اوّل آنست کہ از غیب امر صادر شد کہ

قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَاَوْلَادِكَ وَاَتْبَاعِكَ قُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ	کہہ تو اپنی بی بیوں اور اولاد اور تابعداروں کو کھڑی ہو جاؤ اللہ تعالیٰ کے لئے فرمانبرداری کرنیوالے

و قنوت را مفسرین کبار بطول قیام و ادب بیان فرمودہ پس باید کہ نماز را بطول قیام و حضور تمام و خضوع و خشوع مالا کلام اتمام فرمایند و برین وتیرہ مواظبت نمایند و ثانی آنست کہ از غیب القا شدہ کہ

وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ	اور نہ جھکو ان کی طرف جو ظالم ہیں پھر پہنچ جاویگی تم کو آگ۔

و پس ازین ہویدا گردید۔ کہ

اَلظّٰلِمُوْنَ هُمُ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ ثُمَّ لَا يَتُوْبُوْنَ ۝	ظالم وہ لوگ ہیں جو مخالفت کرتے ہیں اللہ تعالےٰ کے حکم کی پھر باز نہیں آتے۔

پس باید کہ از فتنہ ظالمین تجاوز و دوری زیدہ در گوشہ سلامت از ایشان جا گیرند۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ الآیہ — اور تھام رکھ آپ کو ان کے ساتھ جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح اور شام طالب ہیں اس کی رضا کے۔

والسلام وبرادر عبد العظیم وفقہ اللہ لما یحب ویرضیٰ و فرزندان سعادت مند بعد از اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ ورضوانہ واضح باد کہ مضمون خط واحد دانند وہرچہ از نصائح درو درج ساختہ بآنہا متذکر باشند۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِوَلِیِّہٖ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی نَبِیِّہٖ: ارادتمندان باصدق واخلاص اعنی عبد القدیر وغیرہ طالبان بامرضیات او تعالیٰ مقرون واز مکروہات او تقدس مفروق باشند بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ ورضوانہ آنکہ احوال این محال بر نہج کہ مے گذرد قرین حمد وشکر ذو الجلال ست الحمد للہ والمنۃ کہ بعد از دیرے غنچہ مراد ما عاجزان از باد صبا عنایات ایزدی شگفتہ یعنی صلحنامہ امیر دوست محمد خان مشتمل بر ترخیص این عاجز بوطن مالوفہ خود چہرۂ ورود کشود۔ اکنون انشاء اللہ تعالیٰ این عاجز بفرصت قلیل فائز آنجا خواہد شد اما باید کہ اگر رضا جوئی حضرت حق مطلوب ایشان باشد۔ تا در خدمت والدہ ماجدہ ہیچ قصورے راہ ندہند وہرچہ کہ مرضی ایشان موافق شرع شریف باشد در بجا آوردن آن ہیچ کسلے درمیان نیارند چہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم بامتثال اوامر ما در و پدر امر فرمودہ ورضائی حق را در رضا جوئی ایشان مبین نمودہ زنہار حتی المقدور در بجا آوری فرمان قصور نہ نمایند واگر والدہ ماجدہ بغزنا باید کہ کار پسران عبد اللہ پس از ان بکنید کہ کار مارا بانجام رسانید تا ہمون را بالراس والعین مقدم داشتہ ہرچہ کہ مرضی ایشان باشد بجا آرند والسلام ۱۲۷۲ھ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ از عبد اللہ غزنوی ببرادر حقیقی عبد العظیم وعبد الخالق وبرادر دینی عبد القدیر وخواجہ وعطاء الرحمن ومحمد حسن وعلی محمد وغیرہم بعد از سلام علیکم مشہود آنکہ بعبد العظیم برادر من مے باید کہ بہر کیف طالب رضائے مولائے خود بودہ بخلق خدا بر سبیل نصیحت وخیر خواہی معیشت بکنید ومیدانید کہ روز ہائے

ابتلا است ہر کہ درین ابتلاء بصبوری پیش آمد و استقامت ورزید صلاح دین او ظاہر گردید وبجہ طالبان خصوصًا استقامت بر سنت وصبر بر مصائب وقوت دل وتوجہ الی اللہ در ہر باب مے باید مباد اکہ مصداق این شعر شویم ؎

نُرَقِّعُ دُنْيَانَا بِتَمْزِيقِ دِينِنَا
فَلَا دِينُنَا يَبْقٰى وَلَا مَا نُرَقِّعُ
وَمَا الْمَالُ وَالْاَهْلُوْنَ اِلَّا وَدِيْعَةٌ
لَابُدَّ يَوْمًا اَنْ تُرَدَّ الْوَدَائِعُ

ہم اصلاح کرتے ہیں دنیا کے لباس کی دین کے لباس کو پھاڑ کر پھر نہ ہمارا دین باقی رہتا ہے نہ دنیا۔ اور نہیں ہیں یہ مال اور عیال مگر امانت اور ایک دن ایسا ضرور آویگا کہ امانتیں واپس ہو جاویں گی۔

نقل تقریر مولانا سید احمد صاحب خلف امام الزمان شیخ عبداللہ صاحب غزنوی رح

یاد دارم وقتیکہ در قریہ خیر الدین بخدمت والد صاحب از غزنی آمدہ بودم روزے خط محمد حسن خان کہ برائے طلب احقر فرستادہ بود پیش والد مرحوم عرض کردم کہ نامبردہ این خط برائے من ارسال داشتہ وگذارہ من در آن سرزمین نہایت تنگ اگر مرضی والد باشد احقر ملازمت او اختیار کند واگر نہ فصبر جمیل والد صاحب بعد از دو سہ روز کہ درین امر متأمل و منتظر جواب ملکوتی بود از خواب مراقبہ بیدار شدہ بمسجد آمدند احقر را طلبیدند و این چند کلمات در جواب سوالم از جوش دل کہ در دلم مانند میخ فولادی گرفت بطریق وصیت فرمود پس احقر ہمانوقت بنوشت تا مرا و فرزندان و اخوان مرا پند و عبرت باشد والتوفیق من اللہ۔ **وصیت** فرزندم فقیر برائے فرزندان خود نہ دینار و نہ درہم و نہ غیر از متاع دنیا بمیراث گذاشتہ بلکہ جاہ و اعتبار ہم برائے ایشان نگذاشتم ہمین توحید الٰہی را جل و علیٰ از من بمیراث قبول کنند فقیر فرزندان خود را امانت بہ اللہ تعالیٰ سپردہ واللہ تعالیٰ امین ہست امانت مرا ضائع نخواہد کرد۔ و ہر وقت کہ فرزندانم محتاج و تنگدست شوند بحق تعالیٰ سبحانہ عرض کنند کہ یا اللہ والد ما را از اسباب دنیا چیزے نگذاشتہ اِبْنُ عَبْدِكَ الَّذِی کہ ما را امانت بتو سپردہ پس انشاء اللہ تعالیٰ من حیث لایحتسب کشادگی خواہد شد و ہوش کنند کہ از رکون و میلان ظلمہ و اہل دل از مرادخانان پرحذر باید بود کہ ہمنشینی و اختلاط با اوشان سم و زہر قاتل است و بس کلام الٰہی را ربیع قلب و نور صدر و جلاء حزن و ذہاب ہم باید ساخت و ہر روز از آن چیزے باید خواند۔

رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ

اے رب میرے کر مجھ کو قائم رکھنے والا نماز کا اور اولاد میری سے اے رب میرے اور قبول کر دعا میری۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

من عبداللہ الی عبداللہ قال اللہ تعالیٰ:۔

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِکُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ ذٰلِکُمْ وَصّٰکُمْ بِهٖ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ۝

اور کہا یہ ہے راہ میری سیدھی سو اس پر چلو اور مت چلو کئی راہیں پھر تم کو پھٹا دینگے اس کی راہ سے یہ کہدیا ہے۔ شاید تم بچتے رہو +

وَهٰذِهِ الْاٰیَةُ کَافٍ فِی الْاِجْتِنَابِ عَنِ الْبِدْعَاتِ فَتَدَبَّرْ فِیْهِ وَاجْعَلْهُ نَصْبَ الْعَیْنِ

اور بدعتیوں سے پرہیز کرنے میں یہ آیت کافی ہے۔ پس غور کر اس میں۔ اور اس کو مد نظر رکھ۔

وتحقیقات الحاف را منتظر ہستم بوالغ بخیر باد و عبدالرحمان را نیز بنمائید کہ برائے ہر دو شما نوشتہ ام و عبدالرحمن را کہ مشہور بمنصور جان است واضح باد کہ چون حقیر را در علی عباد اللہ الصالحین یاد می کنی ارحم الراحمین شما را نیز یاد کند آمین۔ و مجموعہ شیخ محمد ضرور بمحمد اکبر بدہید تا نقل کردہ روانہ کنند از غزنی سنہ بودم نیامد غالب کہ پلٹنہا بردہ اند چنانچہ شرح السنة وغیرہ بردہ اند و این آیت و آیہ

فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَایَ فَلَا یَضِلُّ وَلَا یَشْقٰی

پھر جو چلا میرے بتائے راہ پر نہ وہ بہکے گا اور نہ وہ تکلیف میں پڑیگا

نصب العین باید ساخت و عبداللہ را واضح باد کہ برائے آشنایان این مضمون را بہ تفصیل نوشتہ کنید

بسم اللہ الہامواہ قال اللہ تبارک وتعالیٰ حٰمٓ تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ غَافِرِ الذَّنْۢبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِیْدِ الْعِقَابِ ذِی الطَّوْلِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اِلَیْهِ الْمَصِیْرُ

فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔ حٰم اتارنا کتاب کا اللہ سے ہے جو زبردست ہے خبردار گناہ بخشنے والا اور توبہ قبول کرنیوالا سخت عذاب کرنیوالا صاحب انعام کا نہیں کوئی معبود مگر وہی طرف اس کی ہے پھر جانا۔

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فَاِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ مِّنِّیْ هُدًی فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَایَ فَلَا یَضِلُّ وَلَا یَشْقٰی

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے پس اگر آوگی تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت پس جو چلا میرے بتائے راہ پر وہ نہ بہکیگا اور نہ وہ تکلیف میں پڑیگا۔

قول ابن عباسؓ را نصب العین باید ساخت۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ تَكَفَّلَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِمَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ وَعَمِلَ بِمَا فِيْهِ اَنْ لَّا يَضِلَّ فِي الدُّنْيَا وَلَا يَشْقٰى فِي الْاٰخِرَةِ قِفْ عَلٰى قَوْلِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ وَتَاَمَّلْ فِيْهِ فَاِنَّهٗ مَدَارُ الدِّيْنِ فَاجْعَلْهُ نُصْبَ الْعَيْنِ وَقَالَ تَعَالٰى وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰى۔ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔

اس آیت کی تفسیر میں ابن عباسؓ کا یہ قول ہے کہ اللہ تعالیٰ ضامن ہوا ہے اس شخص کے لئے جو قرآن مجید پڑھے اور مطابق اس کے عمل کرے دنیا میں گمراہ نہ ہوگا اور آخرت میں تکلیف میں نہ پڑیگا۔ تو ٹھہر ابن عباسؓ کے قول پر اور تأمل کر اس میں پس تحقیق اسی پر مدار ہے دین کا پس رکھ تو اس کو مدّ نظر اپنا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور جس نے منہ پھیرا میری یاد سے تو اُس کو ملنی ہے گذران تنگ اور اُٹھالاوینگے ہم اس کو دن قیامت کے اندھا وہ کہیگا اے رب کیوں اٹھالایا تو مجھ کو اندھا اور میں تو تھا دیکھتا فرمایا یوں ہی پہنچیں تھیں تجھ کو ہماری آیتیں کر تو نے اُن کو بھلا دیا اور اسی طرح آج تجھ کو ہم بھلا دینگے۔ اور اسی طرح بدلا دینگے ہم اس کو جس نے ہاتھ چھوڑا اور یقین نہ کیا اپنے رب کی باتوں پر اور پچھلے گھر کا عذاب سخت ہے۔ اور بہت دیر رہتا۔

نقل خط مولانا مولوی عبداللہ خلف امام الزمان شیخ عبداللہ صاحب غزنویؒ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُ اَللّٰهُ يَا لَيْتَنِيْ فُزْتُ بِنُوْرِ خِدْمَةِ اَبِيْ تُبْتُ اِلَى اللّٰهِ مِنْ فُرُطِيْ وَمِنْ دَابِيْ سَمِعَ اللّٰهُ دُعَائِيْ وَنِدَائِيْ فِيْ بَثِّيْ وَكَرْبِيْ

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ

اللہ اللہ اللہ اے خرابی میری کہیں مراد کو پہنچتا میں اپنے باپ کی خدمت کے نور کے ساتھ میں باز آیا اپنی زیادتی اور بُری عادت سے سنتا ہے اللہ تعالیٰ پکار میری اور ندا میری بیقراری اور غم میں۔

الٰہی تو میرا پروردگار ہے۔

ارحم الراحمین مہربانستی مراہم توے بالی نمی دانم کہ برائے چہ می پالی۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ — الٰہی تو میرا مالک ہے

علامت بدبختی نمایان ست کہ جان من از فنجان اخلاص گویا حلاوتے ندیدہ وکام من از جام خالص توحید شربتی بخشیدہ آنچہ ایمان بندگان خاص توست۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ۔ — نہیں ہے کوئی سوا تیرے۔

جان من از توست وقوامم ہم بتو خَلَقْتَنِیْ — اور پیدا کیا تو نے مجھ کو

برائی چہ آفریدی تو خود میدانی از بندہ خوار خاک افتادہ چہ خدمت خواہد شد۔

وَاَنَا عَبْدُکَ — اور میں تیرا بندہ ہوں۔

اگرچہ بزبان گویم وَاَنَا عَلٰی عَھْدِکَ وَ — اور میں ہوں عہد تیرے پر اور وعدے

وَعْدِکَ مَا اسْتَطَعْتُ — تیرے پر جس قدر طاقت رکھتا ہوں۔

خداوندا صدق وراستی کجاست مقصود اصلی کارست گفتار کلمے خدا یار شود کہ ازمن کار نمو خوار و نامراد ست پسرے کہ پدر بزرگوار ازوے خاطر رنجہ وناراض بود از جان بیزارم وبر استطاعت دادۂ تو شرمسار از شامت کردار خود سوائے تو پناہے ندارم۔

اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ — پناہ لیتا ہوں میں تیری اس برائی سے جو کی میں نے۔

از اعاظم نعمتہائی بیحساب حیات بابرکات والد ماجد من ست۔

اَبُوْءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ — اقرار کرتا ہوں میں تیری ان نعمتوں کا جو مجھ پر ہیں۔

چہ جائے شکر آن از گرفتاری ورطہ کفران لاچار گویانم

وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ — اور اقرار کرتا ہوں اپنے گناہوں کا۔

اگر تو نہ بخشی کہ آفریدی وپالیدی ونعمتہائے فراوان بخشیدی این خوار لاچار گنہگار را کہ خواہد بخشید۔

فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ — بخش مجھ کو اس لئے کہ نہیں معاف کرتا گناہوں کو کوئی سوا تیرے۔

مہربانا از وجود من چہ حاصل بود پرورش من در حق من بدانش من لاطائل نمود آری حکیمی بلاریب کارت بحکمت نیست اگر حکمت در تعذیب این غریب ست سبقت رحمت تو کجاست دستگیری این لاچار گرفتار چرا نمود حیف حیف اگر در زمرہ بندگان نیک۔

وَ بَرًّا بِوَالِدَیْہِ وَلَمْ یَکُنْ جَبَّارًا عَصِیًّا اور نیکی کرتا اپنے ماں باپ سے اور نہ تھا زبردست بے حکم

مے در آوردی تراچہ نقصان بودے حیرانم حقیقت نمیدانم ہر چہ مے بینم از تو مے دانم۔

مَاشَاءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ اور جو چاہے اللہ کچھ زور نہیں مگر ساتھ اللہ کے۔

محکمات ہم از دست نمیدہم یقین میدانم کہ من خود ظالم و بر خود ظالم

رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا الآیہ اے رب ہمارے ہم نے خراب کیا اپنی جان کو

تو پاک ہستی پاکی از آن توست۔

سُبْحَانَکَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا تو سب سے نرالا ہے ہم کو معلوم نہیں مگر جتنا تو نے سکھایا۔

افسوس صد افسوس کاش کے در رضائی والدم شرف رضائی تو می جستم و می یافتم ہیہات ہیہات چہ کنم چارہ ندارم لاچار از قصور خدمتش دُور افتادہ بہرہ ندارم پروردگارا گر در ازل نام نکیم بر باوالدین نوشتہ امروز بنویسید چہ خواہد شد۔

وَعِنْدَہٗ اُمُّ الْکِتَابِ اور اسی پاس ہے اصل کتاب

اگر تو نالہ مرا نشنوی و فریاد مرا گوش نکنی آخر کجا بروم پیش کہ بنالم

وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لِیْ وَتَرْحَمْنِیْ اَکُنْ مِّنَ الْخَاسِرِیْنَ ۔ | اور اگر تو نہ بخشے اور رحم نہ کرے تو میں ہوں خرابی والوں میں۔

بے پروائی تو دلم را پارہ پارہ نمودہ و جگرم پاش پاش شدہ از تو پناہ مے گیرم۔

اَعُوْذُ بِکَ مِنْکَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْکَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْکَ پناہ مانگتا ہوں تیری غصّے تیرے سے پناہ مانگتا ہوں تیری عذاب تیرے سے پناہ مانگتا ہوں تیری خوشی تیری سے۔

عمرمن بحدے رسید کہ مجال معذرتے نماند قَدْ قَارَبْتُ اَرْبَعِیْنَ کہ وقت توبہ صالحین ست۔ ترجمہ میں چالیس کی حد کو پہنچ گیا

و زمانہ تنبیہ شاکرین۔

حَتّٰی اِذَا بَلَغَ اَشُدَّہٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِیْنَ سَنَۃً قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ الآیہ | یہاں تک کہ جب پہنچا اپنی قوت کو اور پہنچا چالیس برس کو کہنے لگا اے رب میرے میری قسمت میں کر کہ شکر کروں احسان تیرے کا جو مجھ پر کیا اور میرے ماں باپ پر آخر آیت تک۔

کہ تا این وقت خوشنود کردن والدم موفق نہ گردی می ترسم کہ از من گاہے خوشنود نمی شوی کہ رضائے تو نباشد بقائے من برائے چہ باشد عاقبت فنائی من باز چہ باشد۔

وَاللّٰہِ لَا اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ — بخدا میں نہیں جانتا کیا معاملہ ہوگا میرے ساتھ۔

در گذشتہ عمر خود چیزے نہ کردہ ام کہ تسکین جانم شود آیندہ ازین بندہ چہ دیدہ آید۔

یَا حَسْرَتٰی عَلٰی عَبْدِ اللّٰہِ — اے افسوس عبد اللہ پر۔

اگر خاک خواری بر سرے پاشد چہ کند روز بروز کار تباہ خود بدترے بیند عزیزا خود ملامتم۔

وَاَنَا مُلِیْمٌ — اور میں ملامت میں پڑا ہوں۔

چہ کنم چارۂ کار لبشومی بد کردار از دستم رفتہ دیدہ و دانستہ از خدمت بابرکت والد بزرگوار کنارہ گرفتہ سزائے پروردگار موافق کردار ست۔

فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰہُ قُلُوْبَھُمْ — پھر جب وہ پھر گئے پھیر دیئے اللہ نے دل اُن کے۔

دردلم بیماریست لاچار چارۂ من زاریست اگر زاری نکنم و اشک دل جاری نکنم بارے چہ کنم۔

وَاَدْعُوْا رَبِّیْ عَسٰٓی اَنْ لَّآ اَکُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّیْ شَقِیًّا — اور میں پکاروں گا اپنے رب کو امید ہے کہ نہ ہونگا اپنے رب کو پکار کر محروم۔

شاید کہ باران رحمتش دل مردہ را زندہ کند و آثار رحمت گستردہ

وَھُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ الْغَیْثَ مِنْۢ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَیَنْشُرُ رَحْمَتَہٗ — اور وہی ہے جو اُتارتا ہے مینہ پیچھے اس سے کہ آس توڑ چکے اور پھیلاتا ہے اپنی مہر۔

الٰہی چہ عجب از بندۂ دل مردہ و جان و تن سودہ خدمتے سر زند کہ شرف خوشنودی من فی رضاہ رضائے عزّ و جل بدست آرم۔

وَتَرَی الْاَرْضَ ھَامِدَۃً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْھَا الْمَآءَ اھْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَاَنْۢبَتَتْ مِنْ کُلِّ زَوْجٍۢ بَھِیْجٍ۔ — تو دیکھتا ہے زمین دبی پڑی پھر جہاں ہم نے اُتارا اُس پر پانی تازی ہوئی اور اُبھری اور اُگائیں ہر بھانت بھانت رونق کی چیزیں۔

باران ہم تو بہار سبزہ زار ہم تو بیار بار من از من بردار مارا بما مسپار بلکہ مارا از میان بردار از من اگر چیزے میشد تا امروز خود چیزے میشد یارب من گویا نیم بتوے پائیم زندہ بتو یم ہدایت

از توے جویم ہمّت ادائی شکر والد از تو میخواہم۔

رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الآیہ — اے میرے رب میری قسمت میں کہ شکر کروں احسان تیرے کا۔

موئے سیاہم سفید گشت و دل سفیدم سیاہ آہ آہ کاشکے برعکس بودے۔

اٰتِ نَفْسِیْ تَقْوٰھَا وَزَکِّھَآ اَنْتَ خَیْرُ مَنْ زَکّٰھَآ اَنْتَ وَلِیُّھَا وَمَوْلٰھَا — اے میرے رب دے میرے نفس کو بچ چلنا اس کا اور پاک کر اس کو تو بہتر پاک کرنیوالا ہے اس کا تو ہے حمایتی اس کا اور صاحب اس کا۔

بازہم درین عمر ارذل قریب باجل از غایت کوری دل و نہایت طول امل خواہان آرام و شہوت نفس خود جویان آخر تابکے۔

اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ حَتّٰی زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ۔ غفلت میں رکھا تم کو بہتایت کی حرص نے۔

بشامت ناشکری والد ماجد از مناجات رب العزّت و تلاوت آیات وی شیرینی و آرام دل نمے یابم چہ کنم کہ دل نیابم الا بذکر اللّٰہ تطمئن القلوب اگر قلب می بود فائدہ و تذکرہ ہم مے بود۔

اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَذِکْرٰی لِمَنْ کَانَ لَہٗ قَلْبٌ الآیہ — اس میں سوچنے کی جگہ ہے اس کو جس کے اندر دل ہے آخر آیت تک

ہرکرا از ہدایت قرآن بہرہ نیست از ضلالت خود اوراچارہ نیست۔

یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا وَّیَھْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا — گمراہ کرتا ہے اس سے بہتیرے اور راہ پر لاتا ہے اس سے بہتیرے

بیان اہل ضلال کہ از قرآن بے بہرہ اند۔ خود باحسن تفسیر واضح فرمودہ

وَمَا یُضِلُّ بِہٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِیْنَ اِلٰی قولہ وَیَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ — اور گمراہ کرتا ہے انہیں کو جو بے حکم ہیں جو توڑتے ہیں قرار اللہ کا مضبوط کئے پیچھے اور توڑتے ہیں جو چیز اللہ نے فرمائی جوڑنی آخر آیت تک

قاطع رحم از تو قطع است و از کلامت بی بہرہ یارب این قطع شدہ راچارہ چہ باشد آرے کسے کہ نشانی جہنمی داشتہ باشد کہ نہ دل دارد و نہ چشم و نہ گوش۔

وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَھَنَّمَ کَثِیْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ لَھُمْ قُلُوْبٌ لَّا یَفْقَھُوْنَ بِھَا الآیہ — اور ہم نے پھیلا رکھے ہیں دوزخ کے واسطے بہت جن اور آدمی ان کے دل ہیں کہ اسے سمجھتے نہیں۔

علاجش بجز دعا و زاری و استغفار و ذکر اسمائے باری دیگر چیزے نیست برعایت این حکمت متصل اشارت فرموده وللہ الاسماء الحسنیٰ الخ اگرچہ ہر کس و ناکس نفہمیده بلکہ بعضے بشامت انکار ربط و نظم آیات کلام حکیم ازین معانی محروم مانده ببین برائے چہ متصل فرموده

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا۔ اور اللہ کے ہیں سب نام خاصے سو اُس کو پکارو وہ کہہ کر۔

الٰہی باسمائے حسنائت کہ این خوار خستہ نالائق را لائق خدمت بابرکت خلیفہ وقت بگردان از شعاع آفتابش کہ عالم بتابش تابان و درخشان گشت خفاش صفت مگردان ہر آشنا و بیگانہ از اقطار و اغیار بنور ایمانے از انوارش فائز شدند رو سیاه سنگدل ہمچنان سیاه باطن در باطن خانہ اش بے بہره کور اُفتاده۔

يَا حَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُ فِىْ جَنْۢبِ اللّٰهِ اے افسوس اس پر کہ میں نے کمی کی اللہ کی طرف سے

دلہائے مردم از حب وے بحب حق زنده شدند این اہل نا اہلش از تلاطم امواج ہوا و ہوس بگرداب۔

وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ

اور بیچ آگئی دونوں میں موج پھر ہو گیا ڈوبنے والوں میں

گرفتار مانده اَعُوْذُ بِعِزَّتِكَ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ اَنْ تُضِلَّنِىْ اَنْتَ الْحَىُّ الَّذِىْ لَا يَمُوْتُ وَالْجِنُّ وَالْاِنْسُ يَمُوْتُوْنَ ۔

پناه مانگتا ہوں تیری عزت کے ساتھ نہیں کوئی معبود سوا تیرے اس سے کہ بہکا دے تو مجھے تو ایسا زنده ہے کہ کبھی نہ مریگا اور جن اور آدمی مر جائیں گے۔

خداوندا در گاه تو براتے ہنوز و است فریاد و زاری خوار زار ہم بجاست پس بدعائے جانی وحب ایمانی خلیفہ حقانی فائز کن۔

شَارِكْنِىْ فِىْ دُعَاهُ اِذَا دَعَا رَبَّهٗ وَنَاجَاهُ فِىْ نَهَارِهٖ وَعِشَاهُ وَقُعُوْدِهٖ وَمُمْشَاهُ فَائِزًا بِقَلْبِىْ مِنْ دُعَاهُ اِذَا رَغِبَ اِلٰى مَوْلَاهُ ثُمَّ نَادَاهُ فِىْ سِرِّهٖ وَمَا يُخْفَاهُ اِذَا تَبَتَّلَ مِنْ مَا سِوَاهُ وَلَمْ يَدْعُ اِلَّا اِيَّاهُ فَرِضَاتُكَ يَا رَبِّ اَطْلُبُ فِىْ

ملا لے مجھ کو اس کی دعا میں جب پکارے وہ رب اپنے کو اور سرگوشی کرے اُس سے دن میں اور رات میں بیٹھنے میں اور چلنے میں فائده مند کر میرا دل کو اس کی دعا سے جب رغبت کرے وہ طرف مالک اپنے کے پھر پکارے اُس کو اپنے پوشیدگی میں جب منقطع ہووے اس چیز سے جو سوا اس کے ہے اور نہ پکاری مگر اسی کو پس خوشی تیری اے میرے مالک ڈھونڈتا

رِضَاهُ كَمَا اَمَرْتَنِىْ اَنْتَ هٰذَا اَعُوْذُ مِنْ سَخَطِكَ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ فِىْ رِضَاهُ فَجَعَلَنِىْ ۔ ہوں میں اس کی خوشی میں جیسے تو نے حکم کیا ہے

[illegible]

حُبِّهٖ جُزْءًا مِّنْ اَجْزَاءِهٖ كَمَا كُنْتُ مِنْ قَبْلُ شَيْئًا مِّنْ اَشْيَاءِهٖ وَارْجِعْنِيْ بِرَحْمَتِكَ اِلٰى قَلْبِهٖ وَقُوَاهُ اِنَّهٗ عَلٰى رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

کے ساتھ اس کی خوشی میں پس کر مجھ کو اس کی محبت میں ایک حصہ اُس کے حصوں میں سے جیسے میں تھا پہلے پیدا ہونے اپنے کے ایک شئ اشیا اُس کی سے اور لوٹا مجھ کو اپنی رحمت کے ساتھ طرف دل اُس کے اور قوتوں اُس کی کے بیشک وہ اوپر پھیر لانے اُس کے البتہ قادر ہے بخشش مانگتا ہوں میں اللہ سے بخشش مانگتا ہوں میں اللہ سے بخشش مانگتا ہوں میں اللہ سے پاک ذات ہے تیرے رب کی وہ عزت کا مالک پاک ہے ان باتوں سے جو بیان کرتے ہیں اور سلام ہے رسولوں پر۔ اور سب خوبی اللہ کو ہے جو رب ہے سارے جہان کا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

از عائذ باللہ نور چشمی محمد جان بعد از سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ واضح ولائح باد کہ در کارہائے احکم الحاکمین حکمت ہست۔

عَسٰى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ یعنی امید ہے کہ تم ایک کام کو برا جانو اور وہ تمہارے واسطے اچھا ہو۔

مانند دوائی تلخ کہ ظاہر مکروہ است و در حقیقت مفید صحت و عافیت و ابتلاء و امتحان حکیم حقیقی برائے ہمین ست کہ تمیز صادق و کاذب میکند تا صادقین از کاذبین جدا شوند۔

وَعِنْدَ الْاِمْتِحَانِ يُكْرَمُ الرَّجُلُ اَوْ يُهَانُ

اور امتحان کے وقت آدمی کی عزت ہوتی ہے یا ذلت۔

پس بندہ را ضرورست کہ در وقت امتحان از احکم الحاکمین حرف گلہ شکایت در دل نگذارد۔ چہ جائی زبان بلکہ نفس خود را ملامت کند و بگوید۔

اَوَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ

کیا اللہ تعالیٰ کو معلوم نہیں ہیں قدر دان۔

وگوید رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ

اے ہمارے رب معاف کر گناہ ہمارے اور زیادتی ہماری ہمارے کام میں اور ثابت رکھ پاؤں ہمارے اور مدد کر ہماری منکر لوگوں پر۔

واز صحبت مبتدعین توبہ نصوح کند۔

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا

اے ایمان والو ڈرو اللہ سے۔ اور ہو جاؤ

مَعَ الصَّادِقِيْنَ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا
ساتھ سچوں کے۔ اور فرمایا اور نہ کہا مان اے محمد اس شخص

قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ۔
کا جو غافل کیا ہم نے دل اُس کا اپنی یاد سے اور پیچھے پڑا وہ اپنے چاؤ کے

چون از اعتماد بر غیر اللہ خصوصًا مبتدعین توبہ نصوح کرد۔

وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ
اور اللہ پر بھروسا کرو اگر ہو تم ایماندار

معمول ساختہ پس از متقیان شد پس بمضمون

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّ
اور جو ڈرے اللہ سے کر دیتا ہے اللہ اُس کے واسطے

يَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ
خلاصی اور روزی دیتا ہے اُس کو جہاں سے وہ نہیں خیال کرتا

ہمہ کارہائے ایشان را مربی مے شود و ہجرت کند و ترک کند ہمہ مالوفات خود را و در وقت ہجرت از تہ دل نیت کند۔ کہ یا ارحم الراحمین من بر کسے اعتماد ندارم و بہ کسے امید ورجا نکردہ ام۔ محض برائی رضائی تو مالوفات خود را ترک کردہ ام و رضائے تو می طلبم و ہر جا کہ باشد۔ مرا بآنجا برسان و بعبد اللہ جان بعد از سلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ واضح باد کہ بارہا مے نویسی چند حرف از نصائح برائے ما نوشتہ کنید حقیر می گوید کہ الحمد للہ حمداً کثیراً کہ کسے ہست خصوصًا از فرزندانِ حقیر کہ راہ مرضیات رب عزیز می طلبد و می گویم اَللّٰهُمَّ هَبْ لِيْ وَلِاَوْلَادِيْ نُوْرًا يَّهْتَدُوْنَ بِهٖ و ہر بار کہ می نوشتی کہ برائی ما چند حرفی از نصائح نوشتہ کنید حقیر چون خود را لائق این منصب نمی دید با ارحم الراحمین متوجہ مے شدم۔ کہ ہر چہ در حق عبد اللہ مناسب ست در دل حقیر بیندازید پس آنچہ در دل حقیر بعد از دعائے بسیار افتادہ می نویسم بسبیل اختصار حافظ ابن قیم در جلد ثانی از اعلام الموقعین نوشتہ۔

وَكَمْ مِنْ اٰيَةٍ وَّحَدِيْثٍ وَّاَثَرٍ
اور ایسی بہت آیتیں اور حدیثیں اور آثار ہیں۔ جو

تَدُلُّ عَلٰى اِتِّبَاعِ الصَّحَابَةِ وَتَابِعِيْهِمْ
دلالت کرتے ہیں صحابہ اور تابعین کی تابعداری پر اور انکے

وَالْاِقْتِدَاءِ وَالتَّمَسُّكِ بِقَوْلِهِمْ
اقوال پر اور چال چلن کے ساتھ چنگل ارنے پر اور کہا حافظ الوحین

وَهَدْيِهِمْ وَسِيَرِهِمْ وَقَالَ حَافِظُ
ابن تیمیہؒ نے اپنی ایک کتاب میں جس کو اُس نے اسی

الْوَحِيْنِ ابْنُ تَيْمِيَّةَ فِيْ كِتَابٍ اَلَّفَهٗ
مسئلہ میں تصنیف کیا ہے۔ اس بات کا جاننا

فِيْ هٰذَا النَّوْعِ يَجِبُ اَنْ يُّعْلَمَ اَنَّ النَّبِيَّ
واجبات سے ہے۔ کہ حضرت صلی اللہ علیہ و

صلی اللہ علیہ وسلم بیّن لاصحابہ معانی
القرآن کما بیّن لھم الفاظہ فقولہ
تعالی لتبیّن للناس ما نزّل الیھم
یتناول ھذا وھذا وقد قال ابو
عبد الرحمن السلمی حدثنا الذین کانوا
یقرؤن القرآن کعثمان بن عفان
وعبد اللہ بن مسعود وغیرھما انھم
کانوا اذا تعلّموا من النبی صلی اللہ علیہ
وسلم عشر آیۃ لم یتجاوزوھا حتی
یتعلموا ما فیھا من العلم والعمل
قالوا فتعلمنا القرآن والعلم
والعمل جمیعا ولھذا کانوا یبقون
مدۃ فی حفظ السورۃ واطال رحمہ
اللہ الی ان قال فصل والاختلاف
فی التفسیر علی نوعین واطال الی ان
قال الخطأ فیہ من جھتین حدثتا بعد
تفسیر الصحابۃ والتابعین وتابعیھم
باحسان فان التفاسیر التی یذکر
فیھا کلام ھؤلاء صرفا لا یکاد
یوجد فیھا شیء من ھاتین الجھتین
مثل تفسیر عبد الرزاق والفریابی
ووکیع واسحاق وامثالھم الی ان
قال الخطأ تارۃ فی الدلیل وتارۃ

وسلم نے صحابہ کے لئے قرآن کے معنے ویسے ہی بیان کئے
جیسے قرآن مجید کے لفظ۔ پس اللہ تعالیٰ کا قول اور ہم نے
اُتاری تجھ پر کتاب تا کھول سنائے تو لوگوں کو جو اترا انکی
طرف شامل ہے قرآن مجید کے الفاظ اور معانی دونوں کو
اور کہا ابو عبدالرحمن السلمی نے بیان کیا ہم سے ان لوگوں
نے جو قرآن مجید پڑھتے تھے۔ جیسے عثمان بن عفان رض
اور عبد اللہ بن مسعود رض وغیرہ کہ وہ جس وقت حضرت
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے دس آیت پڑھ لیتے تو آگے
نہ گذرتے یہاں تک کہ سیکھ لیتے وہ علم اور عمل جو اُن
آیات میں ہوتا۔ کہا اُنہوں نے پس سکھاتے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو قرآن اور علم اور عمل سب، اور
اسی واسطے ایک ایک سورت کی یاد میں ایک ایک
مدت پڑے رہتے۔ اور دراز کیا اس مضمون کو ابن تیمیہ
نے اللہ کی اُن پر رحمتیں ہوں یہاں تک کہ کہا اور تفسیر
میں اختلاف کرنا دو قسم ہے اور پھر اس میں طول دیا
کہ کہا خطا تفسیر میں دو وجہ سے واقع ہوتی ہے۔
جو وہ دونوں صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کی تفسیر کے
بعد ظاہر ہوئی ہیں۔ کیونکہ جن تفسیروں میں صرف صحابہ
و تابعین اور تبع تابعین کی کلام مذکور ہے ان میں ان دونوں جہتوں
میں سے کوئی جہت موجود نہیں ہے جیسے عبدالرزاق اور فریابی اور
وکیع اور اسحاق کی تفسیریں یہاں تک کہ کہا کبھی
خطا دلیل میں ہوتی ہے۔ اور کبھی مدلول میں
اور کبھی دونوں میں۔

فِي الْمَدْلُوْلِ فَالَّذِيْنَ اَخْطَئُوْا فِيْهِمَا
مِثْلُ طَوَائِفَ مِنْ اَهْلِ الْبِدَعِ اعْتَقَدُوْا
مَذَاهِبَ بَاطِلَةً وَّعَمَدُوْا اِلَى الْقُرْاٰنِ
فَتَاَوَّلُوْهُ عَلٰى رَأْيِهِمْ وَلَيْسَ لَهُمْ
سَلَفٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ لَا
فِيْ رَأْيِهِمْ وَلَا فِيْ تَفْسِيْرِهِمْ وَقَدْ
صَنَّفُوْا تَفَاسِيْرَ عَلٰى اُصُوْلِ مَذَاهِبِهِمْ
مِثْلَ تَفْسِيْرِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَيْسَانَ الْاَصَمِّ
وَالْجُبَّائِيِّ وَعَبْدِ الْجَبَّارِ وَالرُّمَّانِيِّ وَالزَّمَخْشَرِيِّ
وَاَمْثَالِهِمْ وَمِنْ هٰؤُلَاءِ مَنْ يَّكُوْنُ
حَسَنَ الْعِبَارَةِ يَدُسُّ الْبِدَعَ فِيْهِ وَاَكْثَرُ
النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ كَصَاحِبِ الْكَشَّافِ
وَنَحْوِهٖ حَتّٰى اَنَّهٗ يَرُوْجُ عَلٰى خَلْقٍ كَثِيْرٍ
مِّنْ اَهْلِ السُّنَّةِ كَثِيْرٌ مِّنْ تَفَاسِيْرِهِمُ
الْبَاطِلَةِ وَتَفْسِيْرُ ابْنِ عَطِيَّةَ وَاَمْثَالِهٖ
اَتْبَعُ لِلسُّنَّةِ وَاَسْلَمُ مِنَ الْبِدْعَةِ
وَلَوْ ذَكَرَ كَلَامَ السَّلَفِ الْمَاْثُوْرَ
عَنْهُمْ عَلٰى وَجْهِهٖ لَكَانَ اَحْسَنَ
فَاِنَّهٗ كَثِيْرًا مَّا يَنْقُلُ مِنْ تَفْسِيْرِ ابْنِ
جَرِيْرٍ الطَّبَرِيِّ وَهُوَ مِنْ اَجَلِّ التَّفَاسِيْرِ
وَاَعْظَمِهَا قَدْرًا ثُمَّ اِنَّهٗ يَدَعُ مَا يَنْقُلُهٗ
ابْنُ جَرِيْرٍ عَنِ السَّلَفِ وَيَذْكُرُ مَا يَزْعُمُ
اَنَّهٗ قَوْلُ الْمُحَقِّقِيْنَ وَاِنَّمَا يَعْنِيْ بِهٖ

پس جنہوں نے دلیل و مدلول دونوں میں خطا کی ہے۔
اہل بدعت کی جماعتوں کی طرح انہوں نے اعتقاد کیا
باطل مذہبوں کا اور قصد کیا قرآن مجید کی طرف پھر
اس کی تاویل کی اپنی رائے کے مطابق اور نہیں ہے
ان کا کوئی پیشرو صحابہ اور تابعین سے نہ ان کی
رائے میں نہ ان کی تفسیر میں اور تصنیف
کی انہوں نے تفسیریں اپنے مذہب کے اصول پر
جیسے عبدالرحمن بن کیسان اصم اور جبائی اور
عبدالجبار اور رمانی اور زمخشری وغیرہ کی تفسیریں
اور ان میں سے بعض لوگ ایسے ہیں کہ ان کی
عبارت رنگین ہے اس میں بدعت کو ایسے بیان
کر دیا ہے جیسے حلوے میں زہر جیسے صاحب
کشاف اور بہت لوگ نہیں جانتے یہانتک کہ
اہلسنت کے بہت
لوگوں کے درمیان انکی جھوٹی تفسیروں
نے رواج پالیا ہے اور ابن عطیہ اور اس کے امثال کی تفسیریں
سنت کے موافق ہیں اور بدعت سے بچی ہوئی لیکن اتنی خرابی
ہے کہ وہ سلف کی کلام ہو بہو نہیں رہنے دیتا۔
بلکہ بہت بار ابن جریر طبری کی تفسیر سے جو وہ عمدہ
تفسیر ہے۔ سلف کی کلام نقل کرتا ہے پھر اس
کے بعد ان لوگوں کی کلام نقل کرتا ہے۔ جن کو
وہ اپنے زعم فاسد میں محققین خیال کرتا
ہے اور مراد اس کی محققین سے

طَائِفَةٌ مِنْ أَهْلِ الْكَلَامِ الَّذِيْنَ قَرَّرُوْا
أُصُوْلَهُمْ بِطَرِيْقٍ مِنْ جِنْسِ مَا قَرَّرَتْ
بِهِ الْمُعْتَزِلَةُ أُصُوْلَهُمْ وَإِنْ كَانُوْا
أَقْرَبَ إِلَى السُّنَّةِ مِنَ الْمُعْتَزِلَةِ
لٰكِنْ يَنْبَغِيْ أَنْ تُعْطِيَ كُلَّ ذِيْ حَقٍّ
حَقَّهٗ، فَإِنَّ الصَّحَابَةَ وَالتَّابِعِيْنَ
وَالْأَئِمَّةَ إِذَا كَانَ لَهُمْ فِي الْآيَةِ
تَفْسِيْرٌ وَجَاءَ قَوْمٌ فَسَّرُوا الْآيَةَ
بِقَوْلٍ آخَرَ لِأَجْلِ مَذْهَبٍ اعْتَقَدُوْهُ
وَذٰلِكَ الْمَذْهَبُ لَيْسَ مِنْ مَذْهَبِ
الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ صَارَ مُشَارِكًا
لِلْمُعْتَزِلَةِ وَغَيْرِهِمْ مِنْ أَهْلِ الْبِدَعِ
فِيْ مِثْلِ هٰذَا أَوْ فِي الْجُمْلَةِ مَنْ عَدَلَ
عَنْ مَذَاهِبِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ
وَتَفْسِيْرِهِمْ إِلٰى مَا يُخَالِفُ ذٰلِكَ كَانَ
مُخْطِئًا فِيْ ذٰلِكَ بَلْ مُبْتَدِعًا لِأَنَّهُمْ
كَانُوْا أَعْلَمَ بِتَفْسِيْرِهٖ وَمَعَانِيْهِ
كَمَا أَنَّهُمْ أَعْلَمُ بِالْحَقِّ الَّذِيْ بَعَثَ
اللّٰهُ بِهٖ رَسُوْلَهٗ، انتہی کلام ابن تیمیہ ملخصاً

اہل کلام ہیں جنہوں نے اپنے ویسے ہی اصول
مقرر کئے ہیں۔ جیسے معتزلہ نے اور اہل کلام
اگرچہ معتزلہ کی طرح سُنت سے دُور نہیں ہیں۔
بلکہ اُن سے بہت قریب ہیں۔ لیکن ہر حق والے
کو اس کا حق دینا چاہئے۔ پس تحقیق صحابہ
اور تابعین اور ائمہ کی جب آیت میں تفسیر
موجود ہو۔ اور دوسرے لوگ اپنے مذہب کے
مطابق آیت کی کچھ اور تفسیر بیان کریں۔ اور
اُن کا مذہب صحابہ رضؓ اور تابعین رحؒ
کے مذہب کے مطابق نہ ہو تو یہ لوگ اس تفسیر میں
معتزلہ وغیرہ اہل بدعت کے شریک ہونگے حاصل
یہ ہے کہ جو شخص صحابہ اور تابعین کے مذہب اور
ان کی تفسیر سے عدول کرکے اُن کا خلاف
کرے وہ اس فعل میں خطا کار ہے۔
بلکہ مبتدع کیونکہ صحابہ قرآن کی تفسیر
اور معنوں کے بہت واقف تھے۔ جیسے
وہ اس حق سے زیادہ واقف تھے۔
جو اللہ تعالےٰ نے اپنے پیغمبر کو دیکر بھیجا۔
۱۲

این را بعد از التجائی بسیار با ارحم الراحمین در دل افتادہ سہل نباید انگاشت وعلیحدہ بخط
خوب بر کتاب کہ کثیر الاستعمال شما باشد نوشتہ ہر وقت در آن تامل کردہ واہدنا الصراط
المستقیم خواندہ وحقیر نیز دعا می کند اللّٰہم ہب لہ نوراً یہتدی بہ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

از عائذ باللہ عبد اللہ بمخلصان صمیمی و محبانِ قدیمی عموماً و بمولوی حیات گل و عبد اللہ قلعہ والا و ہدایت اللہ خصوصاً بعد از سلام مسنون و ادعیہ اجابت مقرون واضح باد کہ فقیر چون خود را با بلاغ احکام امرین مذکورین در حکم فرمان واجب الاذعان

قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ کہدے میرے بندوں کو جو یقین لائے ہیں قائم رکھیں نماز وَيُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً خرچ کریں ہماری دی روزی میں سے چھپے اور کھلے مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ پہلے اس سے کہ آوے وہ دن کہ جس میں سودا ہے نہ دوستی

ماموری بینم لہذا چون مخلصان را از جملہ عباد اللہ دانستہ ام کہ در اقامت صلوٰۃ کہ از عمدہ ارکان اسلام ست حق سعی بجا آرید و در رعایت اوائل اوقات و خضوع و خشوع و تطویل ارکان نوعے از تقصیر ننمائید و در افشاء و اجراء و تبلیغ احکام رب العالمین خصوصاً توحید و تفرید حق کما ینبغی بجا آرید و اخمال و گمنامی و فروتنی و شکستگی را کہ شعار عباد اللہ ست سیما خود سازید و حب جاہ و ریاست را وراء الظہر انداختہ در تحصیل مرضیات حق جل و علی کمر ہمت چست بستہ اوقات عزیزہ را برباد نہ دہید و آیہ وافی ہدایہ

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا

وہ گھر ہے پچھلا ہم دیں گے وہ ان کو جو نہیں چاہتے چڑھنا ملک میں اور نہ بگاڑ ڈالنا اور آخر بھلا ہے ڈر والوں کا

را نصب العین سازید کہ بار بار ہمیں آیہ ملہم شدہ ام۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

از عبد اللہ بمجہ سلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ واضح باد کہ معنی لا الہ الا اللہ این ست کہ حب و تعظیم غیر اللہ نکنید مانند حب و تعظیم اللہ و اگر کسے حب و تعظیم غیر کرد مانند حب و تعظیم رب پس آن شخص مشرک ست۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ الآیۃ

اور بعض لوگوں میں سے وہ ہیں جو پکڑتے ہیں سوائے اللہ کے شریک دوستی کرتے ہیں ان سے جیسے محبت خدا کی الآیۃ

وَ تَعِسَ عَبْدُ الدُّنْيَا وَعَبْدُ الدِّرْهَمِ الحدیث ہلاک ہو جیو روپے کا بندہ اور اشرفی کا بندہ۔

شاید این معنی ست پس ضرور احکام الٰہی را معظم از احکام دیگران دانید وخوف مولائی خود زیادہ باشد۔ از خوف دیگران و الا از اصحاب لا الٰہ الا اللہ نیست واین اشراک فی الحب جہانگیر ست الا من عصمہ اللہ تعالیٰ واگر تقوی کردی ازین شرک برکات سماوی نازل میشود برجان ومال

وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا الآیۃ اور جو ڈرے اللہ سے نکالتا ہے اللہ اس کے لئے سبب خلاصی کا

شاید این معنی ست در زاد المعاد است کہ فروختن کتابہائے کہ در آن شرک باشد بدتر ست۔ از فروختن اصنام پس فروختن کتابہا کہ سبب اعراض باشد از کلام اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ وموجب تفرق باشد میان امت کہ ہر دو موجب دخول نار ست نیز بدتر است از بیع اصنام۔ پس شما را ضرور است کہ در اشاعت دین منزل سعی تمام و کلفت مالا کلام کنید ء در اشاعت دین مبدّل کہ محارب ست با خدا و رسول ؐ مدتی ست۔ کہ حقیر بزبان حال وقال میگوید یا عظیم انا خادم عظمتک من الانصاری الی اللہ خصوصًا درحق فرزندان چہ قدر تضرع وزاری می کنم کہ از انصار گردانید یکشب خواب دیدم کہ فرزندم محمد آن درختی کہ نزد قبر جدم محمد شریف بود پیوند مے کند وآن درختے بود عظیم کہ مانند آن دیدہ نشدہ کہ ہر یک شاخ آن مانند درخت عظیم بود والحال دیدم ہمہ نابود شد لکن بیخ آن باقی ست شما آنرا پیوند می کنی وقبل ازین کہ خراب شدم آن درخت میدیدم کہ خراب شدہ الحال کہ دیدم کہ شما آنرا پیوند مے کنی امید عظیم شد کہ قرآن وحدیث جاری میشود انشاء اللہ تعالیٰ ودرہمانشب باز دیدم کہ شما صحیح بخاری را ثانیا طبع مے کنی وحقیر نیز درانجاست وجابجا خط بدست خود نوشتہ می کنم الغرض کہ این بشارت ست سعی تمام و کلفت مالا کلام در اشاعت دین خالص بکنید کہ زندگی نعمت ست بعد از مرگ ہیچ نمی شود عبارت حافظ ابن قیم رح نوشتہ می شود

فَاحْفَظْهُ وَاجْعَلْهُ نُصْبَ عَيْنَيْكَ وَأَرْسِلْهُ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ لَعَلَّهٗ يَذَّكَّرُ بِهَا إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ

پھر تو اس کو یاد رکھ اور کر تو اس کو اپنی آنکھوں کے سامنے اور بھیج اس کو طرف عبداللہ کے شاید وہ نصیحت لیوے اس سے

فصل وَأَمَّا تَحْرِيْمُ بَيْعِ الْأَصْنَامِ

اور اسے پر بتوں کی تجارت کا حرام ہونا۔

فَيُسْتَفَادُ مِنْهُ تَحْرِيمُ بَيْعِ كُلِّ آلَةٍ مُتَّخَذَةٍ
لِلشِّرْكِ عَلَى أَيِّ جِهَةٍ كَانَتْ صَنَمًا
أَوْ وَثَنًا أَوْ صَلِيبًا وَكَذٰلِكَ الْكُتُبُ
الْمُشْتَمِلَةُ عَلَى الشِّرْكِ وَعِبَادَةِ غَيْرِ اللهِ
فَهٰذَا كُلُّهَا يَجِبُ إِزَالَتُهَا وَإِعْدَامُهَا
وَبَيْعُهَا ذَرِيعَةٌ إِلَى اقْتِنَائِهَا
وَاتِّخَاذِهَا فَهُوَ أَوْلَى بِتَحْرِيمِ الْبَيْعِ
مِنْ كُلِّ مَا عَدَاهَا فَإِنَّ مَفْسَدَةَ
بَيْعِهَا بِحَسَبِ مَفْسَدَتِهَا
فِي نَفْسِهَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ لَمْ يُؤَخِّرْ ذِكْرَهَا لِخِفَّةِ
أَمْرِهَا وَلٰكِنَّهُ تَدَرَّجَ مِنَ الْأَسْهَلِ
إِلَى مَا هُوَ أَغْلَظُ فَإِنَّ الْخَمْرَ أَحْسَنُ
حَالًا مِنَ الْمَيْتَةِ فَإِنَّهَا قَدْ تَصِيرُ
مَالًا مُحْتَرَمًا إِذَا قَلَبَهَا اللهُ سُبْحَانَهُ
ابْتِدَاءً وَقَلَبَهَا آدَمِيٌّ بِصَنْعَتِهِ
عِنْدَ طَائِفَةٍ مِنَ الْعُلَمَاءِ انْتَهٰى
قَالَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ
فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللهِ وَالرَّسُولِ
إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ
الْآخِرِ قَالَ مُجَاهِدٌ وَغَيْرُ وَاحِدٍ
مِنَ السَّلَفِ هٰذَا أَمْرٌ مِنَ اللهِ
عَزَّ وَجَلَّ بِأَنَّ كُلَّ شَيْءٍ تَنَازَعَ النَّاسُ

پس اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جو آلہ شرک کے
لئے بنایا گیا ہے۔ اس کی تجارت بھی حرام ہے
وہ آلہ بت ہو یا مورت یا صلیب اور اسی طرح
حرام ہے تجارت ان کتابوں کی جو شامل ہیں
شرک پر اور غیر اللہ کی عبادت پر تو ان سب کا دُور
کرنا اور نابود کرنا واجب ہے۔ اور اُن کی
تجارت کرنا ایک وسیلہ ہے اُن کے باقی رکھنے
کا پس اُن کتابوں کا بیچنا جو شامل ہیں شرک
اور غیر اللہ کی عبادت پر بہت بڑھ کر ہے حرام ہونے
میں اُن آلات شرکیہ سے جو اُن کے سوا ہیں کیونکہ جو
فساد کتب شرکیہ سے پیدا ہوتے ہیں اسقدر دوسرے آلات شرکیہ سے
پیدا نہیں ہوتے ہے اسی لئے ان کی تجارت دوسرے آلات کی تجارت سے
بڑھ کر حرام ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بیان کرنے میں
اس لئے تاخیر نہیں کی کہ اس کا امر خفیف ہے بلکہ آلات شرکیہ میں سے ایک
ادنی آلہ کی تجارت سے منع فرما کر اشارہ کیا کہ جو اس سے بڑھ کر شرک کا
اوزار ہے اسکی تجارت اس سے بڑھ کر بری ہے۔ پس تحقیق شراب کا
مردار سے اچھا حال ہے کیونکہ وہ بھی حلال مال ہو جاتی ہے جب
اسکو اللہ تعالیٰ بدلا دیوے شروع ہی یا سرکہ بنا دیوے کوئی آدمی اپنی صنعت سے
علما کی ایک جماعت کے نزدیک انتہی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا پھر اگر تم جھگڑ پڑو کسی مسئلہ
میں تو اسکو پھیر دو طرف اللہ اور اسکے رسول کے اگر ہو تم ایمان لاتے اللہ
اور پچھلے دن کے ساتھ کہا مجاہد اور بہت لوگوں نے سلف سے
کہ اس آیت میں اللہ عز وجل نے حکم فرمایا ہے۔
جس چیز میں لوگ جھگڑا کریں۔ وہ چیز دین کے

فِيهِ مِنْ اُصُولِ الدِّيْنِ وَفُرُوعِهِ
اَنْ يَّرُدُّوا التَّنَازُعَ فِيْ ذٰلِكَ اِلٰى
كِتَابِ اللهِ وَسُنَّتِ رَسُوْلِهٖ فَهُوَ الْحَقُّ*
وَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلَالُ وَلِهٰذَا
قَالَ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ
الْاٰخِرِ اَيْ رُدُّوا الْخُصُوْمَاتِ وَالْجَهَالَاتِ
اِلٰى كِتَابِ اللهِ وَسُنَّتِ رَسُوْلِهٖ فَتَحَاكَمُوْا
اِلَيْهِمَا فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ
تُؤْمِنُوْنَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ
فَدَلَّ عَلٰى اَنَّ مَنْ لَّمْ يَتَحَاكَمْ فِيْ
مَحَلِّ النِّزَاعِ اِلَى الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ
وَلَا يَرْجِعُ اِلَيْهِمَا فِيْ ذٰلِكَ لَيْسَ
مُؤْمِنًا بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَالرَّدُّ
اِلَى الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَاجِبٌ لِصَرِيْحِ
الْاَمْرِ وَتَعْلِيْقِ الْاِيْمَانِ عَلَيْهِ وُجُوْدًا
تَنْزِيْهُ الذَّاتِ وَالصِّفَاتِ مِنْ
دَرَنِ الْاِلْحَادِ وَالتَّشَبُّهَاتِ اِنْتَهٰى
الْمَكْتُوْبُ وَتَمَّتْ قَوْلُهٗ

اصول سے یا فروع سے تو اس جھگڑے کو اللہ
کی کتاب اور اُس کے رسولؐ کی سُنت کی طرف
لاویں۔ پس وہی حق ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے
فرمایا پھر جس چیز میں تم اختلاف کرو تو اس کا
حکم اللہ کی طرف ہے پھر جو فیصلہ کتاب اور سنت
کردیوے وہ ٹھیک ہے اور نہیں ہے راستی
کے بعد مگر گمراہی۔ اور اسی لئے فرمایا اگر ہو تم ایمان
لائے اللہ اور پچھلے دن پر یعنی رد کرو جھگڑے اور
اپنی ناوانیاں اللہ کی کتاب اور رسولؐ کی سنت
کی طرف اور فیصلہ لیجاؤ ان کی طرف جس میں تمہارے
درمیان تکرار ہووے۔ اگر تم ایمان لائے ہو اللہ اور
پچھلے دن پر اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو محل نزاع
میں کتاب وسُنّت کی طرف فیصلہ نہیں لیجاتا۔ اور
نہیں رجوع کرتا ان کی طرف اور اللہ کو مانتا ہے۔
نہ پچھلے دن کو۔ پس کتاب وسُنّت کی طرف فیصلہ کو رد
کرنا واجب ہے واسطے صریح امر کے۔ اور ایمان کے
موجود ہونے کے۔

* كما قال تعالى وما اختلفتم فيه من شيء فحكمه الى الله فما حكم به كتاب الله وسنة رسول الله وشهدا له بالصحة فهو الحق

۱۲

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

از عائذ باللہ عبداللہ بجیات گل و سکندر و احمد جی و میر گل بعد السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ،
واضح باد کہ دنیا روزی چند است و آخر کار با خداوند است مقصود اصلی و مطلوب کلی حصول دولت
رضائے اوست تعالیٰ و تقدس فوز بسعادت لقا ہم مرتب بر حصول دولت رضائی اوست چون
ظاہر است کہ حصول دولت رضائی او بغیر سعی اجتہاد در کسب مرضیات او تعالیٰ میسر نے و آن بجز

معرفت مرضیات و تمیز آن از غیر مرضیات متصور نے شرافت و فضیلت علم ازینجا است۔ افسوس بر عالمی کہ مایہ فضل و شرافت و عزت و کرامت خود را موجب عیب منقصت و وسیلہ ادبار و خسارت خود سازد و خود را در سلک علماء سوء کہ در مذمت ایشان وعیدات نصوص صریحہ و اخبار صحیحہ آمدہ منسلک دارد و از انجملہ آنچہ از علی مرتضیٰ رض روایت کردہ شد۔

يُوشِكُ أَنْ يَأْتِيَ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يَبْقَى مِنَ الْإِسْلَامِ إِلَّا اسْمُهُ وَلَا مِنَ الْقُرْآنِ إِلَّا رَسْمُهُ مَسَاجِدُهُمْ عَامِرَةٌ وَهِيَ خَرَابٌ مِنَ الْهُدَى عُلَمَاؤُهُمْ شَرٌّ مَنْ تَحْتَ أَدِيمِ السَّمَاءِ مِنْ عِنْدِهِمْ تَخْرُجُ الْفِتْنَةُ وَفِيهِمْ تَعُودُ

قریب ہے کہ لوگوں پر ایک ایسا وقت آجائیگا کہ اسلام کا نام ہی نام رہ جائیگا۔ اور قرآن مجید کے حرف ہی حرف ان کی مسجدیں دیکھنے میں تو آباد معلوم ہونگی لیکن حقیقت میں ہدایت سے ویرانہ ہونگی۔ اس وقت کے عالم لوگ زمین کے لوگوں سے بدتر ہونگے انہیں کے پاس سے فتنہ نکلیگا۔ اور انہیں میں لوٹ جاوے گا۔

و آنچہ امام احمد و ابوداؤد و ابن ماجہ از ابی ہریرہ رض روایت کردہ۔

مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا يُبْتَغَى بِهِ وَجْهُ اللّٰهِ لَا يَتَعَلَّمُهُ إِلَّا لِيُصِيبَ بِهِ عَرَضًا مِنَ الدُّنْيَا لَمْ يَجِدْ عَرْفَ الْجَنَّةِ يَعْنِي رِيْحَهَا

جو شخص حاصل کرے وہ علم جس سے اللہ کی رضا ڈھونڈ سکتے ہیں۔ اس لئے کہ اس کے ساتھ دنیا کا اسباب پیدا کرے اس کو بہشت کی بو بھی نصیب نہ ہوگی۔

و آنچہ دارمی از ابی الدرداء روایت کردہ۔

إِنَّ مِنْ أَشَرِّ النَّاسِ مَنْزِلَةً عِنْدَ اللّٰهِ عَالِمٌ لَا يَنْتَفِعُ بِعِلْمِهِ۔

سب لوگوں سے اللہ کے نزدیک اس عالم کا برا مرتبہ ہے جو اپنے علم سے فائدہ حاصل نہ کرے۔

و در روایت عالم لم ینفعہ اللہ بعلمہ و موجب مذمت علماء سوء بنا بر آنچہ از احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ چند چیز تواند بود اول آنکہ مراعات اخلاص نیت بدان نکنند و علم را بجہت طلب متاع دنی دنیوی و حطام خسیس فانی و یا بجہت طلب جاہ و شہرت و آوازہ و نام و قبول خاص و عام آموزند۔ چنانچہ از حدیث

مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا يُبْتَغَى بِهِ الحديث

و از حدیث مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِيُجَارِيَ بِهِ الْعُلَمَاءَ

جو شخص طلب کرے علم کو تو کہ مقابلہ کرے ساتھ اس کے

أَوْ لِيُمَارِيَ بِهِ السُّفَهَاءَ أَوْ يَصْرِفَ بِهِ وُجُوهَ النَّاسِ إِلَيْهِ أَدْخَلَهُ اللّٰهُ النَّارَ

عالموں سے یا جھگڑے اسکے ساتھ جاہلوں سے یا پھیرے ساتھ اس کے منہ لوگوں کے طرف اپنی، داخل کریگا اس کو اللہ تعالیٰ آگ میں

کہ ترمذی از کعب ابن مالک و ابن ماجہ از عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کردہ۔ دوم آنکہ اگر در اوّل حال اخلاص داشتہ باشد۔ امّا بعد از تحصیل آن در رعایت حق عمل کردن تساہل و تکاسل ورزند و در آنچہ بدیگران می فرمایند خود بیباکی کنند و بجا نیارند و خود را از جملہ مستوجبات وعید شدید اَتَأْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ و مستحق خطاب عتاب۔

کیا حکم کرتے ہو لوگوں کو نیک کام کا اور بھولتے ہو آپ کو۔ اور تم پڑھتے ہو کتاب۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝

اے ایمان والو۔ کیوں کہتے ہو منہ سے جو نہیں کرتے بڑی بیزاری ہے اللہ کے یہاں کہ کہو وہ چیز جو نہ کرو۔

نمایند سیوم آنکہ ہر چند در تحصیل تحسین اعمال و تہذیب اخلاق و تزئین اصلاح احوال خویش سعی مبذول دارند۔ ولیکن باصلاح احوال دیگران نپردارند و حق امر معروف و نہی منکر را کہ رکنی رکین از ارکان دین متین ست مراعات ننمایند و طریق مداہنت و ملائمت با مردم پیش گیرند و از نصوص کتاب و سنت کہ دلالت بر وجوب امر معروف و نہی منکر دارند تغافل نمایند از انجملہ کریمہ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

اور چاہیے کہ رہے تم میں ایک جماعت بلاتی نیک کام پر اور حکم کرتی پسند بات کا اور منع کرتے ناپسند سے اور وہی پہنچے مراد کو۔

صیغۂ امر دلیل وجوب ست و صیغۂ حصر فلاح بر زمرۂ موصوف قائمین بامر معروف دلیلی دیگر ست کریمہ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ الآیہ

اور ایمان والے مرد اور عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں سکھاتے ہیں نیک بات اور منع کرتے ہیں بری بات سے اور کھڑی رکھتے ہیں نماز۔ اور دیتے ہیں زکوٰۃ۔

وکر پنجم کَانُوۡا لَا یَتَنَاھَوۡنَ عَنۡ مُّنۡکَرٍ فَعَلُوۡهُ الآیه آپس میں منع کرتے میں بُرے کام سے جو کر رہے تھے کیا بُرا کام تھا

وغیر آن از آیات بینات شواہد جلیہ این مدعی اند و سورہ والعصر تا آخر اول دلیل ست بر آنکہ ترک تواصی بحق یعنی حق بیکدیگر گفتن و بدان وصیت کردن موجب خسارت ست ہر چند باصلاح اعمال مقرون باشد چہارم آنکہ مخالطت سلاطین و حکام ظلم آئین و مباسطت با ایشان نمایند.

بالجملہ درین باب قصہ فقیہ کہ در شرح بخاری آوردہ کافی ست خلاصہ اش آنکہ عالمے از درویشی دعا خواست فَقَالَ لَهُ الْفَقِيْرُ عَلٰى طَرِيْقِ التَّوَاضُعِ بَلْ اَنْتَ الَّذِيْ يَنْبَغِيْ اَنْ تَدْعُوَ لِيْ لِاَنَّكَ مِنْ عُلَمَآءِ الْمُسْلِمِيْنَ وَفُقَهَآئِهِمْ فَلَمْ يَتَمَالَكْ رَحِمَهُ اللّٰهُ اَنْ غَلَبَتْهُ الدُّمُوْعُ حَتّٰى كَادَتْ نَفْسُهٗ تَزْهَقُ مِنْ كَثْرَةِ بُكَآئِهٖ وَهُوَ يُرَدِّدُ يَقُوْلُ مِثْلِيْ يُحْسَبُ مِنَ الْعُلَمَآءِ وَاللّٰهِ مَا يَكُوْنُ الْعَالِمُ عَالِمًا حَتّٰى لَا يَخْرُجَ لَهٗ نَفَسٌ اِلَّا لِلّٰهِ وَبِاللّٰهِ

فقیر نے تواضع کی راہ سے کہا بلکہ آپ اس لائق ہیں کہ میرے لئے دعا فرماویں کیونکہ آپ مسلمانوں کے عالم ہیں اور اُن کے فقیہ پھر نہ سکا اللہ تعالےٰ اُس پر رحم کرے کہ غالب ہو گیا اُس پر رونا۔ اور قریب تھا کہ بہت رونے کی وجہ سے اس کی جان نکل جاوے اور بار بار یہی کہتا تھا۔ کہ میرے جیسے عالموں میں شمار ہو سکتے ہیں۔ بخدا عالم عالم نہیں ہوتا۔ یہانتک کہ نہ نکلے اس کا کوئی سانس مگر واسطے اللہ کے اور ساتھ اللہ کے۔

و مقصود ازین ہمہ گفت و شنود آنست کہ این چیز ہا بجز صحبت میسر نمیشود۔

ھَلَكَ الْمُسَوِّفُوْنَ۔ ہلاک ہو گئے نیک کاموں میں تاخیر کرنے والے۔

نصب العین باید داشت حقیر را درین ایام ہمہ توجہ بکلام الٰہی و باحادیث نبوی بفضل اللہ و کرم او شدہ است۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ از عائذ باللہ و معتصم بحبل اللہ عبد اللہ بہر یک از اہل اخلاص و ارباب اختصاص مولوی منہاج الدین و حافظ محمد عظیم و سلطان محمد و محمد اکبر و دین محمد و محمد قاسم و فتح نور و نور محمد و گامہ و بہادر و بختاور و الورو فضل و جمال الدین خصوصاً زبدہ اخلاص مندان مولوی عبد الرب بعد از سلام مسنون و ادعیہ مودت مقرون واضح آنکہ در باب

تمسک بکتاب اللہ و اعتصام بسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم چہ گویم و چہ نویسم کہ صفحہ کاغذ
از بیان آن تنگ است و پائے قلم از تگ و دو در میدان آن لنگ۔ اخوان عزیز را لازم کہ
دنیاے دنی را روزے چند دانستہ در طلب مرضیات او تعالی بجان و دل کوشند و زندگانی ایامی را
اندک دانستہ در ابتغاے وجہ اللہ کمر ہمت را چست بندند و کتاب اللہ و سنت رسول اللہ
صلعم تا روح مستعار بملاء اعلی پرواز نمودہ شغل ضروری انگاشتہ باشتغال لاطائل و مال و
منال بے حاصل غافل نشوند و مرضیات و مکروہات او تعالی را ازین اصلین راسخین معلوم
کردہ در امتثال اوامر و حب تعظیم آن و اجتناب و انتہا از نواہی و بغض و نفرت ازان سعی بیش
از بیش کنند فقیر خود را ہمیشہ بترویج کلام اللہ و ابتغاء مرضات اللہ مامور مے بیند پس لابد آشنا
و بیگانہ را ترغیب می دہم و از غیر آن تنفیر و بتکرار مے نویسم کہ در تدبر کلام اللہ و تذکر از مواعظ
آن و تفکر و تاثر از نصائح آن اوقات عزیزہ خود را معمور گردانند۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفی۔ اما بعد از داعی الی اللہ و مستعیذ باللہ عبد اللہ
بمشفقی و محبی میر محمد شاہ و عبد اللہ شاہ و سید عمر شاہ و جناب حافظ عباس خان و حسن خان
و غیرہم وفقنا اللہ و ایاہم لما یحب و یرضاہ و صرفنا الی جنابہ عن جمیع ماسواہ و جعلنا متمسکین بسنۃ
رسولہ و معتصمین بکلامہ فی الشدۃ و الرخاء بعد از سلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ واضح آنکہ چہ گویم و چہ
نویسم در تعظیم کلام ملک علام و اتباع سنت سید الانام کہ دست بیان از اداے آن کوتاہ
است فقیر ہمیشہ خود را بترویج کلام اللہ مامور مے بیند و در تبلیغ آن ماجور پس تا دامیکہ جان در بدن
دارم و سر بر تن آشنا و بیگانہ را ترغیب مے دہم و از تکرار آن ہرچند کہ باشد ننگ و عار
نمے آرم و کسانیکہ بر دست حقیر حاضرانہ بیعت نمودہ و یا بر دست غائبانہ عہد بستہ بر ذمہ ایشان
نیز لازم کہ در تدبر کلام اللہ و تذکر از تخویفات و تہدیدات آن و تاثر از نصائح و مواعظ
آن سعی بیش از بیش نمودہ اوقات عزیزہ خود را درین صرف کنند و دیگر آنرا بہر حیلہ وقتے
کہ دانند درین باب ترغیب کنند و تعظیم احکام رب الارباب را خصوصاً صلوۃ خمسہ را کہ از
عمدہ ترین شعائر اسلام است در بجا آوردن آن در اوائل اوقات با خضوع و خشوع تمام کمر ہمت

چست لبستہ راہ سستی و بیباکی نوزرید و درمابین خود راہ اتفاق و وفاق اختیار کردہ راہ اختلاف و
افتراق را کہ ممنوع بمنع اکید ست حذر کنند قال اللہ تعالیٰ

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا
وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ الاٰيه
وَقَالَ اللّٰهُ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا
وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ
وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ

اور مضبوط پکڑو رسی اللہ کی سب ملکر اور پھوٹ نہ ڈالو
اور یاد کرو احسان اللہ کا۔
اور مت ہو اُن کی طرح جو پھوٹ گئے اور اختلاف کرنے لگے
بعد اس کے کہ پہنچ چکے ان کو حکم صاف اور اُن
کو بڑا عذاب ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

از عائذ باللہ عبد اللہ بزبدہ اہل اخلاص عمدہ ارباب اختصاص مولوی حیات گل السلام علیکم
ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اما بعد اوقات عمر عزیز را غنیمت شمارید و در طلب مرضیات مولیٰ خود
سعی کنید و ہر چہ از استطاعت دارید خواہ بدست باشد یا بلسان و قلم و بیان در نصرت دین متین
و تایید توحید رب العالمین دریغ نکنید و در اقامت صلوٰۃ و تعظیم احکام رب البریات از
دل و جان سعی کنید و در ہدایت خلق اللہ و ترغیب عباد اللہ در طاعت خالق خود و تعلیم
ضروریات دین نوعی تساہلی و تغافلی نورزید چنانچہ اصلاح نفس خود ضرور مقدم ست ہمچنین
امر بالمعروف و نہی عن المنکر لازم متحتم۔

وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ
ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً

اور بچو اس فتنہ سے جو نہ پہنچے گا تم میں سے
ظالموں کو چن کر۔

مکرر آنکہ رسالہ ایقاظ الہمم کہ برای ترجمہ کردن بردہ بودند چونکہ در ینجا نہایت ضرور درکار ست
بنا بر آن نوشتہ آمد کہ رسالہ مذکورہ خواہ ترجمہ شدہ یا نشدہ برسیدن این خط از راہ واک ضرور
بفرستید کہ نہایت ضروری درکار ست و اسباب عشرہ کہ شارع برائے احتراز از شیطان
مقرر کردہ ورد دائمی و وظیفہ مستمری بگیرید۔ استعاذہ از شیطان الرجیم۔ قرأۃ معوذتین قرأۃ
آیۃ کرسی قرأۃ سورہ بقرہ۔ قرأۃ خاتمۂ سورہ بقرہ۔ اول سورہ حٰم الی قولہ الیہ المصیر۔ کلمۂ توحید
در ہر روز صد بار۔ کثرت ذکر اللہ کہ انفع حرز ہاست۔ وضوء و صلوٰۃ۔ امساک از فضول نظر و

فضول کلام و فضول طعام و مخالطت ناس کہ شیطان غرض خود را از بنی آدم ازین ابواب اربعہ حاصل مے کند السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد للہ رب العالمین این خط کہ نوشتہ اند بنظر عمیق بہ بینید و نصب العین لسا زید کہ این حقیر گفتہ و محمد نوشتہ و فقک اللہ لما یحب و یرضیٰ و احوال خود ہم نوشتہ کنید زیادہ بارحم الراحمین سپردہ ام حسبنا اللہ و نعم الوکیل۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

باخوی دینی و صدیق قدیمی مولوی حیات گل صاحب السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ دعا فیہ امابعد واضح باد کہ بندہ را در ہر وقت و ہر کار بدرگاہ مولائے خویش سراسر فقر و احتیاج است یک لمحہ ہیچ نوع استغنا حاصل نیست۔

لَا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَيْهِ — نہیں ہے بھاگنے کی جگہ اللہ کے عذاب سے مگر طرف اسی کے

پس بجز رغبت بدرگاہ شان و سوائے خوف و تقویٰ از حضرت ایشان حیلۂ دیگر نیست

هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَ اَهْلُ الْمَغْفِرَةِ — وہی اس لائق ہے کہ اس سے خوف کیا جائے اور وہی اس لائق ہے کہ اس سے بخشش طلب کی جائے۔

شان عالیشان اوست مناسب بندہ ہمین ست کہ در راحت و زحمت یکسان ہم راجی و ہم ترسان باشد گاہے بغیر او تعالیٰ التفاتے و نگاہے نکند۔

وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ — اور جو تمہارے پاس ہے کوئی نعمت سو اللہ کی طرف سے۔

تمامی نعم و منن از خوان نعمت اوست وحدہٗ لاشریک نہ کسے را دخلے و غرضے نہ و ہمچنین ہمہ مصائب و نوائب از سامت معاصی خویش شمارد لا غیر ما اصابک من سیئۃ فمن نفسک سوائے سیئات و بدیہائے نفس خود از چیزے خطرہ و اندیشہ بدل نیارد در وقت عافیت و رفاہیت بشکر متوجہ شود۔

وَاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ — اور شکر کرو اللہ کی نعمت کا اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو۔

و در حین امتحان و مصیبت توبہ و استغفار رخ آرد۔

وَاِنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ	اور معافی طلب کرو اپنے مالک سے پھر رجوع کرو طرف اس کی فائدہ مند کریگا تم کو اچھا فائدہ مند کرنا اور دیویگا ہر صاحب فضل کو فضل اُس کا۔

اعزاز و اکرام خاصہ اوست تعز من تشاء و تذل من تشاء اصابۃ خزی و خذلان از صفات مختصہ بدوست کسے را کہ باہانت و ذلت میرساند مجال دم زدن نیست۔

وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ اور جس کو اللہ ذلیل کرے اسے کوئی نہیں عزت دینے والا

جائیکہ فرمان عزیز حکیم در رسد حوصلہ مقال لا و نعم نہ۔

لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ اس سے پوچھا نہ جاوے جو وہ کرے اور ان سے پوچھا جاوے

کر و بیان چست و چالاک از ہیبت جلالت او تعالیٰ بیہوش میشوند و انبیاء پاک از خوف و خشیت مواخذہ و انتقام ساکت می مانند و خموش ما سوائے بخاطر آوردن و از فکر شان اندیشیدن محض نادانی ست۔

مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا کوئی نہیں پاؤں دھرنے والا مگر اسکے ہاتھ میں ہے چوٹی اس کی

حرکت متحرک بدوست قوت ذی قوت ہم از وست لاحول ولا قوۃ الا باللہ طالب دنیا و آخرت را باید کہ رحمت شان رغبت کند از غیر او ہیچ توقع ندارد۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا۔ جس کو چاہیے عزت تو اللہ کی ہے عزت ساری۔

از ایذائے و اتہام مخالفین حزن و اندوہ نخورد۔

وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا۔ اور غم میں ڈالے تجھ کو بات ان کی کیونکہ اللہ کی ہے عزت ساری۔

قصص انبیاء و رسل کہ در قرآن مبین و مفصل بیان شدہ اند برائے تسلی و تشفی خاطر مظلومان اند۔

وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ۔	اور سب بیان کرتے ہیں ہم تیرے پاس رسولوں کے احوال جس سے تسلی دیں تیرے دل کو

مقصود از ان پند و عبرت ست۔

لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ البتہ ان کے احوال سے اپنا حال قیاس کرنا ہے عقل والوں کو۔

از انجملہ ذکر ابتلاء ایوب ست برائے تذکار و اعتبار از ان۔

رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعَابِدِيْنَ اپنے پاس کی مہر سے اور نصیحت بندگی والوں کو۔
اگر بطرف مولائی خود بدل و جان رجوع کنند و از بدیہا و بدکردہائے خویش بر آئند البتہ نجات و فوز بدرجات خواہند یافت ایضاً باید کہ برحمت بر زیر دستان خود موصوف شوند
اَلَا كُلُّكُمْ رَاعٍ وَّكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ خبردار تم سب پادشاہ ہو اور ہر ایک پوچھا جاویگا اپنی رعیت سے
تنبیہ است جامع بخوبی غور کنند بر رعیت خود شفقت کنند کہ در رحمت حضرت حق در آیند و در ہر دو جہان فلاح و فوز یابند۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى اس میں نصیحت ہے اُس کو جو ڈرے۔
خود ہشیار اند و تجربہ کار و السلام علیکم بعد از رجوع و انابت بصدق دل زاویہ گزینی و گوشہ نشینی اختیار کنند کریمہ

لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ	کوئی حاکم نہیں سوائے تیرے تو بے عیب ہے، میں تھا گنہگاروں سے

را ہر قدر کہ مے توانند چہل روز ورد زبان دارند امید است کہ بحکم وکذالک ننجی المؤمنین تدارک نعمت از رب خود یابند فتم میقات ربہ اربعین لیلۃ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

از عبد اللہ باخویم حسین سلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ اما بعد در ابلاغ و اشاعت کلام رب عزیز چہ گویم و چہ نویسم۔ اگر عزت دنیا و آخرت میخواہی درین ست و باین دلتنگ نشوید کہ مردم نمیشوند درین امتحان ست ہمین عرض کنید نزد ارحم الراحمین کہ یا ارحم الراحمین من بندہ عبودیت شعارم با فتح و شکست کار ندارم انقلابات لیل و نہار در دست توست تا موت کار عاجز ہمین ست ایاک نعبد و ایاک نستعین۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

از عائذ باللہ عبد اللہ باخویم محمد حسین سلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ اما بعد قدرے سستی در دعا در حق شما آمدہ است و اللہ اعلم چہ سبب ست باوجود سستی بارہا گفتہ ام۔ کہ یا ارحم الراحمین حسین را از انصار دین خود سازید قریب دو ماہ شدہ کہ الہام شدہ بود۔
اِذَا كَانَ لَكَ حَاجَةٌ فَقُلْ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ جب تجھ کو کوئی ضرورت ہو تو کہہ تو تین بار اے

يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ اِقْضِ حَاجَتِيْ فَاَقْضِيْ حَاجَتَكَ — ارحم الراحمین پوری کر حاجت میری پس میں پوری کرونگا حاجت تیری۔

بنا برآن بشارت بارہا گفتہ ام کہ یا ارحم الراحمین از اہم حاجات من ہدایت حسین ست وآنچہ قبل ازین الہام شدہ بود۔ کہ

قُلْ لِلْحُسَيْنِ اُرْفِقْ فَاِنَّ الرِّفْقَ رَاْسُ الْخَيْرَاتِ کہو تو حسین کو کہ نرمی کا لباس اوڑھو کیونکہ سب بھلائیاں کی جڑ ہے عبارت خوب یاد نیست مضمون ہمین ست غرض کہ از خوابہائے حقیر معلوم میشود کہ مرضی ارحم الراحمین درحق شما اشاعت دین ست پس در اشاعت دین سعی تمام وکلفت مالا کلام باید کرد وچون بار گران ست بجز انبیاء صلوات اللہ علیہم واتباع ایشان کسی دیگر نمے تواند برداشتن پس صبر بر مصائب ورفق ضرور ست غرض کہ چیزے کہ برائے شما نوشتہ ام آنرا گم نباید کرد بلکہ نزد خود نگاہدارید وہمیشہ آنرا ملاحظہ کردہ برآن عمل کنید کہ بارہا درالہامہائے کہ مے شود این نیز الہام میشود۔ اتقوا فراسۃ المؤمن فانہ ینظر بنور اللہ چیزے دیگر نوشتنی بود لیکن تعجیل بود۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

از عبد اللہ باخویم حسین سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اما بعد چون خط شما رسید بعد از نماز عصر متوجہ شدم بہ ارحم الراحمین الہام شد کہ۔

قُلْ لِلْحُسَيْنِ فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ الآیۃ — کہہ تو حسین کو پس جو شخص تابع ہوا میری ہدایت کا۔ پس نہ گمراہ ہوگا اور نہ بدبخت ہوگا اور جو منہ پھیرے نصیحت میری سے آخر آیت تک۔

الغرض درحق شما اجرائے کلام رب عزیز عباد اللہ از اہم مہمات می بینم زیادہ از اجرائے حدیث چنانچہ از عمر رضی اللہ عنہ مرویست چون صحابہ رضی اللہ عنہم اہتمام بحدیث تمام کردند عمر رضی اللہ عنہ منع کردند وگفتند کہ شغل کلام اللہ زیادہ باشد از شغل حدیث پس شما را ضرور است کہ کلام اللہ را بزن ومرد تعلیم کنید باترجمہ وترجمہ نماز را بزن ومرد تعلیم کنید حبیب اللہ قندہاری درعین بیماری ترجمہ نماز بزبان افغانی بدست خود نوشتہ مے کرد ومے گفت

کہ ہمہ بہادر قرآن یاد بگیرند و بعضے شاگردان گفت کہ ترجمہ سورہ ہا کہ در نماز خوانده میشود بزبان افغانی بکنید کہ ہر کس آنہا را بگیرد و مے گفت ہر کہ معانی نماز یاد ندارد نماز او مقبول نیست و میگفت کہ ترجمہ کلام اللہ بزبان افغانی ایسا زم تا زن و مرد بدانند الغرض سعی در اشاعت کلام اللہ بیش از بیش باید کرد تا از خادمان کلام اللہ حساب شوید اللہم آمین چند ورقست از شوکانی بزودی ترجمہ اش بفارسی بکنید تا طبع شود و رسالہ نزول عبد الاحد بسیار می طلبد۔ ضروری دست آدم معتبر روانہ کنید و اصل ریاض الصالحین بدست بہادر دین بدہید تا جلد کند در اول و آخرش کاغذ بماند و روانہ کنند کہ در اینجا بسیار بکار است و غلطنامہ را اہتمام بکنید۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

از عائذ باللہ عبد اللہ باخویم حسین سلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ اما بعد روزی غم و اندوہ بسیار آمد کہ ہمہ عمر گذشتہ و ہیچ از ما نشد در مرضیات رب عزیز خصوصاً در اشاعت قرآن عزیز کہ بدان مودم کہ هٰذَا كِتَابِيْ وَهٰذَا عِبَادِيْ فَاقْرَأْ كِتَابِيْ عَلٰى عِبَادِيْ از شامت اعمال خود کسے از انصار نیافتم در اشاعت قرآن عزیز باوجودیکہ سالہا شد کہ بزبان حال و قال میگویم۔ يَا رَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا اے رب میرے میری قوم نے ٹھہرا لیا ہے اس قرآن کو چھوڑا ہوا۔

مَنْ اَنْصَارِيْ اِلَى اللّٰهِ دعا میکردم چون این غم و حزن غلبہ کرد الہام شد۔ اَنْتَ مِنِّيْ وَاَنَا مِنْكَ فَلَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ تو میرا ہے اور میں تیرا ہوں۔ پھر تو نہ ڈر اور نہ غم کھا۔

بارہا این الہام شد۔ اَنْتَ مِنِّيْ وَاَنَا مِنْكَ وَالْحُسَيْنُ مَعَكَ۔ تو میرا ہے اور میں تیرا ہوں۔ اور حسین تیرے ساتھ۔

باز الہام شد۔ خُذِ الْحُسَيْنَ مِنْ يَدِهٖ وَقُلْ لَهٗ اَنْتَ مِنِّيْ۔ حسین کا ہاتھ پکڑ کر اس کو کہہ۔ کہ تو میرا ہے۔

باز الہام شد۔ قُلْ لِلْحُسَيْنِ اِقْرَأْ كِتَابِيْ عَلٰى عِبَادِيْ کہ حسین کو پڑھ میری کتاب میرے بندوں پر اور سست وَلَا تَنِ فَاِنِّيْ مَعَكَ حَيْثُ مَا كُنْتَ نہ ہو کیونکہ میں تیرے ساتھ ہوں جہاں تو ہووے۔

بعد ازین فرحتی و سروری آمد کہ گویا زندہ شدم و امید و رجا بارحم الراحمین بیش از بیش شد کہ سالہا مے گفتم مَنْ اَنْصَارِيْ اِلَى اللّٰهِ کسے پیدا نمی شد الحال ارحم الراحمین حسین را از انصار گردانید۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔ یہ اللہ کا فضل ہے دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نقل تقریر مولانا سید احمد صاحب خلف الصدق امام الزمان علیہ الرحمۃ والغفران شیخ عبد اللہ غزنوی از والد ماجدم شنیدم کہ فرمودہ است امام احمد۔

اِیَّاکَ اَنْ تَتَکَلَّمَ بِمَسْئَلَۃٍ لَیْسَ لَکَ فِیْھَا اِمَامٌ بچ تو اس سے کہ تو کسی مسئلہ میں کلام کرے اختیار اس کلام کوں نہ ہی ام(؟) ودر محنت معتزلے امام مذکور فرمود۔

کَیْفَ اَقُوْلُ مَا لَمْ یُقَلْ میں قرآن مجید کے مخلوق ہونے کا حرف کیونکر زبان پر لاؤں حالانکہ سلف کرام نے اس پر نہیں کہی یعنے مخلوقیت کلام الٰہی چگونہ بر زبان آرم کہ سلف کرام نگفت این حرف را و ہمچنین والدم میفرمود نقلاً از بایزید رحہ

اِسْتِعَانَۃُ الْمَخْلُوْقِ بِالْمَخْلُوْقِ کَاسْتِعَانَۃِ الْغَرِیْقِ بِالْغَرِیْقِ۔ مخلوق کا مخلوق سے مدد مانگنا ایسا ہے جیسے غریق کا غریق سے مدد طلب کرنا۔

و ہمچنین شنفتم از والدم کہ بعضے عارفان فرمودہ اند۔

اِسْتِعَانَۃُ الْمَخْلُوْقِ بِالْمَخْلُوْقِ کَاسْتِعَانَۃِ الْمَسْجُوْنِ بِالْمَسْجُوْنِ مخلوق کی مخلوق سے مدد طلب کرنے کی مثال ایسی ہے جیسے قیدی کا قیدی سے مدد طلب کرنا۔

ومی فرمودند کہ بندہ موحد را باید کہ جوارح خود را از دست و پا و زبان و چشم و قلب وغیرہ للہ و باللہ واند یعنے در ملک خدا است و بخدا کہ قوام و قیام آنہا با وست تا مفہوم حوقلہ در وی ثبت شود نہ علماً نہ ایمانا کہ این رتبہ علماء را ہم حاصل است بلکہ ذوقاً و حالاً کہ این دولت خواص است چون مفہوم حوقلہ در خود ثابت نمود و مشہود او شود کہ تحویل و قوت ہمہ اعضاء و جوارح بحول و قوت اوست پس این بندہ مہاجر الی اللہ شدہ مصداق حدیث شریف

کُنْتُ سَمْعَہُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِہٖ الخ ونشاید کہ جوارح را للنفس و بالنفس داند کہ این شرک است و میفرمودند کہ یک حب ایمانی ست و یک حب عشقی حب ایمانی محبت امتثال اوامر ست و نفرت تمام از منہیات یعنی بندہ موحد مبلغ ہمت خود را در بجا آوردن ماموارت محبوب صرف کند بشوق تمام کہ موجب خوشنودی او شود گو کہ امتثال این امر مرضی سبب تفرقہ شود چنانکہ محبوبی محب خود را در موسم حر شدید برای سامان کاری بفرستد پس وے بشوق تمام برای سرانجام آن کار رود و از محنت گرمی و تفرقہ بیباک و در بجا آوردن ماموربست و چالاک خیالی کہ دامنگیر ایشان باشد رضامندی

محبوب است وبس این حب راکہ حب ایمانی ست منتہی نیست مثل چشمۂ آبدار ہر چند کہ دروی کار کنند جوشش آب بسیار کند وحب عشقی ہمین حب جمع ویادداشت محبوب ست کہ ارباب این حب رنج تمام از تفرقہ مے یابند چنانچہ محبوبے محبے را برای سرانجام کارے بفرستد محب طاقت جدائی ندارد لاکن طبیعت خود را بزور بامتثال این امر مے راند واین حب را نہایت ست.

مثل کسے کہ تشنہ باشد بسبب سیرابی از آب خاطر جمع وساکن شود ومیفرمودند کہ فنا نزد صوفیہ چیزیست ونزد محققین چیزے دیگر فنا نزد محققین این ست کہ محبت غیر ورجاء غیر وخوف غیر وارادۂ ماسوائے ودعائے غیر از ایشان فانی شوند۔ در محبت ورجا وخوف وارادہ ودعائے خداء عزوجل وفنا نزد صوفیہ تجلی ست کہ ازان مشاہدہ کنند کہ قیام ہمہ اشیا بخداست واین شہود ربوبیت ست وازین مقام گاہے تعبیر توحید افعالی کنند وگاہے باحسان وہمین ست نزد ایشان اعلے مقاصد وسائر عبادات وسیلہ باین مقصود می انگارند۔

ولہذا منجر باخلال از احکام شرعیہ مے شوند ومیدانند کہ اعلی مقاصد ومنتہی مطالب مقام عبودیت ست کہ کریمۂ ایاک نعبد ناطق ازین مرام است واشرف وسائل وسیلہ استعانت کہ ایاک نستعین مصدق این مطلب پس اشرف مقامات مقام عبودیت ست واشرف وسائل وسیلۂ استعانت بحضرت حق لاغیر۔

وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ اَنَّ الْعِبَادَ لَا يَسْتَحِقُّوْنَ
مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَلَا بِاَنْفُسِهِمْ عَلَى اللّٰهِ
شَيْئًا بَلْ هُوَ الَّذِیْ كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ
الرَّحْمَةَ وَيَشْهَدُوْنَ اَنَّهٗ يَسْتَحِقُّ
اَنْ يُّعْبَدَ وَلَا يُشْرَكَ بِهٖ شَيْئًا وَّاَنَّهٗ
يَسْتَحِقُّ اَنْ يُّتَّقٰى حَقَّ تُقَاتِهٖ
وَحَقُّ تُقَاتِهٖ اَنْ يُّطَاعَ فَلَا يُعْصٰى
وَيُذْكَرَ فَلَا يُنْسٰى وَيُشْكَرَ فَلَا يُكْفَرَ
فَيَرَوْنَ اَنَّمَا تَامُرُهُمْ مِنَ الْعَمَلِ

اور محققین جانتے ہیں کہ بندوں کا اللہ تعالیٰ پر کسی قسم کا کوئی
حق نہیں ہے بلکہ اسی نے اپنے نفس پر مہربانی کو لکھ دیا ہے
اور گواہی دیتے ہیں کہ وہ لائق ہے کہ اس کی عبادت کی
جائے اور نہ شریک مقرر کیا جاوے اس کے ساتھ کسی
چیز کو اور وہ لائق ہے کہ اس سے خوف کیا جاوے
جیسے اس سے خوف کرنا چاہیے۔ اور وہ اس طرح
کہ اس کی فرمانبرداری کی جاوے پھر نافرمانی نہ کیا
جاوے اور اس کو یاد کیا جاوے پس نہ بھولا یا جاوے
اور اس کی قدردانی کی جاوے پس نہ بیقدری کیا جاوے

الصَّالِحِ فَهُوَ فَضْلُهُ وَجُوْدُهُ وَكَرَمُهُ
لَهُ الْحَمْدُ فِي ذٰلِكَ وَيَشْهَدُوْنَ اَنَّهُ
لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَاَمَّا مَا قَامَ
بِالْعِبَادِ مِنْ اَذَاهُمْ فَهُوَ خَالِقُهُ
وَهُوَ مِنْ عَدْلِهٖ وَمَا تَرَكَهُ النَّاسُ
مِنْ حُقُوْقِهِمُ الَّتِيْ يَسْتَحِقُّوْنَ بِهَا
عَلَى النَّاسِ فَهُوَ الَّذِيْ لَمْ يَخْلُقْهُ وَلَهُ
الْحَمْدُ عَلٰى كُلِّ حَالٍ، وَلِهٰذَا كَانُوْا
مُنْكَسِرَةً قُلُوْبُهُمْ لِشُهُوْدِهِمْ وُجُوْدَهُ
الْكَامِلَ وَعَدَمَهُمُ الْمَحْضَ وَلَا اَعْظَمَ
انْكِسَارًا مِمَّنْ لَمْ يَرَ لِنَفْسِهٖ اِلَّا الْعَدَمَ
لَا يَرٰى لَهٗ شَيْئًا وَلَا يَرٰى بِهٖ شَيْئًا

پھر وہ یقین کرتے ہیں جو عمل صالح ان سے سرزد ہوتا ہے
وہ اُسی کا فضل اور سخاوت اور کرم ہے اس میں اُسی کی تعریف
ہے اور گواہی دیتے ہیں ہم کہ گناہوں سے نہیں بچ سکتے۔
اور نہ نیکیوں کی طاقت رکھتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق کے
ساتھ۔ اور اپر وہ تکلیف جو اولیاؑ کو لوگوں سے پہنچتی ہے اُس کا وہی
پیدا کرنیوالا ہے اور اس میں وہ عادل ہے اور جن حقوق کا وہ لوگوں سے
استحقاق رکھتے ہیں اور لوگ اُن کے حق ادا نہیں کرتے۔
تو اُن کو اس نے پیدا نہیں کیا ہر حال اُسی کی تعریف ہے اور
چونکہ اُن کو اللہ تعالیٰ کے وجود کامل اور اپنے عدم محض
کا مشاہدہ ہوتا رہتا ہے۔ اسی لئے ان کے دل ٹوٹے
رہتے ہیں۔ اور اس سے بڑھ کر عاجزی کرنیوالا کون ہے
جو نہ دیکھے اپنے نفس کو گویا ہو نہ دیکھے واسطے اُس نفس کے کوئی چیز اور نہ
ساتھ اُس کے کوئی چیز۔

و می فرمودند کہ در کلام اللہ و حدیث رسول اللہ سہ اصل اند۔ یک توحید الٰہی دوم صفات باری
منکر صفات بدتر است از منکر توحید زیرا کہ منکر صفات منکر خدا است نہ مشرک۔ چہ وے شریک
مقرر کنندہ است سوم قدر و شرع و می فرمودند کہ خواب و الہام را اعتبار نکنید ما طالب
حق ایم و دلیل را دیدہ باشید و می فرمودند کہ مردم بے وقوف حرکت قلب را حیات قلب می دانند
و غلط کردند بلکہ این حیات نفسیست شہوانی حیات قلب محبت امتثال اموراتو نفرت کلی از منہیات
ہمہ اوقات دریں خیال ماندہ باشد کہ کدام فعل و قول از بندہ صادر شود کہ موجب خوشنودی حق شود و ہمیشہ
لرزان و ہراسان باشد کہ مبادا مصدر فعل و قول شوم کہ سبب سخط شود و می فرمودند کہ مردم بیوقوف توسل
بحق فلان و حق فلان مے کنند و غلط کردند بلکہ توسل باسمائی الٰہی از اشرف وسائل ست تامل باید کرد در حقیقت
بسم اللہ کہ ہمہ مردم را برزبان جاریست از حقیقت دریافت معنی آن عاری ستند کہ این چہ کلمہ است مشتمل بر توحید الٰہی
یعنے استعانت می طلبم در جلب منافع و دفع مضار بذات پاک الٰہی باز فکر باید نمود در کلمہ توکلت علی اللہ کہ چہ لفظ

شریف ست در انابت بسوئی حق یعنی تکیہ و اعتماد نمودہ م در بدست آوردن این مقصود بر ان
ذات بے ہمتا و نظر خود را از اسباب قطع نمودم و ہمچنین در کلمہ۔
لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ نہیں ہے طاقت پھرنے کی گناہوں سے اور نہ طاقت کرنے نیکیوں کی مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق کے ساتھ
فکر باید کہ محتوی ست بر اعلیٰ مراتب توحید و تجرید یعنے نیست ہیچ حرکت و تحویل علویات و سفلیات و نہ
ہیچ قوت و توانائی مر اعضا و جوارح و اشیاء دیگر را مگر بتحویل و توانائی او والی غیر ذالک من الاسماء
الحسنیٰ والادعیۃ الماثورۃ کہ این نمونہ از خروارست پس توسل باسماء الٰہی و توجہ بادعیہ ماثورہ
شافی و کافی ست۔
لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ واسطے اس کے جس کے اندر دل ہے یا لگاوے کان دل لگا کر۔
از والد ماجد شنیدم کہ در گیر و چند روز کتابہائے وجودیہ مطالعہ نمودم شبے در خواب مے بینم
شخصے را شدید بیاض الثیاب حسن الوجہ والمحاسن کہ دست خود بقہر و عنف برائے زدنم بر داشتہ
و گفتند مگو کہ ہمہ اوست بلکہ بگو ہمہ از دست بسبب ہمین خوف بیدار شدم باز در دہلی کہ نزد مولوی
نذیر حسین صاحب بودم از شخصے کتاب فتوحات کہ ہمراہ شرح بود گرفتم تا مطالعہ نمائم در ہمان
شب می بینم کسے را کہ فرمودند گویا کتابہائے دیگر از زمین مفقود اند۔ کہ کتاب ابن عربی مے بینی
باز در شہر کابل در حبس و محنت رسالہ این طائفہ را روزے چند سطور گذرانیدم کہ حالتے آمد۔
و مرا بوشید لتعبیرش بزبان نتوانم در خاطر ریختند کہ این کتابہا را نباید دید و میفرمودند وقتے کہ در
پشاور بودم و اسماء کتابہائے دین از بھوپال رسید بیطاقت شدم و ارادہ سفر آن سرزمین نمودم
القا فرمودند الیس اللہ بکاف عبدہ القاہمین بود و سکینہ و اطمینان ہمین شبے پرسیدم کہ محققین شبے پرسیدم
کہ محققین مے نویسند کہ تبتل بسوی مولیٰ و انقطاع از ماسوا متحقق نمے شود مگر بہ تحقیق توحید
ربوبیت پس حصول تحقیق این توحید را چہ سبب فرمودند کہ بار بار کلمہ طیبہ را کہ سیف
صارم ست ماسوا را بلحاظ این معنی بر زبان رانند کہ لا الٰہ نیست ہیچ مقصود از مال و منال و زن و فرزند
جاہ و جلال و غیرہ الا اللہ مگر ذات پاک چہ نیست ہیچ مربی علویات و سفلیات مگر ذات پاک چنانچہ در حوقلہ
فرمودند و ایضاً تامل باید کرد در خطابات قرآن۔
فَاِذَا شَهِدَتِ الْقُلُوْبُ مِنَ الْقُرْاٰنِ پس اس وقت مشاہدہ کر لیں گے۔ دل قرآن سے ایسے بادشاہ

مَلِکًا کَرِیْمًا وَّجُوْدًا رَّحِیْمًا چوں انسلاخ وتبرے از حول وقوت مشہودش آنگا متحقق شود تواضع ومسکنت عبد کہ ہیچ چیز ندارد واز آں او نیست بلکہ ہر کار کہ مے کند بحول وقوت او مے کند پس نمود مقام عبودیت

فہرست کُتب دینیہ

کا قرآن وسنت سے ثبوت دیا ہے۔ یہ کتاب مولٰنا مولوی محمد حسین صاحب امین آبادی کی تصنیف ہے قیمت عہ

خزینۃ المیراث مفتیان دین قانون پیشہ اصحاب اور وکلا کیلئے سہل ترین مفید ترین مفصل کتاب ہے بارہ تقسیم میراث۔ یہ کتاب ورثہ کی جنتری ہے مسئلہ کی جو صورتیں ممکن ہوسکتی ہیں اُن کی الگ الگ فہرست دیدی گئی ہے جس صورت کو تلاش کرنا ہو اُس نمبر کی فہرست نکالکر حل شدہ جواب معلوم ہوسکتا فرقہ امامیہ اور اہل سنود کے طریق تقسیم ورثہ پر بھی مشتمل قیمت عمر

بلوغ المرام مترجم ومحشے حجم ۴۴۴ صفحات مدت سے یہ کتاب نایاب تھی بردشتہ جناب مولٰنا مولوی عبد التواب صاحب حقانی کے ترجمہ اور حواشی عجیبہ کے ساتھ چھپی ہے قیمت دو روپے آٹھ آنہ عہ

ترغیب ترہیب مترجم اردو متن السطر مصنفہ امام حافظ عبد العظیم منذری

یہ کتاب نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث صحیحہ کا بہت بڑا ذخیرہ ہے اور ہر مشروع فعل کی ترغیب اور ممنوع کی ترہیب پر علیحدہ علیحدہ باب باندھ کر اس کے ثواب عقاب کے بارہ میں مرفوع احادیث لائی گئی ہیں یہ کتاب عوام کے لئے عموماً اور واعظوں کے لئے خصوصاً مفید ہے تین حصوں میں مکمل ہوگی حصہ اول تقطیع ۲۲×۲۹ صفحات ۵۷۵ سفید کاغذ عمدہ

چھپ کر تیار ہوگئی ہے قیمت چار روپیہ آٹھ آنہ بلا جلد عہ اور پانچ روپیہ آٹھ آنہ مجلد۔ اور اس کا دوسرا حصہ چھپنا شروع ہوگیا ہے جو عنقریب ہدیہ ناظرین ہوگا۔

سلسلہ کتب اسلام

مصنفہ فاضل اجل عالم بے بدل مولٰنا مولوی رحیم بخش صاحب مرحوم

اردو قاعدہ	۔/
اسلام کی پہلی کتاب	ا/
اسلام کی دوسری کتاب معہ فرہنگ	۲/
اسلام کی تیسری کتاب معہ فرہنگ	۳/
اسلام کی چوتھی کتاب معہ فرہنگ	۴/
اسلام کی پانچویں کتاب	۸/
اسلام کی چھٹی کتاب	۸/
اسلام کی ساتویں کتاب	۸/
اسلام کی آٹھویں کتاب	۸/
اسلام کی نویں کتاب	۸/
اسلام کی دسویں کتاب الملقب بہ لباب	عہ
اسلام کی گیارھویں کتاب الملقب بہ برہانی آفتاب	عہ
اسلام کی بارھویں کتاب	عہ
اسلام کی تیرھویں کتاب	عہ
اسلام کی چودھویں کتاب	عہ

مجربات غزالی

طب جسمانی وطب روحانی

مصنفہ حاذق ارواح ولاجسام زین الدین حجۃ الاسلام
حضرت امام ابوحامد محمد بن محمد غزالیؒ صفحہ ۳۸۴
کلاں تقطیع ۲۰×۲۶ قیمت عہ/

ستینی (یعنی) ساٹھ علوم والی

(ترجمہ اردو)

کتاب جامع العلوم حدائق الانوار

مصنفہ حضرت امام ابوعبداللہ محمد بن عمر فخر الدین رازی
مصنف تفسیر کبیر قیمت صرف عہ/ علاوہ محصولڈاک

عزیز القلوب ترجمہ اردو مکاشفۃ القلوب المقرب الی حضرۃ علام الغیوب

مصنفہ امام حجۃ الاسلام ابوحامد محمد بن محمد غزالی قیمت صرف عہ/

زبدۃ المرام (ترجمہ اردو عمدۃ الاحکام)

یعنی صحیح بخاری اور صحیح مسلم کا مجموعہ کل ائمہ محدثین کا اتفاق ہے۔ کہ جس حدیث کو امام بخاری اور امام مسلم متفق ہوکر اپنی اپنی صحیح میں بیان کریں۔ قرآن شریف کے بعد وہ حدیث شریف جملہ احادیث پر مقدم اور سب سے بڑھکر معتبر ہے۔ اور بلاچون وچرا تسلیم کرلینے کے زیادہ تر لائق ہے۔ لہذا امام مرحوم مولٰنا حافظ عبدالغنی صاحب نے دونوں صحیحین کی احادیث متفق علیہ کو جو احکام یعنی طہارت۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوۃ۔ بیع۔ شرٰی۔ نکاح طلاق۔ رضا۔ قصاص۔ حدود۔ قسموں۔ نذروں اور فیصلوں کے بیان۔ کھانے کا احکام۔ پینے کے بیانات قربانی۔ لباس۔ جہاد۔ اور غلام آزاد کرنیکے احکام کے متعلق تھیں۔ ایک جا جمع کیا۔ اور عبدالمنان صاحب محدث وزیر آبادی نے بسرپرستی خود اسکا سلیس اردو میں ترجمہ کرایا۔ اور ہم نے بصرف زرکثیر بین السطور چوب قلم ۱۱ سطری تقطیع درمیانی برمعہ حواشی جدید بصحت تامہ سطور رخنا شدہ کاغذ اعلی قسم پر طبع کرایا ہے قیمت عہ/

الحقیقۃ الباہرۃ فی اسرار الشریعۃ الطاہرہ

مصنفہ امام سید محمد ابوالہدیٰؒ رفاعی حسنی صیادی الذی خاص استنبولی
استاد ومرشد
سابق خلیفۃ المسلمین وامیر المومنین سلطان عبدالحمید خان ثانی غازی
صفحات ۴۴ کلاں قیمت صرف ۱۰/

الکشف والتبیین فی غرور الخلق اجمعین

مصنفہ حضرت زین الدین حجۃ الاسلام امام ابوحامد محمد بن محمد غزالیؒ
اس کا مطالعہ لازمی ہے قیمت صرف ۴/

مجموعہ اشعار مولوی عبدالستار

بزبان پنجابی

مصنفہ جناب مولٰنا مولوی عبدالستار صاحب مصنف قصص المحسنین واکرام محمدی
قیمت اس کل مجموعہ کی ۱۲/ ہے

درّ النظیم فی خواص القرآن العظیم

اس نادر کتاب میں علامہ ابوالمحمد عبداللہ یمنی نے امام محمد غزالی کے رسالہ جواہر القرآن السنواور قاضی ابوبکر غسانی کی کتاب بروق اللامع کو جمع کردیا خواص واسرار قرآن شریف میں بینظیر رسالہ ہے قیمت ۱۱/

عبدالحمید غزنوی تاجر کتب مسجد چینیانوالی لاہور